

ملک لیسٹریٹ ...
ملک ناران درباری ولد محمد خالد درباری ولد محمد رشید ناران

جامعہ احمدیہ لیسٹریٹ

مکتبہ اشفاق آباد
پتہ ۱۰۵
لاہور

سورۃ تہٰنوم آلی سر تہٰنوم ذات کبر اور وین
(قرآن مجید)

تحقیق جدید

متعلق

قبر

مؤلفہ

حضرت قبلہ مفتی محمد صادق صاحب

مصنف احمد سچ - ذکر حبیب - واقعات صحیحہ - کفارہ - آئینہ صداقت
تحفہ بنارس - تحدیث بالنعمت - زاملہ

جسے

رکھو پو کتابت و اشاعت قادیان نے شائع کیا

تعداد طبع ۱۰۵

اکتوبر ۱۹۳۶ء

بار اول

DEDICATION



*DEDICATED TO SETH
ABDULLAH ALLAH DIN
OF SECUNDERABAD IN APPRECIATION
OF HIS SINCERE EFFORTS TO -
PUBLISH VAST LITERATURE
IN SUPPORT OF THE AHMADIA
PRINCIPLES.*

M.M.SADIQ.

فہرست تصاویر مندرجہ کتاب

نمبر	بیان منسلق فوٹو	صفحہ نمبر	جس باب اور فقرہ میں اس کا ذکر کتاب میں کیا گیا ہے
۱	قبر مسیح میں سوراخ کا مقام دکھایا گیا	۱۶	باب ۶ فقرہ ۸
۲	تولیت نامہ قبر مسیح	۵۶	باب ۵ فقرہ ۱
۳	خریبے کا کھڑ	۲۸	باب ۳ فقرہ ۱۸
۴	فوٹو از قلمی کتاب تاریخ انبیاء	۶۴	باب ۴ فقرہ ۳
۵	قبر مریم بی بی - کوہ مری پر -	۱۶	باب ۳ فقرہ ۱۱
۶	مارٹنڈ کے کھنڈرات	۳۲	باب ۲ فقرہ ۲۹
۷	چاہ باہل و ماروت ماروت	۴۰	باب ۲ فقرہ ۲۹
۸	مندر پانڈرین ستھان	۲۴	باب ۳ فقرہ ۱۰
۹	قبر قریب بیج بہارہ	۲۴	باب ۳ فقرہ ۲
۱۰	خلیفہ نور الدین صاحب دستری فیض احمد صاحب	۷۲	باب ۵ فقرہ ۱۲
۱۱	منشی ظفر احمد صاحب و منشی محمد احمد صاحب ظہر	۸۰	باب ۵ فقرہ ۱۳
۱۲	شہر سرنگد میں ایک قبر پر عبرانی حروف	۴۸	باب ۳ فقرہ ۳
۱۳	جماعت احمدیہ کشمیر کے بعض افراد سادین	۹۲	باب ۱ فقرہ ۴
۱۴	فوٹو مولف کتاب ہذا -	۱	باب ۱ فقرہ ۲
۱۵	فوٹو سریشیلے نو مسلم	۱۶۰	باب ۱۶ فقرہ ۱

فہرست مضامین کتاب تحقیق جدید متعلق قبرستان ہری

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳	(۱۱) مے پھورا پتھر	۱	باب اول - تمہید (احمد و صلوة)
۱۴	(۱۲) وگنی	۲	(۲) سفر کشمیر
"	" (۱۳)	۴	(۳) دعا
۱۵	(۱۴) بیگل	۴	(۴) معاویین
"	(۱۵) لارنس (دو بارہ)	۵	(۵) کشمیر میں قبرستان کا خیال کیسے پیدا ہوا
"	(۱۶) وگنی (سہ بارہ)	۶	(۶) سنگہ
"	(۱۷) بیگل ہسپتال	"	باب دوم - کشمیریوں کے یہودی ہونے کے
۱۶	(۱۸) اسپرٹل گزیٹ	"	متعلق پورین سیاہوں کی شہادتیں
"	(۱۹) جیمز ملنی	۸	(۱) ڈاکٹر برنبر
"	(۲۰) کپتان ان ری کوپز	۱۰	(۲) بیرن ہیوز -
"	(۲۱) متفرق سیاح	"	(۳) لفٹنٹ کرنل ٹارن
۱۸	(۲۲) لیٹرز فرام انڈیا	۱۱	(۴) مسٹر آکر لینڈ
"	(۲۳) کوئے لیبرٹ	"	(۵) سروال لارنس
"	(۲۴) بروس	"	(۶) مصیبت زدہ موئے
۱۹	(۲۵) جاشوا ڈیوک	"	(۷) اے لیڈی
"	(۲۶) سنرما - دے	۱۲	(۸) اے - ایف نامٹ
"	(۲۷) لیڈی میرک	"	(۹) لفٹنٹ کرنل لارنس (دو بارہ)
۲۰	(۲۸) ڈیک فیڈ	"	(۱۰) اے - جے - ریپسن
"	(۲۹) کرنیل کامبرن	"	

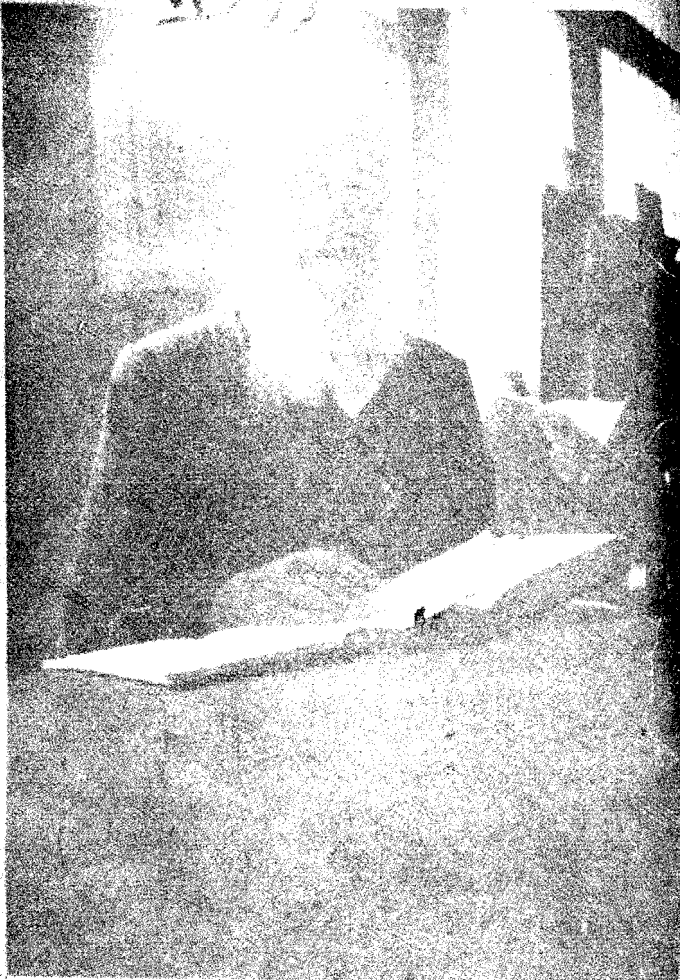
صفحہ	باب سووم۔ آثار قدیمہ کی شہادتیں
۲۱	(۱) تخت سلیمان و تخت سلیمان کا گیت
۲۲	(۲) عیسے بارگاہوں
۲۳	(۳) سرنگی میں ایک پرانی قبر پر عبرانی حروف
"	(۴) بیچ بہاڑہ کی ایک قبر
۲۵	(۵) عصائے عیسے
"	(۶) گنڈ خلیل
"	(۷) عیسے کا درخت
"	(۸) ویدر کوٹ میں عبرانی حروف
"	(۹) مزار سلطانین میں عبرانی حروف
"	(۱۰) پانڈربن نفس
۲۶	(۱۱) قبر مریم کوہ مری پر
۲۸	(۱۲) علاقہ سرحد میں مقام یوز آسف
۳۳	(۱۳) شرقاً غرباً قبریں
"	(۱۴) وادی گام میں مقام عیسے
۳۴	(۱۵) کوہ موسے
۳۵	(۱۶) شالامار باغ عجمانی حروف
"	(۱۷) موسائی قبریں
۳۹	(۱۸) خیر عیسے کا نقش قدم
۴۰	پہلے چارم۔ دیگر کتابی شہادتیں
"	عیسے اور یسوع کے نام پر قدیم شہروں اور
۴۰	آدمیوں کے نام
۴۳	(۱) کتاب اصول کافی کی روایت
۴۶	(۲) ایک پرانی تاریخی کتاب کی شہادت
"	(۳) عیسے مسیح اندلس میں
۴۷	(۴) تاریخ باغ سلیمان
۴۸	(۵) عیسے کا نام مسیح کیوں ہوا
"	(۶) کتاب تحائف الابرار کا بیان
۵۱	(۷) کتاب وجیز التواریخ کا بیان
۵۱	(۸) قبر موسے
"	(۹) ایک علمی کتاب کی شہادت
۵۲	(۱۰) کتب سنسکرت میں مسیح موعود کا ذکر
"	(۱۱) کتاب قدیم ہندوستان کی شہادت
۵۳	(۱۲) کتاب مسیح کی نامعلوم زندگی
۵۵	(۱۳) کتاب فتح برصیاب
"	باب پنجم۔ متفرق تاریخی شہادتیں
۵۶	(۱) قبر یوز آسف کا تولیت نامہ
۵۸	(۲) یسوی ایک قبیلہ کا نام ہے۔
"	(۳) خانہ دامادی کارواج
۵۹	(۴) ننگا ہانے کارواج
"	(۵) نیل کا تڑکا لگانے کارواج
۶۰	(۶) بھائی کی بیوہ سے شادی کرنا کارواج
۶۱	(۷) منشی ظفر احمد صاحب کا بیان
۶۵	(۸) اقوام مشرق کے نام ہونے کے ناموں سے ملنے ہیں

۴۴	(۱۱) ایک کثیریری مسافر کا بیان	۴۵	(۹) سید زین العابدینؑ کی شہادت
۴۶	(۱۲) خلیفہ نور الدین صاحب تونی کے حالات اور بیان	۴۶	(۱۰) مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب کا قول

۷۰	باب ششم - غیر عیسے کے منطبق چند متفرق باتیں		
۷۲	باب ہفتم - کثیریری زبان کے الفاظ کی فہرست جو عبرانی الفاظ سے ملتے جلتے ہیں		
۷۶	(۱) فہرست الفاظ طیار کردہ مولوی فاضل پیر محمد یوسف شہ صاحب کثیریری - تعداد الفاظ ۸۰ صفحہ ۷۶		
۷۹	۳۳۲	" احمد اللہ صاحب	" " " "
۸۱	۲۳	" محی الدین صاحب	" " " "
۸۷	۹۰	" غلام احمد صاحب	" " " "
۹۲	۴۴	خواجہ عبدالرحمن صاحب رنجبر	" " " "
۹۵	x	" (عربی اور کثیریری)	" " " "
۱۰۲	۴۴	ماسٹر محمد کئی صاحب دیر غلام رسول صاحب کا نو پوز	" " " "
۱۰۶	۳۶	ایک احمدی دوست	" " " "
۱۰۸	۲۹	" " " "	" " " "
	۳۹۶	میزان -	

۱۱۰	باب ششم - قحما حواری سندوستان میں
۱۵۸	باب نہم - پٹھان بنی اسرائیل ہیں -
۱۵۹	باب دہم - گوجر قوم
۱۶۱	باب یازدہم - مؤلف کے کچھ حالات
۱۶۳	باب دو از دہم - مسٹر شیلے نو مسلم
۱۶۶	باب سیزدہم - فہرست کتب متعلق مضمون کتاب ہذا
۱۷۸	تین مزید حوالے - از ملک فضل حسین منجر بک ڈپو - تادیان

۱۲۵



دولت کتاب پنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا قدیم

باب اول

تمہید

۱۔ سب حمد و شکر اس ذات پاک کے واسطے ہے۔ جس نے انسان کی ہدایت کے واسطے انبیاء و مرسلین کا سلسلہ قائم کیا۔ اور جب اور جہاں انسان کی روحانی ضروریات کا تقاضا ہوا۔ اس احکم الحالمین نے اپنے کسی برگزیدہ بندہ کو اس امر کے واسطے منتخب کیا۔ کہ وہ لوگوں کی راہنمائی کے واسطے مبعوث کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تازہ وحی کی قوت سے ان کا تزکیہ کر کے انہیں صداقت کی راہوں پر گامزن ہونے کی طاقت بخشنے۔ اور ملیون در ملیون صلوات و سلام اس مقدس ہستی پر ہوں۔ جو بنی نوع انسان کی ہمدردی اور خیر خواہی میں اور اللہ تعالیٰ کی محبت و تعظیم میں ایسے اعلیٰ مقامات پر پہنچا۔ کہ بیوں کا سردار اور سرورِ عالم کہلایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں اور برکتیں ہوں اس خاتم النبیین کے مطیع اور امتی نبی پر جس نے اس تاریکی کے زمانہ میں دوبارہ اسلام اور اسلامیوں کو زندگی اور رہنمائی بخشی۔ اور سلام و برکات کے سماع ہوں اس خدا کے پیارے مسیح عیسیٰ بن مریم پر جس نے بنی اسرائیل کو حق کا پیغام پہنچانے کی شرط تسلیم کی۔

تلخ پیالہ کو پیرا۔ اور پھر اپنی قوم کی گم شدہ بھیدوں کی تلاش میں دُور دراز کے صعباک سفروں کو برداشت کرتا ہوا اس زمین میں پہنچا۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایک ایسے اُدنیے مقام پر پناہ دی جہاں ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور چٹھے جاری ہیں۔

میں خیال کرتا ہوں۔ کہ مسیح نامہری کا ہندوستان میں آنا اس واسطے بھی ضروری ہوا۔ کہ اس کا مثیل بھی حکمتِ خداوندی سے اسی ملک میں آنے والا تھا۔ پس یہ ایک روحانی کشش تھی۔ جو اُسے ملکِ فلسطین سے ملکِ ہند کی طرف کھینچ لائی۔ اور شہر سرنگر کے محلہ خانپار میں اس کا دائمی آرامگاہ بنا۔ بَارِكُ اللّٰهُ لہ و نُوْرُہ ما قَدَا۔ یہ ایسا ہی راز ہے۔ جیسا کہ آیت شریفہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بَعْدَہ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی میں حضرت سرورِ عالمِ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل بروز کا مشرقی بلاد میں ظاہر ہونا منقسم ہے۔

سفر کشمیر

۲۔ عاجز راقم کی مدت سے یہ خواہش تھی۔ کہ کشمیر جا کر قبرِ عیسیٰ کے متعلق مزید تحقیقات کی جاوے۔ ۱۹۲۵ء میں بھی عاجز اسی غرض کے واسطے کشمیر گیا۔ اور وہاں تحقیقات کا کام شروع کیا۔ مگر ہنوز وہاں پہنچ ہی پورے نہ ہونے پائے تھے۔ کہ اپنی مرحومہ بی بی امام بی بی کے سحر بیمار ہو جانے کی تازخبر پہنچنے پر واپس آنا پڑا۔ مرحومہ نے ایک لمبی حالت کے بعد ۱۹۲۷ء میں وفات پائی۔ اور مقبرہ ہشتی میں جگہ حاصل

کی۔ اللہم اغفرہا وارحمہا وارفع درجاتہا فی جنت العلیٰ۔
اس کے بعد دیگر ضروری کاموں کے سبب اور نظارت کے فرائض کے
سبب یہ کام شروع نہ ہو سکا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ گذشتہ سال
یہ توفیق حاصل ہوئی۔ اور عاجز نظارت کے کاموں سے پانچ ماہ کی رخصت
لی کر کشمیر گیا۔ مگر وہاں سخت بیمار ہو جانے کے سبب دو ماہ سے زائد
عرصہ کام نہ کارہا۔ اور رخصت میں توسیع کرائی پڑی۔ میں یہ تو نہیں
کہہ سکتا۔ کہ یہ تحقیقات مکمل ہو گئی۔ ہنوز اس کے لئے بہت سا میدان
کھلا ہے۔ مگر بہت سی نئی باتیں حاصل ہو گئی ہیں۔ اس غرض کے واسطے
عاجز نے قریباً ۱۵ پرانے قبرستان دیکھے۔ ۲۰ پرانے کھنڈرات
اور قدیمی عمارتیں ملاحظہ کیں۔ ایک سو سے زائد کتابیں ملاحظہ کیں جو
عربی۔ فارسی اور انگریزی زبانوں میں ہیں و ایک دن جبکہ میں اس
غرض کے واسطے پرتاب لائبریری سرینگر میں کتابیں دیکھ رہا تھا تو
ہمارے دوست چودھری احمد الدین صاحب وکیل گجرات پنجاب
کے صاحبزادے عزیز بشیر احمد صادق بی۔ اسے نے وہیں میرا فوٹو
لیا۔ ملاحظہ ہو۔ فوٹو ۱۲۷) کشمیری زبان سیکھی۔ اور اس کے الفاظ کا
عبرانی زبان کے الفاظ سے مقابلہ اور مشابہت معلوم کیا۔ اہل کشمیر کے
خط و خال کا مطالعہ کیا۔ ان کے رسم و رواج اور قدیم روایات پر غور
کیا۔ مصنفات وادی میں دورہ کیا۔ بہت سے مقامات کے فوٹو لئے
جن پر بہت خرچ ہوا۔ اور ان فوٹوؤں کے ہلاک ہونے اور چھپوانے
پر بھی بہت سا روپیہ خرچ ہوا۔ علاوہ اس کے سفر کے اخراجات جو
ان تمام محنتوں اور اخراجات کے نتیجہ میں یہ کتاب تیار ہوئی ہے جو

ہدیہ ناطرین کی جاتی ہے۔ اس کی قیمت کو صرف کاغذ اور چھپائی کے
 لحاظ سے نہ دیکھا جائے۔ بلکہ سفر کشمیر کے تمام اخراجات اسی کے سوا
 کے طیار کرنے کی خاطر ہونے۔

دعاء

۳۔ اے رب رحمن رحیم۔ قدیم۔ غفار۔ ستار تو میرے گناہوں
 کو بخش اور اس کتاب میں برکت نازل فرما۔ بخش کہ بہتوں کو اس کے
 پڑھنے کی توفیق حاصل ہو۔ اور یہ کتاب میرے لئے اور میرے عزیزوں
 اور میرے دوستوں اور مددگاروں کے لئے اور خریدنے پڑھنے اور
 سننے والوں کے واسطے تیری پاک رضامندیوں کے حصول کا موجب ہو۔
 اور تیری رحمت و برکت کے حصول کا ذریعہ بنے۔ آمین :

معاونین

۴۔ کشمیر میں جن احباب نے مجھے مختلف عمارتوں اور پرانے قبرستانوں
 کے دیکھنے میں اور دیگر حالات کے معلوم کرنے میں امداد کی۔ ان کے
 اسماء درج ذیل ہیں۔ ان میں سے بعض احباب فوت ہو چکے ہیں

- ۱۔ مولوی فاضل عبدالواحد صاحب مبلغ کشمیر۔
- ۲۔ مولوی فاضل عبدالاحد صاحب مبلغ بھدر داہ۔
- ۳۔ مولوی فاضل پیر محمد یوسف شاہ صاحب مبلغ ہندواڑہ۔
- ۴۔ خواجہ صدر الدین صاحب۔
- ۵۔ مسٹر غلام نبی صاحب گلکار۔
- ۶۔ محمد یوسف خان صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔
- ۷۔ حضرت خلیفہ نور الدین صاحب۔

- ۸- میاں غلام رسول صاحب المعروف رسل خاں۔
 ۹- مولوی میر غلام رسول صاحب ساکن کاٹھ پورہ۔
 ۱۰- راجہ غلام محمد خاں صاحب رئیس چک ایمرج۔
 ۱۱- غلام محی الدین صاحب گلکار۔
 ۱۲- حبیب اللہ خاں صاحب فریم میکر۔
 فولڈ ۱۳ میں شامل ہونے والوں کے نام
 (دائیں سے بائیں)

فرش پریز۔ احمد اللہ صاحب۔ حفیظ اللہ صاحب۔ محمد یوسف خان صاحب
 بی۔ اے۔ ایل ایل بی (دکیل) عبد اللہ خان صاحب۔ مولوی محمد انور صاحب
 (برادر محمد سعید منظر آبادی) احمد ریشی صاحب۔

کمر سیول پریز۔ خواجہ حبیب اللہ صاحب۔ خواجہ صدر الدین صاحب۔
 مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل۔ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ڈی پی
 سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ غلام نبی صاحب گلکار۔ محمد کبھی
 فرزند سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ مولوی غلام محی الدین صاحب۔
 مولوی فاضل۔

پچھلی لائن کھڑے ہوئے :- ملک محمد خضر۔ غلام محمد صاحب دڈو
 عبد الرحیم صاحب ڈار۔ خواجہ محمد شاہ صاحب حافظ۔ عبد الغنی صاحب
 پلوامہ :-

کشمیر میں قبر مہیج کا سوال کیسے پیدا ہوا

۵۔ بعض دورت سوال کرتے ہیں۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی تھی۔ کہ حضرت مسیح
 کی قبر کشمیر میں ہے۔ اس کے متعلق کوئی وحی یا الہام تو مجھے ملا نہیں۔
 جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ابتدا اس کی یوں ہوئی۔ کہ ایک دن حضرت
 مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا۔
 کہ میں آیت کریمہ **وَادِيْنَهُمَا لِي رِيْبُوۡةٌ ذَاتَ قُرَارٍ مَّعِيۡنٍ** پر غور کر رہا تھا
 اور اس پر غور کرتے ہوئے مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا وہ مقام ایسا ہے۔
 جیسے کشمیر۔ اس پر حضرت خلیفہ اولؑ نے فرمایا۔ کہ میں نے دورانِ قیام کشمیر
 میں سنا تھا۔ کہ یہاں ایک قبر ہے۔ جسے عیسے کی قبر کہتے ہیں۔ اور یہ
 بات مجھے خلیفہ نور الدین صاحب نے بتائی تھی۔ جو اپنی ڈیوٹی کے سلسلہ
 میں سارے شہر کا گشت کیا کرتے تھے۔ اور کہ بعض لوگ اُسے نبی کا روضہ
 اور بعض شہزادہ نبی کا روضہ کہتے ہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ
 الصلوٰۃ والسلام نے خلیفہ نور الدین صاحب ردِ کجھو فوٹو علیٰ
 کوجوں سے بلایا۔ اور آپ کو حکم دیا۔ کہ سری نگر جا کر اس کے متعلق
 مکمل تحقیقات کریں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب وہاں گئے۔ اور چھ ماہ وہاں
 رہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے وہاں کے بڑے بڑے علماء سے دستخط
 کرائے۔ کہ یہاں یہ قبر عیسے کی قبر مشہور ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کی
 تائید میں بعض فہمی کتابوں سے بھی شہادتیں پیش کیں۔ اس وقت کشمیر
 لوگ صاف کہہ دیتے تھے۔ کہ یہ کس کی قبر ہے۔ مگر بعد میں پنجاب کے
 مولویوں نے جا کر ان کو اس سے روکا۔ اور منہج کیا۔ کہ ایسا مت کہا کرو
 چنانچہ اب اگر کوئی وہاں جا کر دریافت کرے۔ تو وہ عیسے کی قبر نہیں کہتے
 بلکہ نبی صاحب کی یا بوز آسٹ کی قبر کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ مسیح

الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز حضرت خلیفۃ المسیح اقول کی وفات کے ابتدائی ایام میں جب وہاں گئے۔ تو ایک نوے سال کی بڑھیا وہاں بیٹھی تھی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کس کی قبر ہے۔ تو اس نے کہا کہ انیس سو سال گذر گئے۔ اب کون جانتا ہے۔ کہ یہ کس کی قبر ہے۔ اور کس کی نہیں؟

شکریہ

۶۔ اس جگہ ان احباب کا شکر یہ بھی لازمی ہے۔ جن کے محبت پھرے پیغام اور محبت کو قائم کرنے والے خطوط میرے لئے اس تحقیقات میں حوصلہ افزائی اور الشراج صدر کا موجب ہوئے۔ جیسا کہ سیٹھ عبداللہ بھائی۔ اخوند محمد افضل خان صاحب رئیس ڈیرہ غازیخان خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب۔ قاضی حبیب اللہ صاحب لاہور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب۔ مولانا ورد صاحب لندن حضرت نواب محمد علی خان صاحب۔ منشی کریم بخش صاحب۔ بابو اکبر علی صاحب۔ ڈاکٹر محمد مگر صاحب۔ حکیم ابو طاہر صاحب۔

باب دوم

کشمیریوں کے یہودی ہونے کے متعلق یورپین سیاحوں کی شہادت

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ کشمیریوں کے یہودی النسل ہونے کا خیال صرف احمدیوں نے پیدا کیا۔ حالانکہ یہ بہت پرانا خیال ہے اکثر سیاح اور زمانہ دیدہ لوگ جب پہلی دفعہ کشمیر میں داخل ہوئے اور اہل کشمیر کو انہوں نے دیکھا۔ تو پہلا اثر ان پر یہی ہوا۔ کہ وہ یہودیوں کے ملک میں آگئے ہیں۔ اور قوم یہود ان کے سامنے موجود ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں چند سیاحوں کی شہادت درج ذیل کی جاتی ہے:-

۱۔ ڈاکٹر برنیر ایک یورپین سیاح اور نگ زیب کے زمانہ میں یہاں آیا تھا۔ اس نے بھی اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ کشمیری شہروں کے نام وہی ہیں۔ جو ان کے پہلے شہروں میں تھے پھر ان کے اپنے نام بھی ویسے ہی ہیں۔ اور یہ ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ یہ لوگ دراصل یہود میں سے ہیں۔

ڈاکٹر برنیر کی رائے

ڈاکٹر برنیر جب ہندوستان کی سیاحت کر رہا تھا۔ تو ایک یورپین

محقق مسٹر قیوہی نٹ نے جو کتابوں کے مطالعہ سے ہی بڑے بڑے انکشافات کیا کرتا تھا۔ اسے ایک خط لکھا۔ جس میں اس سے بعض سوالات دریافت کئے۔ ایک سوال یہ تھا۔ کہ آیا یہ سچ ہے۔ کہ یہودی ایک بہت لمبے عرصہ سے کشمیر میں بودو باسٹن رکھتے ہیں۔ اور آیان کے پاس کتاب مقدس موجود ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر برنیئر نے لکھا۔ کہ کشمیر میں یہودیت کی بہت سی علامتیں پائی جاتی ہیں چنانچہ پیر پنجال سے گزر کر جب میں اس ملک میں داخل ہوا۔ تو دیہات کے باشندوں کی صورتیں یہودیوں کی سی دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی ان کی صورتیں اور ان کے طور طریق اور وہ ناقابل بیان خصوصیتیں جن سے ایک سیاح مختلف اقوام کے لوگوں کو خود بخود شناخت اور تمیز کر سکتا ہے۔ رب یہودیوں کی پرانی قوم کی سی معلوم ہوتی تھیں میری بات کو آپ محض خیالی ہی تصور نہ فرمائیے گا۔ ان دیہاتوں کے یہودی نما ہونے کی نسبت ہمارے پادری صاحب اور اور بہت سے فرنگستانیوں نے بھی میرے کشمیر جانے سے بہت عرصہ پہلے ایسا ہی لکھا ہے۔ کرنل جارج فاسٹر صاحب نے اپنی ایک چٹھی میں جو کشمیر سے ۱۸۳۳ء میں لکھی تھی۔ لکھا ہے۔ کہ جب پہلے پہل میں نے کشمیر میں کو دیکھا۔ ان کے لباس اور ان کے چہرے کی ساخت سے جو لمبا اور سنجیدہ طور کا تھا۔ اور ان کی ڈاڑھی کی وضع سے یہ خیال کیا۔ کہ گویا میں یہودیوں کے ملک میں آ گیا ہوں۔

دوسری علامت یہ ہے۔ کہ اس شہر کے باشندے باوجودیکہ تمام مسلمان ہیں۔ مگر پھر بھی ان میں سے اکثر کا نام موسے ہے۔ تیسرے یہاں

یہ عام روایت ہے۔ کہ حضرت سلیمان اس ملک میں آئے تھے۔ اور بارہ مولا کے پہاڑ کو کاٹ کر انہوں نے ہی پانی کا راستہ کھول دیا تھا۔ چونکہ یہاں لوگوں کو گھمان ہے۔ کہ حضرت موسیٰ نے شہر کشمیر ہی میں وفات پائی تھی۔ اور ان کا مزار شہر سے قریب تین میل کے ہے۔ پانچویں بات یہ دیکھی جاتی ہے۔ کہ یہاں عموماً سب لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ایک اونچے پہاڑ پر جو ایک مختصر اور نہایت ہی پرانا مکان نظر آتا ہے۔ اس کو حضرت سلیمان نے تعمیر کرایا تھا۔ اور اسی سبب سے اس کو آج تک تخت سلیمان کہتے ہیں :

مشفق من! وجوہ مذکور کے باعث سے آپ دیکھو گے۔ کہ میں اس بات سے انکار کرنا نہیں چاہتا۔ کہ یہودی لوگ کشمیر میں آکر بسے ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ پہلے تو ان کے مذہبی مسائل زمانہ پاکر بگڑ گئے ہوں گے۔ اور بعد ازاں مشاغل اور بہت سے بت پرستوں کے مذہب اسلام اختیار کرنے کی طرف مائل ہو گئے ہوں گے۔

۲۔ برین ہیوز صاحب جنہوں نے آج سے قریباً ایک سو سال قبل کشمیر کی سیر کی تھی۔ اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں۔ کہ کئی ایک یہودی بوڑھے ایسے دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ بائبل کے پُرانے بزرگ۔

۳۔ لفٹنٹ کرنل ٹارن صاحب ۱۸۶۲ء میں اپنے سفر نامہ کشمیر میں لکھتے ہیں۔ ایک قصّہ یوں بھی مشہور ہے۔ کہ کشمیری یہودیوں کی اولاد ہیں۔ اس فرضی خیال کی تائید موجودہ کشمیریوں کی ذاتی شکل و شبہت اور ان کے لباس۔ چہروں کی بناوٹ اور دارھی کی شکل سے ہوتی ہے۔ یہ بھی یہاں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ موسیٰ نے ہی سرینگر

میں فوت ہوا۔ اور یہاں ہی دفن ہوا۔

(معلوم ہوتا ہے۔ کہ کرنل ٹارن کو لفظی مغالطہ ہوا ہے۔ کسی کشمیری نے عیسے نبی کی قبر کا ذکر کیا ہوگا۔ اس نے موسے نبی خیال کیا۔
۴۔ مسٹر جے۔ بی آئرلینڈ اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں۔ کشمیریوں کے چہروں میں بہت کچھ موسے کا نمونہ دکھائی دیتا ہے۔

۵۔ سردار لارنس اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۹۵ء کے صفحہ ۳۱۸ پر لکھتے ہیں کہ کشمیریوں کا غالب نمونہ نہایت صفائی کے ساتھ عبرانی ہے۔

مصیبت زدہ موسے

۶۔ کاغذ کا کام قلمدان وغیرہ فروخت کرنے والے ایک تاجر کی شکل اسرائیلی لوگوں سے ایسی ملتی جلتی تھی۔ کہ کشمیری کی سیر کرنے والے یورپین اصحاب کے درمیان اس کا نام مصیبت زدہ موسے پڑ گیا۔ کیونکہ وہ بیمار رہتا تھا۔ اور تکلیف دہ لوگوں کی صورت بنائے رکھتا تھا۔ اب اس کی اولاد اس جگہ دوکان کرتی ہے ڈنمارک کی سیاح مس ماریسن نے اپنے سفر نامہ کشمیر مطبوعہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲۵۸ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۷۔ کتاب ایڈوچرز آف اے لیڈی جلد ۳ صفحہ ۵۷ میں جوآل بدیع الدین ایرانی مورخ لکھ ہے۔ کہ موسے نبی نے اہل کشمیر کو توجیب پر قائم کیا تھا۔ مگر اس کے بعد وہ ایک خدا کی پرستش چھوڑ کر بت پرستی کی طرف مائل ہو گئے۔ اس واسطے ایک خوفناک طوفان آنے ان کو غرق کر دیا۔ مگر موسے نبی کی قبر اب تک کشمیر

میں موجود ہے :

معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس لیڈی کو بھی غلط فہمی ہوئی۔ بجائے
 جیسے کے موئے سمجھ لیا ہے۔ کیونکہ انگریزی میں سیج کو جی زس
 کہتے ہیں۔ لفظ جیسے سے اہل یورپ کے ذہن مسیح کی طرف منتقل
 نہیں ہوتے۔ اور وہ موئے خیال کرنے لگ جاتے ہیں :

اسی لیڈی نے اپنے سیاحت نامہ کشمیر میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ
 ایک روایت کے مطابق وادی کشمیر پہلے ایک بھیل پڑا از آب تھی
 جس کو حضرت سلیمان کے ماتحت ایک جن نے خشک کر کے آبادی
 کے قابل بنا دیا۔

۸-۱- ایف نارٹ، صاحب اپنی کتاب وے ارتھری ایما
 میٹ مطبوعہ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں : کشمیریوں کے چہرے
 یہودی ڈھانچہ کے ہیں۔ اور اکثر ان میں سے آئرش یہودی دکھائی
 دیتے ہیں۔

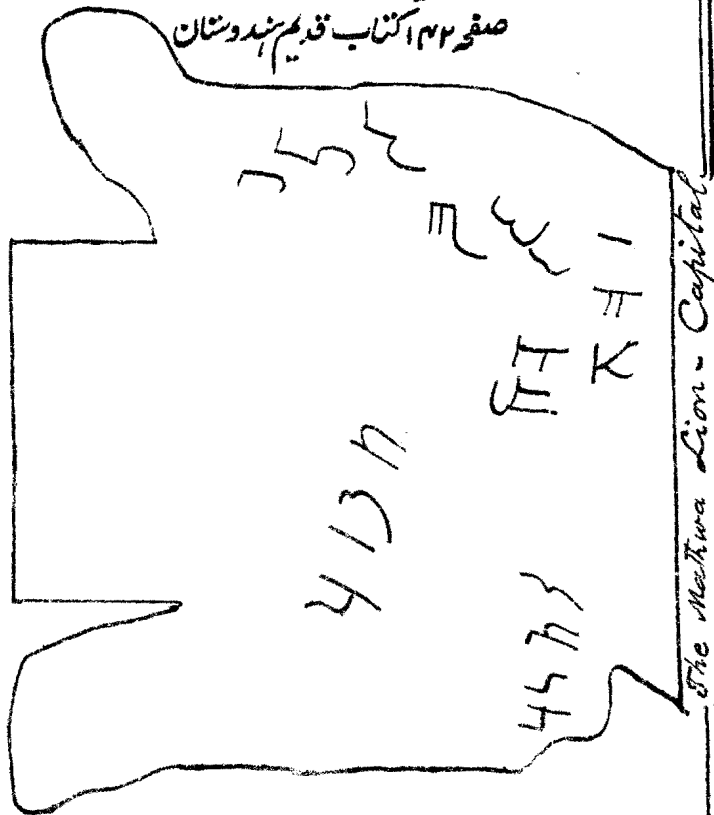
۹- لفٹنٹ کرنل ٹارنس صاحب اپنے سفر نامہ کشمیر مطبوعہ
 لندن ۱۸۶۳ء کے صفحہ ۲۶۸ پر لکھتے ہیں۔ کہ ناک میں جو افسانے مشہور
 ہیں۔ ان کے مطابق کوہ سلیمان پر جو عمارت ہے۔ وہ سلیمان پیغمبر نے
 بنائی تھی۔ اور ایسی ہی روایات کے سبب یہ فرض کیا گیا۔ کہ کشمیری
 لوگ یہودیوں کی اولاد ہیں۔ اور موجودہ کشمیریوں کے چہرے کی
 ساخت اور ان کی داڑھیاں۔ اور ان کا لباس اس خیال کی تائید
 کرتا ہے۔ اور موئے کی قبر بھی سرینگر میں بتلائی جاتی ہے :

۱۰-۱- ای۔ جے۔ ریپ سین صاحب اپنی کتاب اینٹنٹ انڈیا

کے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ قدیم ہند کا طرزِ تحریر سامی زبان سے لیا گیا ہے۔
جس سے ظاہر ہے۔ کہ قدیم ہند کا تعلق یہود و اقوام سے خاص تھا۔

۱۱۔ قدیم پتھر بشکل شہر جو مے قصور لائن کے پی ٹل کہلاتا ہے۔
اور علاقہ بہار میں ملا ہے۔ اس پر جو حرفت ہیں۔ وہ قدیم عبرانی سرکاری
وغیرہ سے بالکل ملتے جلتے ہیں۔ چنانچہ ان کی شکل درج ذیل کی جاتی ہے

صفحہ ۱۲۲ کتاب قدیم ہندوستان



The Mathura Lion - Capital

پریٹ پریٹ

۱۱ ۹ ۲ ۱۷ ۱۷ ۲۷ ۷

۱ ۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷

۱۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷

۱۲- جی۔ بی۔ ڈگنی صاحب نے اپنے سفر نامہ کشمیر مطبوعہ لنڈن ۱۸۲۲ء کی جلد ایک صفحہ ۱۲۸ پر لکھا ہے۔ لفظ عبسو کشمیر کے ناموں میں مسلمانوں کے زمانہ سے پہلے سے پایا جاتا ہے۔ اس لفظ پر گروہوں اور شہروں اور مندروں کے کئی نام ہیں۔

۱۳- جی۔ بی۔ ڈگنی صاحب نے اپنے سفر نامہ کشمیر مطبوعہ لنڈن ۱۸۲۲ء کی جلد اول صفحہ ۳۹۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ جب میں نے کشمیر میں مارتنڈ عمارت کو دیکھا۔ تو اس کی ساخت کو یہودیوں کی سیکل کے ساتھ بال مشابہت حیران رہ گیا۔ اور مجھے اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ اس کے

بنانے والے کاربگر یہودی تھے۔ اور مجھے دلف صاحب سے معلوم ہوا ہے۔ کہ قدیم اسی تھی ادچا (جس کا نام ہی کش ہے) اس میں عیسائی مگر جوں کی شکل بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ کشمیر کے پرانے مندر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود جن ملکوں میں بھی گئے۔ انہوں نے سلیمان کی ہیکل کی نقل میں ہر جگہ اپنے مندر بنا دیئے۔

آگے چل کر یہی صاحب اپنی کتاب میں صاف لکھتے ہیں۔ کہ غالباً یہودی کی دس قومیں مشرق کی طرف سفر کرتی ہوئی کچھ عرصہ اس پہاڑ کے پاس ٹھکیں۔ جس کا نام انہوں نے کوہ سلیمان رکھا۔ اور اس کے بعد داخل کشمیر ہوئیں:

۱۴۔ بیرن ہیگل اپنے سفر نامہ کے صفحہ ۱۳۴ میں لکھتا ہے۔ کہ کشمیر کے چشے دیکھ کر شام کے چشموں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

۱۵۔ لارنس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ کشمیر کے ہندو بھی مسلمانوں کی طرح جانور کو ذبح کئے بغیر نہیں کھاتے یہ رسم آثار یہودیت سے معلوم ہوتی ہے۔ یہودی امریکہ و یورپ میں صدیوں کے گزارنے کے بعد بغیر ذبح کرنے کے گوشت نہیں کھاتے۔ اور حلال گوشت کو عبرانی میں کوشر کہتے ہیں۔ یہودی ہوٹلوں پر لفظ کوشر عبرانی حروف میں لکھا رہتا ہے (۷)

۱۶۔ وگنی صاحب اپنے سفر نامہ کی جلد دوم میں صفحہ ۱۴۰ پر لکھتے ہیں۔ کہ بجا ہوگا۔ کہ کشمیری مسلمانوں کو ذلیل شدہ یہودی کہا جائے:

۱۷۔ سر فرانسس ینگ ہسینڈ اپنی کتاب کشمیر کے صفحہ ۱۱۰ پر

لکھتے ہیں۔ کہ کشمیر کی پہاڑیوں کے گاؤں میں ایسے لوگوں کے چہرے دیکھے جاتے ہیں۔ جن کی ساخت اسرائیلی بزرگوں سے بہت ملتی ہے۔ بلکہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ گو اس پر کوئی بہت سند نہیں۔ کہ یہ لوگ اسرائیلیوں کے کھوئے ہوئے دس قبیلوں کی اولاد ہیں۔

۱۸۔ اسپرل گنریٹر کی جلد کشمیر مطبوعہ کلکتہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے۔ کہ کشمیر کے مانجی (ملاح) حضرت نوح کی اولاد میں سے ہونے کے مدعی ہیں۔

۱۹۔ جیمز ملنی صاحب اپنے سفر نامہ کشمیر کے صفحہ ۱۲۵ پر لکھتے ہیں کہ کشمیریوں کے چہرے چوڑے ناک نوکدار اور بدن یہودی نمونے کے ہیں۔

۲۰۔ کپتان سی۔ ایچ۔ ان ری کوئز۔ اپنی کتاب سفر نامہ کشمیر مطبوعہ لندن ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

میں نے اپنے ایام قیام سرینگر میں عجیب روایات سُنیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ شہر سرینگر بہت قدیم لکھنڈرات اور قبروں سے بھرا پڑا ہے۔ جن کی صحیح تاریخ کا اب پتہ نہیں لگ سکتا۔

۲۱۔ یوروپین اور امریکن سیاح جو کشمیر کی سیر کے واسطے جاتے ہیں۔ عموماً قبر مسیح کو بہت دل چسپی سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کا فوٹو لے جاتے ہیں۔ اور اپنے ملک کے اخباروں اور رسالوں میں شائع کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے مکرّم دوست بابو محمد علی خاں صاحب شاہجہاںپوری جو ان ممالک کے سیاحوں کے ساتھ بطور گائیڈ اور ترجمان کے پھرا کرتے ہیں۔ اپنے خط مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۲ء میں عاجز کو

لکھتے ہیں۔ محمد دم و محترم سلمہ الرحمن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ما و
رزقکم من الطیبات۔ میں نے اپنے سفر ہائے کشمیر کا کوئی ریکارڈ
نہیں رکھا۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ لکھتا ہوں:-

ابتداء جون ۱۹۱۶ء میں ایک امریکن سیاح کے ساتھ میں کشمیر
گیا تھا۔ بن کا نام مسٹر ہری رائسن تھا جو ۲۳۹ ساؤتھ براڈ وے
لاس انجلس کا ایڈووکیٹ کے رہنے والے تھے۔ ایک دن میں نے ان سے
ذکر کیا کہ یہاں مسٹر محمد خانیا ایک مشہور جگہ ہے۔ جہاں اکثر سیاح
سیر کرنے جایا کرتے ہیں۔ وہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر ہے، وہ
سنہ بہت خوش ہوا۔ اور دیکھنے کی خواہش کی۔ ایک دن میں ان
کو مسٹر صاحبہ واں لے گیا۔ میں نے حضرت مسیح کی قبر پر پہنچ کر
فاتحہ پڑھی۔ مسٹر رائسن نے روضہ کا فوٹو لیا۔ مسٹر رائسن نے مجھ سے
دریافت کیا۔ کہ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ مسیح کی قبر ہے۔ میں نے
کہا کہ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح نے
اپنی گم شدہ قوم کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا۔ اور نصیبین افغانستان
اور ہندوستان ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے۔ یہاں کی آب و ہوا آپ
کو خوشگوار معلوم ہوئی۔ آپ نے بقیہ عمر یہاں گزاری اور ۱۲۰ برس
کی عمر میں یہاں ہی وفات پائی۔ مسٹر رائسن نے کہا۔ کہ میں اپنے
سفر نامہ میں اس کا ذکر کروں گا۔ مزار شریف کے قریب چند کشمیری بیٹھے
ہوئے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ یہ کس بزرگ کا مزار
ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم لوگ اس کو شہزادہ نبی کی قبر کہتے ہیں۔
شہزادہ نبی کا لفظ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے واسطے خاص ہے۔ بخیلو

میں بھی آپ کا یہ نام آیا ہے۔ اور عیسائی تاریخ میں یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ جیسا کہ وہ نبی اور آنحضرت کے الفاظ سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی کے واسطے کبھی نہیں بولے گئے ایسا ہی شہزادہ نبی کے لفظ سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم کے اور کسی کے واسطے کبھی نہیں بولے گئے۔

۲۲۔ کتاب لیٹرز فرام انڈیا مطبوعہ جارج میل لندن ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۷۵ میں لکھا ہے۔

’جب میں پیر پنجال سے گذر کر کشمیر میں داخل ہوا۔ تو باشندگان لکل یہودیوں کے مشابہت مجھے نظر آئے۔ ان کی شکلیں یہودی وضع کی ہیں۔ ان کے چہرے اور عادات اور خصوصیات بالکل یہود سے ملتے ہیں۔ پہلے بھی جس قدر یورپین اس ملک میں آئے۔ اور مجھے ملے۔ یا ان کے سفر ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ سب پر یہی اثر ہوا۔ کہ کشمیری لوگ بنی اسرائیل ہیں۔ جارج فارسٹر صاحب جو ۱۸۷۳ء میں کشمیر آئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنے سفر نامہ میں ایسا ہی لکھا ہے‘

۲۳۔ مسٹر کوئے لیبرٹ و اپنی کتاب سیاحت نامہ کشمیر و لداخ مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء میں لکھتے ہیں۔ ایسا کہنے میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ کہ کشمیری چہرے یہودی وضع کے ہیں۔

۲۴۔ آرنیل مسز۔ سی۔ جی۔ بروس اپنے سفر نامہ کشمیر کے صفحہ ۳۴ پر لکھتی ہیں کشمیر کے مانجی کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت نوح کی اولاد ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان کی مستف کشتیوں کی شکل و وضع ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ نوح کی کشتی عموماً یورپ میں بنا کر بچوں کو دیکھائی ہے۔

۲۵۔ جاشوا ڈبوک صاحب اپنی کتاب راہنمائے کشمیر کے صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں۔ کہ کشمیر قدیم زمانے سے ایک خاص شہرت رکھتا ہے بعض مورخین نے لکھا۔ کہ آدم بھی اس ملک میں آیا تھا۔ اور سلیمان نے یہاں توحید قائم کی۔ مگر بعد میں لوگ بت پرست ہو گئے۔ اور صفحہ ۲۲۰ پر لکھا ہے۔ کہ کشمیریوں کے چہرے یہودی وضع کے ہیں۔

۲۶۔ مسز ناروے اپنے سیاحت نامہ کشمیر مطبوعہ لندن ۱۸۵۲ء کے جلد ۳ صفحہ ۱۵۴ پر لکھتی ہیں۔ کہ ایک فارسی تارنخ کے مطابق جس کا مصنف بدیع الدین ہے۔ حضرت موسیٰ کشمیر میں ہی فوت ہوئے اور ان کی قبر اب تک موجود ہے۔ رفا ابٹا اس لیڈی کو بھی مغالطہ لگا۔ اور اس نے عیسے کے بجائے موسے سمجھا۔ (مصنف)

۲۷۔ لیڈی ہنریٹا سینڈس میرک اپنی کتاب ان دی ولڈس اٹیک مطبوعہ لندن ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۲۱۳ میں تخریر فرماتی ہیں۔ کہ علاقہ لبیہ لداخ میں افسانہ مسیح جس کو اس ملک میں عیسے کہتے ہیں عام ہے اور کہا جاتا ہے۔ کہ ہمیں کی خانقاہ میں پندرہ سو سال سے پورانی کتابیں موجود ہیں جن میں عیسے کے اس ملک میں آنے کا تذکرہ موجود ہے۔ ہر ایک گاؤں میں یہ روایت پائی جاتی ہے۔ گو الفاظ میں کچھ فرق ہو مگر سب یہ کہتے ہیں۔ کہ خدا نے اپنا بیٹا زمین پر بھیجا۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس ملک کے بدھ لوگوں کے مذہبی رسوم بالکل وہی ہیں۔ جو رومن کیتھولک چرچ کے مذہبی رسومات ہیں۔ دوسری ہی مسیح اور گناہوں کی معافی کی تہذیب اور تشلیت اور چراغ اور بتیاں اور بت اور مقدس پانی اور روزے اور مجرد رہنا اور گناہوں کا اقرار

اور روٹی اور شراب اور نصاب اور گھنٹہ اور تار کہ عورتیں اور
ایک مذہبی امام اور اولیاء اور بدرو جین اور صلیب کا نشان غمگین
ہر ایک بات جو رومن کیتھولک مذہب میں پائی جاتی ہے۔ بعینہ
وہ سب لیتہ لداخ کے مذہب میں پائی جاتی ہیں۔

۶۸۔ ڈبلیو ویک فیلڈ صاحب اپنی کتاب ایسی پی پی ویلی کے صفحہ
۹۷ پر لکھتے ہیں۔ کہ کشمیریوں اور افغانوں کے چہرے یہودی وضع
کے ہیں۔

۶۹۔ کرنیل کا کبرن کی شہادت

کرنیل کا کبرن صاحب جو نواب آسمان جاہ کے سیکرٹری رہ چکے
ہیں۔ ۱۸۹۷ء میں مٹن کے پاس مشہور عمارت مارتنڈ کے متعلق وٹاں
کی کتاب معائنہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے یقین ہے۔ کہ یہ عمارت
یہودیوں نے ہیگل سلیمان کے نمونہ پر بنائی تھی۔ بعد میں برہمن اثر کے
نیچے اس میں بُت بنائے گئے۔ لیکن عمارت کا نقشہ بالکل ہیگل یہودی کی
طرح ہے۔ . . . معلوم ہوتا ہے یہ ان یہودیوں نے بنائی
جو بیت المقدس کی تباہی کے بعد بچ کر مشرقی ممالک کو چلے آئے۔
موجودہ کشمیری یہودیوں کی گم شدہ اقوام کی اولاد ہیں۔ یہ کتاب معائنہ
وٹاں کے چوکیدار کے پاس ہے۔ جو ماروت ماروت کے چاہ بابل
کے قریب رہتا ہے۔ مارتنڈ کے واسطے ملاحظہ ہو نوٹ ۷۱ اور
ماروت و ماروت و چاہ بابل کے واسطے ملاحظہ ہو نوٹ ۷۲۔

باب سوم

آثارِ قدیمہ کی شہادتیں

۱۔ تخت سلیمان

تخت سلیمان ایک بہت پرانی عمارت ہے۔ جو ایک پہاڑی پر جھیل کے کنارے بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے متعلق کشمیریوں میں یہ مشہور ہے۔ کہ اسے حضرت سلیمان نے بنایا تھا۔ مورخین کی ذرا میں اس کا نیچے کا حصہ بہت پرانی عمارت ہے۔ اور اس پر کچھ غیر زبان میں لکھا ہوا تھا۔ جو اب زیر زمین مدفون ہو گیا ہے۔ بہر حال یہ عمارت یہودیت کے آثار کا ایک نمونہ ہے۔

تخت سلیمان کا گیت

کشمیری زبان میں ایک مشہور گیت سلیمان کے یہاں آنے اور بستی بسانے کے متعلق ہے۔ اس سے کم از کم یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ کشمیریوں کو یہودیوں کی قوم سے ایک گہرا تعلق ہے۔ کہ ان کی روایات کو کسی نہ کسی رنگ میں اب تک اپنے اندر محفوظ رکھنے چلے آتے ہیں۔ وہ گیت مع ترجمہ یہ ہے۔

سلیمان آسمانی آؤ

تابع تیس اوس داؤ

سلیمان ٹینگ کر نہ ٹھیراؤ
 آپک اوسس ملاؤ
 سلیمان حبیب بادشاہ بورادم
 سلیمانن لاجی بستی
 خلق سنبرن دستی
 رنہ سنبرن سن طرفن
 تھونہ شھرن تہ گامن

ترجمہ:- حضرت سلیمان بادشاہ آسمان کی راہ سے آئے۔ اُن
 کے ماتحت ہوا مہتی۔ انہوں نے سلیمان ٹینگ پر ٹھہراؤ کیا۔ اس
 کے ساتھ پانی ملا ہوا تھا۔ میں نے سنا ہے کہ سلیمان بادشاہ تھے
 سلیمان نے بستی کی بنیاد ڈالی۔ اور لوگوں کو بدست کر کے جمع کیا
 لوگوں کو شش اطراف سے جمع کر کے لائے۔ ان کو شہروں اور
 گاؤں میں بسایا۔

۲۔ عیسے بار

سرینگر کے مضافات میں ڈل کے کنارے نشاط باغ کے
 قریب ایک گاؤں ہے۔ جس کو پيس بار کہتے ہیں۔ اور پرانی کتابوں
 ملاحظہ ہو کتاب راج نرنگنی مترجمہ سٹائن صاحب میں اس کا
 نام عيس بار۔ عيسا بار۔ عيسو بار بھی لکھا ہے۔ یہ بہت ہی پرانا گاؤں
 ہے۔ اور کسی زمانہ میں نہایت مقدس مانا جاتا تھا۔ اور دور دور کے
 ممالک سے چل کر لوگ وہاں آتے تھے۔ اور اپنی زندگی کے آخری
 دم وہاں گزارنے کو ایک بڑا ثواب شمار کرتے تھے۔ اب بھی وہاں

دو چشمے ہیں۔ اور ہندو کے راج کے اثر کے ماتحت وہاں ایک مندر
 بنا دیا گیا ہے۔ چند پجاری وہاں رہتے ہیں۔ جن کو غالباً ریاست سے
 تنخواہ ملتی ہے۔ ان پجاریوں کا بیان ہے۔ کہ یہ چشمہ اور شہر بہت پرانا
 ہے۔ اس کو گپت گنگا بھی کہتے ہیں۔ گپت کے معنی غائب اور مخفی
 راز کے ہیں۔ اور گنگا کے معنی ہیں پانی۔ چونکہ معلوم نہیں۔ کہ یہ پانی
 کہاں سے آتا ہے۔ اس واسطے اس کا نام یہ ہو گیا۔ اس مقام کو عیشہ بر
 بھی کہتے ہیں۔ بقول پجاریوں کے عیشہ بمعنی خدا اور برہ بمعنی باغ ہے
 یعنی خدا کا باغ۔ قدیم زمانہ میں لوگ دُور دُور سے یہاں آتے تھے۔
 اور اس جگہ آخری دم گزارنے اور مرنے کو جنت میں داخل ہونے کا
 ذریعہ خیال کرتے تھے۔ اور وہاں قریب میں ایک غار ہوا کرتی تھی۔
 جس میں چل کر اندر ہی اندر انسان چار دن میں چین پونچ سکتا تھا
 ایسی کئی ایک غاریں کشمیر کے پہاڑوں میں ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا
 ہے۔ کہ کسی قدیم زمانہ میں یہ غاریں کشمیر کو دوسرے ممالک کے
 ساقہ ملا دینے کے واسطے بنائی گئی تھیں۔ ایک غار کی نسبت مشہور
 ہے۔ کہ وہ کشمیر کو جموں سے ملاتی ہے۔ غرض عیشہ کے نام پر ایک
 نہایت قدیم متبرک شہر کا ہونا اپنے اندر بہت سے مطالب مخفی رکھتا
 ہے۔ کتاب راج ترنگنی میں اس مقام کے متبرک ہونے اور اس کے
 اردگرد کسی زمانہ میں بہت سے معبد ہونے اور ایک بڑا شہر آباد
 ہونے کا مفصل ذکر ہے۔ جس سے اس کی عظمت ظاہر ہے۔ اس گاؤں
 کے قریب وجوار میں اب بھی آثارِ قدیمہ کے بہت سے کھنڈرات
 پائے جاتے ہیں۔

۳۔ سرنگر میں ایک پرانی قبر پر عبرانی حروف

شہر سرنگر میں پرانے کھنڈرات کا ملاحظہ کرتے ہوئے ایک قبر پر عبرانی حروف سے ملتے جلتے حروف ملے۔ جن کا فوٹو لیا گیا ملاحظہ ہو فوٹو ۱۲۔ اس میں تین قبریں ہیں۔ دو پر عربی فارسی حروف ہیں۔ تیسری پر کچھ پڑھانہیں جاتا۔ نئے ہوئے حروف ہیں مگر بعض حروف عبرانی سے ملتے جلتے ہیں۔

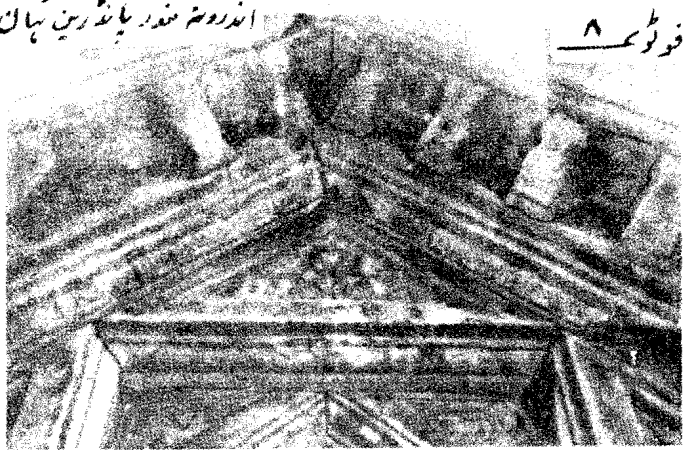
۴۔ عبرانی سے ملتے جلتے حروف

بیج بہارہ میں ایک پرانا قبرستان ہے۔ جس میں ایک قبر پر کچھ ایسے حروف ہیں۔ جو عبرانی سے بعض ملتے ہیں۔ قدامت زمانہ کے سبب پتھر بہت سارا کھڑ گیا ہے۔ اور کوئی حرف اصلی صورت میں نہیں رہا۔ ہمارے دوست حبیب اللہ خاں صاحب نے جو خاکہ اس کا اتارا ہے۔ وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ نیز اس کا فوٹو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو فوٹو ۱۳۔
خاکہ حروف جو اس قبر پر ہیں

بہارہ میں ایک پرانا قبرستان ہے۔ جس میں ایک قبر پر کچھ ایسے حروف ہیں۔ جو عبرانی سے بعض ملتے ہیں۔ قدامت زمانہ کے سبب پتھر بہت سارا کھڑ گیا ہے۔ اور کوئی حرف اصلی صورت میں نہیں رہا۔ ہمارے دوست حبیب اللہ خاں صاحب نے جو خاکہ اس کا اتارا ہے۔ وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ نیز اس کا فوٹو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو فوٹو ۱۳۔
خاکہ حروف جو اس قبر پر ہیں

اندرون مندر پانڈرین تہان

فولوم ۸



فولوم ۹
قبرستان بیخ بہارہ

۵۔ عصائے عیسٰی

خانقاہ شاہ ہمدان کے تبرکات میں ایک عصا ہے جو عموماً عصا نبی کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن ایک انگریز سپاح بنام کپتان سی۔ ایم۔ این رسی کو یز اپنی کتاب سفرنامہ کشمیر کے صفحہ ۱۵۱ پر اسے عصائے عیسٰی کر کے لکھتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۶۔ گنڈِ خلیل

خلیل۔ حضرت ابراہیمؑ کا نام ہے۔ یہ بھی آثارِ یہودیت کی ایک علامت ہے۔ کہ دریائے وِطٹا کے بائیں کنارے پر میدان پر سپو کے قریب جو جگہ تری گام کہلاتی ہے۔ وہاں ایک مکان گنڈِ خلیل مشہور ہے۔ ملاحظہ ہو۔ جلد دوم کتاب راجا ترنگنی صفحہ ۳۲۹۔

۷۔ عیسٰی کے درخت

کشمیر میں ایک دوست نے ذکر کیا۔ کہ اسکردو میں دو پورانے درخت ہیں۔ جو حضرت عیسٰی کے درخت کہلاتے ہیں۔

۸۔ دیدر کوٹ میں عبرانی حروف

ایک دوست نے ذکر کیا۔ کہ دیدر کوٹ میں جو یاڑی پورہ کی طرف ہے۔ بعض قبروں پر عبرانی حروف کی طرح نشان ہیں

۹۔ مزار سلاطین میں عبرانی حروف

ایک دوست نے ذکر کیا۔ کہ مزار سلاطین میں بعض قبروں پر عبرانی حروف لکھے ہیں۔

۱۰۔ پانڈرین تھان

موجودہ شہر سرینگر کی پچھریوں سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر

ایک بہت پرانے مندر بنام پانڈرین تہان کے کھنڈرات ہیں۔ جو دراصل قدیم حکمرانان کشمیر کے دارالسلطنت کا مقام تھا۔ اس کے اندر کچھ اس قسم کے نقش و نگار ہیں۔ جو قدیم عبرانی حروف سے ملتے جلتے ہیں۔ اس کے اندر اور باہر کا فولو ہمارے دوست حبیب اللہ خان صاحب نے لیا تھا۔ ملاحظہ ہو فولو ع۔

۱۱۔ قبر مریم

قرآن شریف کی آیت وَآدَيْنَهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ کو بھی ان کے ساتھ کسی چشموں والے پہاڑ پر جگہ دی گئی۔ اس کے متعلق تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ کوہ مری پہاڑ پر ایک قبر حضرت مریم کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پہاڑ اسی نام سے مشہور ہے۔ قیاس ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مریم حضرت مسیح کے ساتھ ہی یا ان کے بعد کشمیر گئی ہوں۔ اور پھر یہاں قیام کیا ہو۔ یا اس راستہ سے گذرتے ہوئے یہاں وفات پائی ہو۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے بھی اس قبر کو دیکھا ہے۔ اور اس کے متعلق حالات دریا کئے ہیں۔ عبرانی اور انگریزی میں مریم کو مری ہی کہتے ہیں۔ اصل لفظ مری ہے۔ عربی میں مریم ہو گیا۔ ملاحظہ ہو۔ تصویر فولو ع۔

یہ قبر کوہ مری کے شہر کے بالکل قریب واقع ہے۔ مولوی فاضل عبدالواحد صاحب کشمیری کا بیان ہے۔ کہ کشمیری لوگ اب تک مریم کو مری بولتے ہیں۔ جس لڑکی کا نام مریم ہو۔ اسے مری کر کے پکارا جاتا ہے۔

اس قبر کے متعلق مولوی عبدالرحمن صاحب خاکئی ٹیچر گورنمنٹ اسکول کوہ مری کا بیان درج ذیل کیا جاتا ہے۔

”کوہ مری کے یورینٹ کی بلند چوٹی پر ایک استھان ہے جس کے متعلق مشہور ہے۔ کہ وہ مائی مری کا استھان ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ عورت قدیم زمانے میں گذری ہے۔ راجہ کرن کی ڈھیری ”مائی مری“ کے استھان سے قریباً پانچ میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ مائی مری کے استھان پر سندھ لوگ جاتے ہیں اور مٹھائی اور دیگر چیزیں بطور چڑھاوے کے لے جاتے ہیں۔ بعض سندھوؤں نے ایک دو ماہ قبل مینوسپل کیٹی مری میں درخواست بھی دی تھی۔ کہ انہیں وہاں میلہ وغیرہ کرنے کی اجازت دی جائے کہتے ہیں۔ کہ کسی زمانہ میں مائی مری کے استھان کے قریب مائی مری کا مسند بھی تھا۔ جس کے آثار اب وہاں نہیں پائے جاتے ہیں۔ مائی مری کے استھان پاس ایک ٹاور ہے۔ جو گورنمنٹ نے بنوایا ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے۔ کہ مائی مری کوئی ہندو عورت گذری ہے۔“

د مگر یہ نام سندھوؤں کا نہیں ہوتا۔ مری۔ اور مریم ایک ہی لفظ ہے۔ عبرانی زبان میں مری ہی کہتے ہیں۔ انگریزی میں میری اور عربی میں مریم۔ مؤلف

اب تک صرف یہی حالات دریافت ہو سکے ہیں۔ مزید حالات اگر معلوم ہو سکے۔ تو انشاء اللہ پھر لکھوں گا۔

۱۲۔ علاقہ سرحد میں مقام یوز آسف

ملک فلسطین سے سفر کر کے کشمیر تک پہنچنے میں حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کو ایک لمبا عرصہ لگنا ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں یل
 اور موٹر جیسی سریع رفتار سواریاں نہ تھیں۔ بلکہ ملکوں اور شہروں
 کے درمیان سڑکیں بھی عموماً نہ تھیں۔ اور راستے دشوار گزار اور
 سفر صعبناک ہونے لگے۔ اور راستہ میں کئی جگہ دنوں کیا بلکہ مہینوں
 رہنا پڑتا ہوگا۔ اس واسطے کئی جگہ مسیح کے پھرنے اور قیام کرنے
 کے نشان ملتے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام کا پتہ ہمارے دوست ماسٹر
 محمد شاہ صاحب نے دیا ہے۔ ان کا خط درج ذیل کیا جاتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 تحفہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پشاور مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۷ء

مکرمی جناب مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ:-

جناب محترم! ارشاد نامہ جناب کا ملا۔ قبر مسیح علیہ السلام
 کے متعلق واقعی ایک انجیر مشتبہ مقام ہمارے سرحد میں موجود ہے
 جس کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی۔ اور اس کے قرآن اور روایات
 سے یہی پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ جناب مسیح علیہ السلام کی نشتگاہ اور
 خلوت گاہ ہے۔ میں نے ایک پشتو کتاب لکھنا شروع کی ہے جس
 میں افغان قوم کی تاریخ اور سلسلہ نسب بنی اسرائیل اور ان کی اس
 ملک کی طرف ہجرت کے متعلق بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ اس میں اس
 مقام کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آثار
 اور قرآن پائے جاتے ہیں۔ اب میں ذیل میں اس مقام کے متعلق کوائف

عرض کرتا ہوں -

ہمارے سرحد علاقہ یوسف زئی پتہ اڑڈ میں ایک بہت اونچی پہاڑ ہے جس کو کھڑہ مار کہتے ہیں۔ اس کے ایک سب سے بلند چوٹی پر دیار۔ دیو دار۔ چیرٹ۔ اور دیگر پہاڑی درختوں کا ایک خوبصورت جنگل ہے۔ اور ان درختوں کے خوشنما منظر میں ایک قدیم زمانہ کی یادگار مزار کی شکل میں بنی ہوئی ہے۔ جو اسلام سے پہلے بدھ ازم کے آثار قدیمی میں خیال کی جاتی ہے۔ چنانچہ ان سلسلہ پہاڑوں میں اور بھی بدھ ازم کی یادگاریں موجود ہیں۔ جن میں سے ایک کشمیر سمس کے نام سے مشہور ہے۔ سمس پشتو زبان میں غار یا کھڈ کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ غار اس قدر گہرا اور لمبا ہے۔ کہ آج تک محکمہ آثار قدیمہ کے تحقیقات والے بھی اس کی انتہا اور ماپیت تک نہیں پہنچے ہیں۔ چنانچہ محکمہ والوں نے انتہائی کوشش کے باوجود غار کی اندرونی حد معلوم نہیں کی۔ کیونکہ اس میں ایک حد تک جا کو نہ روشنی کام کر سکتی ہے۔ اور نہ ہی سانس لینے کے لئے لطیف ہوا اندر موجود ہے۔ اس لئے ناکام واپس لوٹنا پڑتا ہے پچھانوں میں اس کے متعلق یہ روایت مشہور ہے۔ کہ یہ سمس (غار) کشمیر کو جانا نکلا ہے۔ اور سلسلہ کوہ کے اندر ہی اندر یہ زمین دوڑا سنتہ چلا گیا ہے۔ اور کسی زمانے میں ایک بادشاہ (جو بدھ ازم کے زمانہ میں یہاں کا حکمران قیاس کیا جاسکتا ہے) نے یہ غار کشمیر اور افغانستان کو لانے کے لئے نکلوا یا تھا۔ پھر حال اب اس میں انسان کے جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اور اس کے اندر چٹانوں

اور درختوں پر بیٹھنے والے پرندوں کی ٹیڈوں کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔
 شروع سے اس میں رسی یا سیڑھی کے ذریعہ اتر کر آگے کچھ چلنے
 کا راستہ ملتا ہے۔ اور وہ بھی کسی حد تک انسان جاسکتا ہے۔
 آگے نہیں۔ یہ تو کشمیر سمس کے متعلق ایک ضمنی حالات عرض کئے
 گئے۔ اصل بات حضرت مسیح علیہ السلام کے مقام یا دگوار کے بارے
 میں تھی۔ وہ یہ کہ کھڑا ہمارے بلند ترین چوٹی پر جہاں سے ضلع پشاور
 اور سورت تیز تک کے پرگنے اور علاقہ جات نظر آتے ہیں، اونچے
 درختوں کے خوشنما منظر ہیں ایک مزار ہے۔ جسے "یکہ یوسف" کہتے ہیں
 اس پہاڑ کی اس چوٹی تک شاذ و نادر کوئی جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کافی
 اوجھا ہے۔ سوائے کسی سیاح یا زیارت جانے کے لئے۔ جو بطور
 دعائے نجات کے جاتے ہیں۔ عام زمیندار پیشہ یا چرواہے بہت کم جاتے
 ہیں۔ کیونکہ اس طرف بعض درندے جانوروں کا احتمال بھی ہوتا ہے
 پٹھانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ یہ ایک بزرگ کامزار ہے۔ جس نے دو
 سے ان درختوں کی پرورش کی ہے (یہ کچھ سبائتہ معلوم ہوتا ہے)۔
 اور وہ خلوت اور یا عنت کے طور پر یہاں رہتا رہا۔ اور ان درختوں
 میں چلخوزے کے قلم اور بعض دیگر پہاڑی میوہ جات ہیں۔ نیز اس
 میں تقریباً صدیوں کے گرے ہوئے پرانے بڑے بڑے عظیم الشان
 درختوں کے تنے پڑے ہوئے ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کی تعمیر وغیرہ کے کام
 آسکتے ہیں۔ مگر پٹھانوں میں ایک یہ بھی راسخ عقیدہ ہے۔ کہ یہاں
 سے کوئی چیز از قسم میوہ یا لکڑی وغیرہ لیجانے کے لئے اس بزرگ کی
 اجازت نہیں۔ جو لے جاوے گا۔ اس کا خانہ خراب ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ ؛

البتہ اس مقام پر جتنا کھا دے۔ استعمال کرے۔ اس پر کوئی گرفت نہیں۔ اور نیز یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ ہمارے قدیم آباؤ اجداد کی یاد سے بھی پہلے کا ہے۔ حتیٰ کہ اسلام کی آمد سے بھی پہلے کی یادگار ہے اب ان لوگوں کے اولاد بنی اسرائیل ہونے میں تو کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اب بھی پٹھانوں کے بزرگوں کا متفقہ دعویٰ ہے۔ کہ ہم لوگ بنی اسرائیل ہیں۔ اور میں نے خود اپنی کتاب زیر اٹھائے میں اپنے چشم دید حالات اور علامات علاقہ شام اور فلسطین کے بنی اسرائیل اور یہاں کے پٹھانوں کے متعلق لکھے ہیں۔ جن میں نہ صرف جغرافیائی ملکی مشابہت اور دیہاتوں اور پہاڑوں کے نام بلکہ ان کے بعض قومی مراسم اب تک یکساں طور پر چلے آتے ہیں۔ خیر اس پر تو یہاں بحث نہیں۔ پس جب یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ یہ لوگ بنی اسرائیل ہیں۔ اور یہ کہ یہ یادگار اسلام آنے سے پیشتر کی ہے۔ تو اسلام سے پہلے یہاں ”بدھ ازم“ اور یا بنی اسرائیل کی یہودیت تھی۔ بدھ ازم سے تو اس نام کا کوئی تعلق نہیں۔ اب ”یکم یوسف“ میں ”یو یوسف“ کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ”یو“ پشتونوں میں ایک کو اور ایک فارسی میں ایک کو کہتے ہیں۔ اور مغلوں کے زمانے میں فارسی اس قدر عالمگیر زبان تھی۔ کہ انگریزی بھی آجکل اتنی اس ملک میں مؤثر نہیں۔ اس لئے وہ ہر لفظ کو اپنی فارسی میں ہی ادا کرتے رہے۔ پس بالکل ممکن ہے۔ کہ یہ لفظ ”یو یوسف“ سے ہی ”یکم یوسف“ بن گیا ہو۔ جو دراصل ”یوز یوسف“ یا ”یوز آسف“ ہی ہے۔ اور یہ تمام بلحاظ ماحول اور کیفیت اس قدر اچنبھا ہے۔ کہ یہ بنی اسرائیل کے کسی

معمولی آدمی یا بزرگ کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جس کا یوز یوسف "یا یوز آسف" نام ہو۔ بلکہ یہ تمام اطراف کا ارفع ترین مقام ہے۔ جہاں سے تقریباً یوسف زئی۔ بنیر اور دریائے سندھ سے پار سبز آردہ۔ کاغان اور مہابن تک اور دوسری طرف علاقہ مشہت نگر اور مہمند کا علاقہ نظر آتا ہے۔ اور جہاں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس ملک میں آبادی کہاں کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔

پس بہت ممکن اور قرین قیاس یہ امر ہے۔ کہ جب تمام نسلیں اس ملک میں بنی اسرائیل کی پھیلی ہوئی ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام ناصری اور سوگلا الی بنی اسرائیل کی تشریف آوری کا اکتشاف اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے مامور کے ذریعہ نیز تاریخی ثبوتات اور عقلی نقلی واقعات کی بناء پر بین طور پر ہوا۔ تو اس میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ان اقوام کی طرف بھی ضرور آئے ہوں گے اور بنی اسرائیل کے ان مقننہ اقوام میں آپ کو اس سے زیادہ موزوں مقام کوئی نظر نہیں آیا۔ جہاں سے آپ تمام گرد و نواح میں بنی اسرائیل کی کھوئی بھیر میں اور ان کی آبادی وغیرہ کا پتہ لگا سکیں پس یہاں سے آپ نے تمام علاقہ کا ریویو کیا۔ اور یہاں چند عرصہ ٹھہر کر پھر کشمیر کا رخ کیا۔ اور یہاں ان کے معتقدین نے ان کی یادگار میں یہ مقام بنا کر اس پر ان کا نام رکھ لیا۔ جو آج تک مشہور ہے۔ میں نے بھی اس بارہ کما حقہ تحقیقات نہیں کیا بلکہ یہاں کے سرسری حالات اور واقعات جو ان لوگوں میں مشہور ہیں۔ ان کی بناء پر یہ حالات لکھے ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ مزید تحقیقات

کے بعد کچھ مزید شہادات میسر ہو سکیں۔ جن کے لئے انشاء اللہ میں
 حسب موقعہ کوشش کروں گا۔ یہ مختصر حالات اس مقام کے متعلق ہیں
 جو ارسال خدمت ہیں۔ والسلام

خاکسار محمد شاہ احمدی ماسٹر مشن مائی سکول پشاور

۱۳۔ شتر قباقربا قبریں

کشمیر میں بعض قبریں ایسی بھی پائی جاتی ہیں۔ جو شمالاً جنوباً
 مسلمانوں کی قبروں کی طرح نہیں۔ بلکہ شتر قباقربا بنائی گئی ہیں۔ چنانچہ
 ہمارے دورت راجہ محمد زمان خان صاحب گردا اور قانوگلوٹی ریاست
 کشمیر لکھتے ہیں:-

راقم موضع قریب تحصیل پلوامہ میں گردا اور ہے۔ موضع مذکورہ
 ایک پرانا قبرستان برآمد ہوا ہے۔ جس میں مردوں کی قبریں شتر قبا
 قربا ہیں۔ (تخریر ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء)

۱۴۔ وادی گام میں مقام عیسے

حضرت پیر سید محمد صادق شاہ صاحب الدر وان علاقہ کشمیر
 سے ماہ اکتوبر ۱۹۳۷ء میں تخریر فرماتے ہیں۔ کہ وادی پورہ کے گاؤں
 میں ایک چشمہ ہے۔ جو پانی صاحب کا چشمہ مشہور ہے۔ مگر شاہ صاحب
 موصوف کی تحقیقات میں اس کا تذکرہ اس طرح سے ہے، کہ مسیح
 ناصری علیہ السلام نے اس چشمہ پر غلاق کشمیر کو جمع کر کے اپنے وعظ سے
 مستفیض فرمایا۔ یہ چشمہ وادی گام میں ہے۔ آج اس گام کو واڈ پورہ
 بولتے ہیں:

اسی کے متعلق عزیزم مکرم سید ناصر احمد صاحب پسر حضرت

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب لکھتے ہیں :-
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 تحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی حضرت مفتی صاحب ۱۲/۱۲/۳۲

السَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ

مرسد لفافہ موصول ہوا۔ افسوس ہے کہ وہ بات میرے ذہن سے
 اتر گئی۔ اور ایفائے وعدہ میں تاخیر ہوئی۔ حسب ارشاد تحریر ہے کہ وہ
 مقام جس کے متعلق اس جگہ کے مجاہد سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
 نے اس جگہ آکر دغظ کیا۔ وہ علاقہ ترہگام (کشمیر) سے تقریباً سات
 میل جنوب مغرب کے جانب واقع ہے۔ مجھے وہاں جانے کا صرف ایک
 بار اتفاق ہوا ہے۔ تا یا صاحب کی زبانی یہ معلوم ہوا تھا کہ اس جگہ کا
 مجاہد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے اور دغظ کرنے کا ذکر کیا کرتا ہے
 ترہگام سے کم وبیش ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر لدرہ ون ایک گاؤں
 ہے۔ وہاں میرے تایا سید محمد صادق شاہ صاحب رہتے ہیں۔ ان کے
 علاوہ علاقہ بون تحصیل ہندو راہ میں میرے تایا صاحب کے داماد
 مولوی محمد کچی صاحب رہتے ہیں۔ وہ اس علاقہ میں مشہور آدمی ہیں
 اسی گاؤں کے مشرق کی طرف دو میل کے فاصلہ پر دو چشمہ واقع ہے
 علی الترتیب چھوٹے بڑے پہاڑ اسے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں۔
 دوسری طرف نہایت ہی گھنا جنگل واقع ہے۔ جو کہ درویشوں کی رتوۃ
 کی آیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اسی چشمہ پر وہ مجاہد رہتا

۱۵۔ کوہ موٹے

نصیبہ پانڈی پورہ سکھاس ایک قبر بنام قبر موٹے مشہور ہے

اور اس کے قریب بمقام آہٹو تو ایک پہاڑی بنام
موسے صاحب

مشہور ہے۔ اور ایک گاؤں بنام لاوی پور ہے۔ ظاہر ہے کہ لاوی
ایک مشہور عبرانی نام اور قبیلہ ہے۔

۱۶۔ شمال میں عبرانی حروف

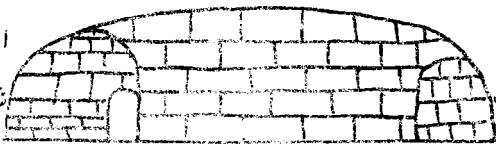
سرینگر کے شمال میں باغ کی ایک سیڑھی پر کچھ حروف کسند معلوم
ہوتے ہیں۔ کچھ مٹ گئے ہیں۔ کچھ ٹھوڑے ٹھوڑے باقی ہیں جو باقی
ہیں۔ ان میں سے دو حروف ک اور ل بخط عبرانی پڑھے جاتے ہیں۔

اور
۱۷۔ موسائی قبریں

کشمیر میں قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہے۔ کہ بعض بزرگوں اور بڑے
آدمیوں کی قبریں ایک خاص طرز پر بنائی جاتی ہیں۔ جن کے ایک
طرف سوراخ رہتی ہے۔ اور حضرت موسیٰ کے نام پر منسوب ہو کر
وہ موسائی قبریں کہلاتی ہیں۔ ہمارے دوست غلام احمد صاحب احمدی
کائے پشورہ نے جو اس کا نقشہ کھینچا ہے۔ اور اس کا بیان دیا ہے
وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

موسائی قبر کا نقشہ

ایشٹوں کی
بنی ہوئی
شمال



پختہ

جنوب

غرب

سورج

مشرق

لبائی - ۹ فٹ - اوپر سے ڈاٹ ہوتی ہے۔

چوڑائی - ۵ فٹ - ۶ انچ -

اوسچائی - ۶ فٹ -

سراخ پر پتھر رکھنے فقے -

یہاں کے لوگ خصوصاً سجاد نشین مولوی - واعظ - پیرزادے
مرنے کے وقت علی العموم وصیت کرتے ہیں - کہ ہمیں موسائی قبر بنانی
چاہیے - موسائی قبر سے مشہور ہے -

حلفیہ بیان عبدالخالق مسگر مہوم

میرے بچپن کے زمانے میں اس سراخ سے خوشبو آتی تھی -
اس وقت اکرنی سیلاب کے وقت اس سراخ سے پانی اندر گیا -
بعد میں خوشبو آنا بند ہو گئی -

مشہورہ یوز آصف نبی علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے -
عبدالخالق مسگر محلہ زوزہ بل متصل زیارت یوز آصف نبی عمر
سال : اب وہ آٹھ سال سے دار فانی سے چلے گئے ہیں -

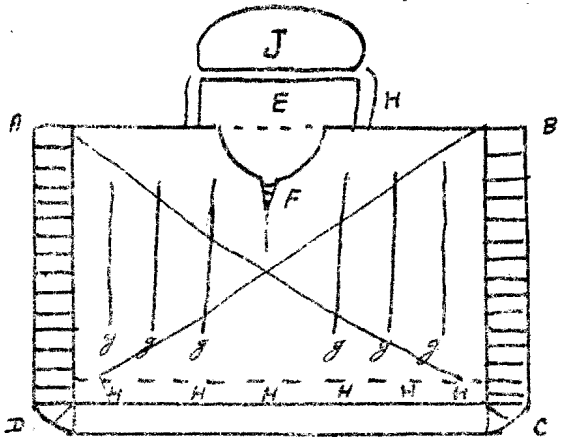
طالب دُعا:۔ غلام احمد احمدی کالے پشورہ :

۱۷ - موسائی قبروں کا ایک نمونہ اور نقشہ اور اس کے متعلق
تفصیلی شہادت ہمارے دوست عبدالکریم خاں یوسف زئی نے گلگت
سے بھیجا ہے - جو فائدہ عام کے واسطے درج ذیل کیا جاتا ہے -

بیان شیرخان ولد ملاں احمد دین قوم ٹونجیہ عمر تھمبٹا، ۵ سال
سکنہ ٹیر وغذ (گپس)، علاقہ گلگت - کشمیر

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں - کہ میں نے کچھم خود

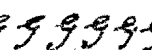
پرانے زمانہ کا ایک قبر بمقام شمنوٹ (موضع سندھی) علاقہ یاسین (گپس) گلگت کشمیر دیکھا ہے۔ جس کا علیحدہ ورن نقشہ حسب ذیل ہے



مذکورہ قبر اندر زمین

ورن نقشہ

- (۱) A, B, C, D = زمین کے اندر مدفون کمرہ مطابق رہائشی کمرہ
 - (۲) E = اس کے اندر اترنے کے لئے ایک طرف کافی سوراخ
 - (۳) F = کچی سیڑھی جو کمرہ کے اندر اترتی ہے۔
 - (۴) G = کھن لاش رکھنے کے لئے کھلی جگہ (گرگڑھا وغیرہ ندارد)
 - (۵) H = ایک زمین میں گہری کھودی ہوئی پیرا ایک سکر سے دوسرے سکر تک
 - (۶) X = کمرہ ہی کا چھت
 - (۷) H = کمرہ ہی کا ڈھکن جو دروازہ کے اوپر دیا جاتا ہے۔
 - (۸) J = پتھر جو کمرہ ہی کے ڈھکن کے اوپر رکھا جاتا ہے۔
- یہ ایک کمرہ کے سائز کا ایک زمین میں گرگڑھا کھودا ہوا ہے۔ اس کے اوپر ایک طرف سطح زمین کے ساتھ ہی درمیان میں ایک

سوراخ ہے جس میں سے آدمی کھلا اندر جا آسکتا ہے۔ اگر وہ کھلا رہے۔ تو اندر سے ہر چیز بخوبی اس سے نظر آتی ہے۔ وہ کمرہ اوپر سے لکڑھی سے چھتا ہوا ہے۔ اس دروازہ کے ساتھ ہی نیچے فرش تک کچی پتھروں کی سیڑھی ہے۔ اس کمرہ کے ایک لمبائی کی طرف تھوڑی جیسی چوڑی اور بہت گہری ایک سرے سے دوسرے سرے تک چر زمین میں کھودی ہوئی ہے۔ باقی فرش پر اندازاً چار مردوں کی علیحدہ علیحدہ ہڈیاں پڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ دُور سے یہی اندازہ لگتا ہے۔ کہ آدمی کا کنگ پڑا ہوا ہے۔ لیکن مجھے ایک آدمی نے وہاں کہا تھا۔ کہ اگر اس کو جھبٹا جائے۔ تو وہ مٹی اور بالکل خاک ہے۔ دریافت حالات پر مجھے وہاں کجا شندگان نے یہ کہا تھا۔ کہ یہ پڑانے زمانوں کی قبر کا ایک نمونہ ہے۔ اور یہ کہ ایسی قبر خاص خاص مشہور اور خاص خاص بزرگ آدمی کے لئے مخصوص تھی۔ کیونکہ اس طرف لکڑھی کی بہت کمی ہے۔ نام طور پر یہ رواج ناممکن تھا۔ مزید انہوں نے کہا۔ کہ جب کوئی لاش دفن کرنی ہوتی تھی۔ تو پتھر اٹھا کر دروازہ کو ایک طرف کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ یہ بود وغیرہ نکل جائے۔ اور تازہ ہوا اندر جائے۔ پھر لاش کو کفن دے کر دروازہ سے نیچے اتارتے تھے۔ اور مصنوعی روشنی کے ذریعہ اس لاش کو قبیلہ نما فرش پر چھولی طور پر رکھ دیا جاتا تھا۔ جیسے نشانات  اس کے بعد اگر کوئی آدمی مر جاتا۔ تو پہلے بوسیدہ ہڈیوں کو اپنی جگہ سے گھسیٹ کر چر H میں ڈال دیتے تھے۔ اور خالی کردہ جگہ پر

تلازہ مردہ کو رکھ دیتے تھے۔ یہ قبر آج تک موجود ہے۔ اگر کوئی صاحب دیکھنا چاہے۔ تو اب بھی وہاں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

نیز اسی قسم کی ایک اور قبر بمقام گھٹت لاسہ پور (چترال) میں بھی ہے۔ وہ قبر بھی ابھی تک موجود ہے۔

نیز ایسی ہی ایک قبر بمقام چترال مٹی کھودتے ہوئے قبیلہ کو ملی تھی۔ جبکہ ہر مائی نس آف چترال کی شاہی مسجد کا کام خاص چترال میں شروع تھا۔ اس قبر میں سے ایک گھڑے جتنی کھوپڑی

بھی ملی تھی۔ فقط $\frac{5}{1935}$ گواہ شدہ۔ علی محمد لائن مین محکمہ تارڈاکھانہ گوپس رگلت کشمیر العیدہ۔ شیرخان لائن مین محکمہ تارٹیلیفون ہوس شیردرگلت

کشمیر۔ گواہ شدہ۔ محمد تہنت خان پوسٹ مین ڈاکخانہ گوپس رگلت

کشمیر۔

۱۸۔ خر عیسیٰ کا کھڑ

مارتند کے پاس سڑک کے اوپر ایک پتھر میں ایک نشان دکھا یا جاتا ہے۔ جس کو بعض لوگ حضرت امیر کے گھوڑے کا نقش قدم بتلاتے ہیں۔ اور بعض لوگ حضرت عیسیٰ کے گدھے کے کھڑ کا نشان کہتے ہیں۔ کرنیل کاک برن نے بھی لکھا ہے۔ کہ مجھے یہ نقش قدم عیسیٰ کے گدھے کا کھڑ کے بتلایا گیا۔ ملاحظہ ہو۔ نوٹس

باب چہارم

دیگر کتابی شہادتیں

- ۱۔ عیسیٰ اور یسوع کے نام پر بہت سے پرانے نام
ملک کشمیر کی قدیم تاریخ اور جغرافیہ پر طے کرنے سے ثابت ہوتا ہے
کہ کئی ایک نام شہروں اور دیوتاؤں اور بادشاہوں اور معرہ ذہن کے
ایسے تھے۔ جن میں الفاظ یوز۔ عیسیٰ۔ آصفت وغیرہ آتے تھے۔ چنانچہ
سٹائن صاحب کی ترجمہ کردہ راجہ تزنگنی میں کئی ایسے نام ہیں۔
- ۱۔ جلد ۲ صفحہ ۳۴۹ میں پرانے دارالخلافہ کا نام یوز۔ تھے۔ عیسیٰ اور
لکھا ہے۔ اس میں ہردو الفاظ یوز اور عیسیٰ شامل ہیں۔
- ۲۔ جلد ۲ صفحہ ۲۸۹ پر ایک عبادتگاہ کا نام یوز۔ ستا۔ رورا لکھا
ہے۔ جو یس۔ تھے۔ عیسیٰ کی پرستش کے واسطے بنایا گیا تھا۔ اس میں
ہردو الفاظ یسوع اور عیسیٰ محققاً موجود ہیں۔
- ۳۔ صفحہ ۲۱۔ بادشاہ یا لکاکا کی ملکہ کا نام عیسانا دیوی تھا۔ یہ نام
بھی لفظ عیسیٰ پر رکھا گیا معلوم ہوتا ہے۔
- ۴۔ صفحہ ۲۱۔ جس دیوتا کی پرستش کی جاتی تھی۔ اس کا نام یوز
تھے۔ عیسیٰ تھا۔

۵۔ ایک مندر کا نام بھٹا عیسے تھا۔

۶۔ بدرگاؤں کے جنوب شرق کی طرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ایک پرانا مندر بنام عیسے۔ لایا۔ مہاتما ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب راجا ترنگنی انگریزی ترجمہ صفحہ ۴۹۱)

۷۔ کشمیر میں ایک بوٹی کا نام عیسے ہے۔ جس میں یہ خاصیت ہے۔ کہ جہاں آنتی ہے۔ اس کے قریب کوئی اور بوٹی سرسبز نہیں ہوتے پاتی۔ (ملاحظہ ہو کتاب راجا ترنگنی فہرست معنایں صفحہ ۵۰۸)

۸۔ یسوخ کے لفظ پر اور کئی ایک نام مشہروں اور آدمیوں کے قدیم آیام میں ہو چکے ہیں۔ مثال کے طور پر

(۱) یسا سکارا

(ب) یسودارا

(ج) یسونگاہ

(د) یسومتی

(۵) یسوراجا

(و) یسورما

(ز) یسوتی - ایک ملکہ کا نام تھا۔ (ملاحظہ ہو کتاب راجا ترنگنی انگریزی صفحہ ۵۵۱)

(ح) مقام سیمین یا سو۔ کتاب راجا ترنگنی انگریزی صفحہ ۵۴۰

۹۔ مسٹر بارنٹ کی کتاب انشکو و ڈیٹیر آف انڈیا (آثار قدیمہ ہندوستان) کے صفحہ ۱۴۳ میں لکھا ہے۔ کہ قدیم ہند میں ایک دیوتا کا نام عیسے نا تھا اور ہندوستانی لوگ اس کی پرستش کیا کرتے تھے

شد و لوگ ہر قوم کے بزرگوں کی عزت کرتے اور ان کو اپنا دیوتا بنا لیتے تھے کچھ تعجب نہیں کہ عیسے کو بھی اپنا دیوتا بنا لیا ہو۔

۱۰۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے۔ کہ ۳۸۰ء میں ایک بادشاہ عیسے وار ا نام تھا۔ اور اس کے بیٹے کا نام عیسے تادرا تھا۔

۱۱۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۳ میں لکھا ہے۔ کہ ایک ہینہ کا نام عیشی تھا۔

۱۲۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۹ میں لکھا ہے۔ کہ علم نجوم میں سب سے اونچی جگہ عیشی پر گھبارہ کی ہے۔ جو چھتری کی طرح ہے۔ اور اس میں نجات یافتہ روجیں رہتی ہیں۔

۱۳۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۶ میں لکھا ہے۔ کہ خیبر کے پاس ایک مندر ہے۔ اس کا نام عیش پولا ہے۔

۱۴۔ اسی کتاب کے صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے۔ کہ ایک بادشاہ عیشی غانا نام کماؤں میں حکمران تھا۔

۱۵۔ اسی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں لکھا ہے کہ ۸۲۲ء میں دھولپوٹ میں جو بادشاہ تھا۔ وہ یسوع کا کی اولاد میں سے تھا۔

۱۶۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ عیش ویر عیشی دریا خدا تعالیٰ کا نام ہے۔

۱۷۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے۔ کہ ۳۳۸ء میں مغربی کسٹریپا کا بادشاہ کا نام یسوع دوم تھا۔

۱۸۔ اسی کتاب کے صفحہ ۸۴ میں لکھا ہے۔ کہ ورنادبو جو بادشاہ گذرا ہے۔ اس کے باپ کا نام یسوع دیو تھا۔

۱۹۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے کہ ۵۲۸ء میں وسط ہند کے ایک بادشاہ کا نام یسوع دھرم تھا۔

۲۰۔ اور ۵۵۵ء میں ایک راجا کا نام یسوع بھٹیا تھا۔

۲۱۔ اسی کتاب کے صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے کہ دجیا گڑھ کے قریب

ایک راجا کا نام یسوع وردھانا تھا۔ اور ایک راجا کا نام یسوع رانا تھا۔

۲۲۔ ۵۶۵ء میں قنوج کے ایک راجا کا نام یسوع ودھارا تھا

۲۳۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے کہ ۵۷۵ء قبل عیسوی

میں یسوع دھرم راجا نے کشمیر پر قبضہ کیا۔

۲۔ کتاب اصول کافی کی روایت

حضرت خواجہ جلال الدین صاحب شمس کشمیری رسابق بسلیخ

شام و مصر نے میری توجہ شہو کتاب اصول کافی کی طرف منعطف کرائی

ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا زمانہ گزرا ہے کہ کشمیر کے

ساکنین سب توریت و انجیل کے ماننے والے تھے، وہ عبارت مصر

ترجمہ ذیل کی جاتی ہے۔

علی بن محمد وعن غیر واحد من اصحابنا القیامین عن

محمد بن العامری عن ابی سعید عنانہ الہندی قال کنت

بمدینة الہند المعروفة بقشمیر الداخلۃ واصحاب لی

یقعدون علی کواستی عن یمین الملک اربعون رجلاً کلہم

یقرء الکتب الاربعۃ التوراتۃ والانجیل والزبور وصحف

ابراہیم نفضی بین الناس وانفقہم فی دینہم ونفیتہم

فی حلالہم و حرامہم یفزع الناس الینا الملک فمن دونہ
 فتجارینا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا ہذا
 النبی المذکور فی الکتب قد خفی علینا امرہ و یجب علینا
 الفحص عنہ و طلب اثرہ و اتفق رأینا و توافقنا علی ان
 اخرج فارنا دلہم فخرجت و معی مال جلیل فسرت اثنی عشر
 شہرا حتی قربت من کابل فعرض لی قوم من التزک فقطعوا
 علی و أخذوا مالی و جرحت جراحات شدیدة و دفعت الی
 مدینة کابل فانعدت فی ملکها لما وقعت علی خیرسی الی مدینة
 بلخ و علیہا اذ ذاک داؤد بن العیاس بن ابی الاسد فیلغہ
 خیرسی و انی خرجت من نادا من الہمد و تعلمت الفارسیة و
 ناظرت الفقہاء و اصحاب الکلام فأرسل الی داؤد بن العیاس
 فأحضر فی مجلسہ و جسع علی الفقہاء فتناظر و فی قاعلمتہم انی
 خرجت من بلدی اطلب ہذا النبی الذی و حدتہ فی الکتب
 فقال لی من ہو و ما اسمہ فقلت محمد فقال ہو بینا الذی
 تطلب فسألتمہ عن شرائعہ (اصول کافی ص ۳۳۴ کتاب الحجۃ)
 ترجمہ :- علی بن محمد اور اس کے علاوہ اور کئی قومی دوستوں نے
 محمد بن محمد عامر اور اس نے ابو سعید غانم ہندی سے بیان کیا کہ
 اس نے کہا میں ہندوستان کے ایک شہر میں تھا جو کشمیر داخلہ
 یعنی اندرونی کشمیر کے نام سے مشہور ہے اور میرے اور چالیس
 ساتھی تھے جو بادشاہ کے واپس جانے کی سیوں پر بیٹھتے تھے اور
 سب کے سب کتب اربعہ تورات انجیل - زبور - صحف ابراہیم پڑھے

ہوتے تھے۔ اور ہم لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کیا کرتے اور انہیں
 ان کے دین میں خفیہ بناتے اور انہیں حلال حرام کے متعلق فتویٰ دیا
 کرتے تھے۔ بادشاہ اور اس کے سوا سب لوگ ہماری طرف رجوع
 کرتے تھے۔ پس (ایک دن) رسول اللہ صلعم کا ذکر چل پڑا۔ تو ہم نے
 کہا۔ اس نبی کا تو ہماری کتابوں میں ذکر موجود ہے۔ اور اس کا معاند
 اس وقت تک ہم پر مخفی رہا۔ اس لئے ہم پر واجب ہے۔ کہ ان کی تلاش
 کریں۔ اور اس کا پتہ لگائیں۔ اور جب ہماری رائے اس امر متفق
 ہو گئی۔ اور ہم سب نے اس پر موافقت کا اظہار کیا۔ کہ میں ان کے
 اس امر کی تلاش میں نکلوں۔ تو میں بہت سا مال لے کر نکلا۔ بارہ ماہ
 چلتا رہا۔ یہاں تک کہ میں کابل کے قریب پہنچا۔ تو کچھ ترکہ مجھے
 ملے۔ انہوں نے مجھ پر ڈاکہ ڈالا۔ اور میرا مال چھین لیا۔ اور مجھے سخت
 چوٹیں آئیں۔ اور میں شہر کابل میں لے جا یا گیا۔ اور اس کے بادشاہ
 نے میرے حالات پر اطلاع پانے کے بعد مجھے شہر بلخ میں پہنچا دیا
 اور اس وقت رئیس بلخ داؤد بن العباس ابو اسود تھا۔ اور اسے
 میری آمد کی خبر پہنچ گئی۔ اور یہ کہ میں سندھ و ستان سے تلاش میں نکلا
 ہوں۔ اور میں نے فارسی زبان بھی سیکھ لی۔ اور فقہاء اور حکمین سے
 مناظرات کئے۔ تو ایک روز داؤد بن عباس نے مجھے اپنی مجلس میں
 بلایا۔ اور بہت سے فقہاء کو جمع کیا۔ تو انہوں نے مجھ سے مناظرہ کیا۔
 تو میں نے ان سے کہا۔ کہ میں اپنے شہر سے اس نبی کی تلاش میں نکلا ہوں
 جس کا ذکر ہماری کتب میں ہے۔ تو اس نے کہا۔ وہ کون ہے۔ اور اس
 کا کیا نام ہے۔ تو میں نے جواب دیا اس کا نام محمد ہے۔ اس نے کہا۔ وہ

تو ہمارا بنی ہے۔ جس کی تو تلاش میں ہے۔ تو میں نے اس کی شرائط کے متعلق دریافت کیا۔ جو مجھے انہوں نے بتائیں۔

۳۔ ایک پرانی شمارہ معج کا حوالہ

کشمیر میں غلام نبی صاحب گلکار ایک پرانے کشمیری خاندان کے ممبر ہیں۔ ایک دفعہ میں ان کے مکان پر گیا۔ تو ان کے کتب خانہ میں ایک پرانی قلمی کتاب بزبان فارسی دیکھی۔ جس کی ورق گردانی کرتے ہوئے اس کے صفحہ ۲۲۲ پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ملے۔

”در معالمتہ تنزیل مسطور است کہ شخصت دینچ سال از استیلانے اسکندر در زمین بابل گذشتہ بود کہ عیسیٰ علیہ السلام تو والد نمود و چوں سن شریفش بسی سالگی رسید معجوت گشت و درسی و کسہ سالگی از بیت المقدس بجانب وادی اقدس مرفوع شد“

بیت المقدس تو سب جانتے ہیں۔ کہ فلسطین میں ہے۔ فلسطین سے حضرت عیسیٰ وادی اقدس کو چلے گئے۔ وادیاں آسمان پر نہیں تو زمین پر ہی ہوتی ہیں۔ اس میں صاف اشارہ وادی کشمیر کی طرف ہے۔

اس قلمی کتاب سے ان الفاظ کا قول ٹھیک میں ملاحظہ ہو۔ اور یہ کتاب اب غلام نبی صاحب گلکار کا عطیہ قادیان کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے۔

عیسیٰ مسیح اندلس میں

اسی قلمی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اندلس بھی گئے تھے۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔

”در متون کتب تاریخ و اخبار مرقومہ اقلام بدائع آثار گذشتہ

کہ نو بتے گذر مسیح علیہ السلام با جمع کثیر از اصحاب ہدایت دار باب عوامت
بر زمین اندلس افتادہ

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۹ میں لکھا ہے۔ کہ وہ در بسیارے
از کتب معتبرہ مسطور است کہ بعد از انقضاے شش روز ازین قضیہ
در شب ہفتم آفرینندہ افلاک و انجم عیسیٰ علیہ السلام را بر زمین فرستاد
بایحی بن زکریا۔ و مریم و بعضے از حواریون۔ ملاقات فرمودہ۔ نو بتے
دیگر لوازم وصیت بجا آوردہ و باز عیسیٰ علیہ السلام
مراجعت نمودہ

یعنی واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر پھرتے
رہے۔ اور پھر مراجعت کر گئے۔ کہ مھر گئے۔ یہ نہیں لکھا۔ کہ آسمان کی
طرف گئے۔

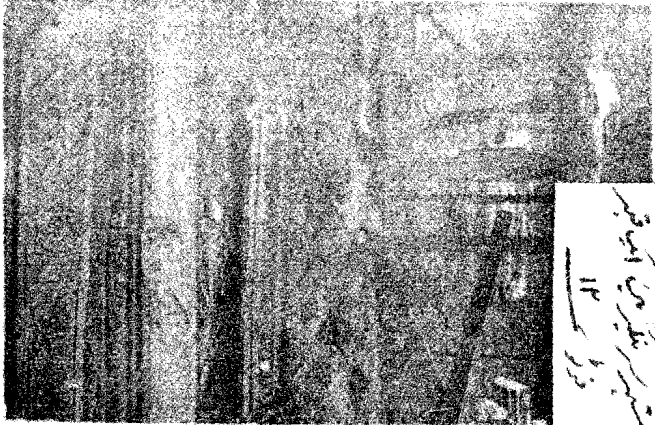
۴۔ منقول از تاریخ باغ سلیمان

مصنف میر سعد اللہ صاحب شاہ آبادی۔ کشمیری

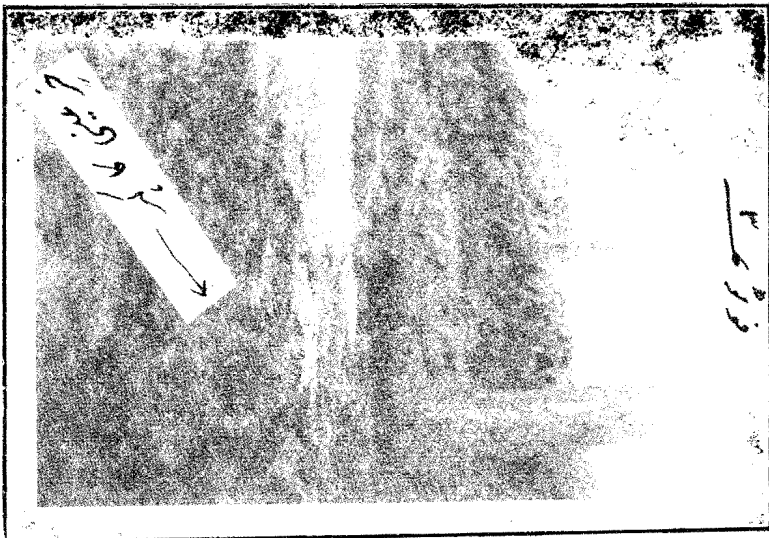
سید با صفا نصیر الدین	ہست از ان واصلان بزم نقین
روضہ او بہ خانیا سرہ	ہست اندر مکان انزمرہ
ہم در ان روضہ ہست نشاں	قبر پیغمبر بیت نور افشاں
ہر کہ نزدیک آن عشاں تا بد	بُوئے خوش در مقام خود یابد
نقل کردند راویاں کہ یکام	یو دشہزادہ بفضل تمام
ترک دُنیا نمود و سالک شد	در مقام سلوک مالک شد
بندگی چوں نمود با اخص	شد یہ پیغمبر ز برداں خاص
گشت مبعوث خلق و شد دادی	عاقبت رحمت بست ازین دادی

ہست آن مشکوئے تزیبت او کہ بہ یوز آصف است شہرت او
 ۵۔ ایک پرانی قلبی کتاب جو تاریخ انبیاء معلوم ہوتی ہے کشمیر
 میں ایک دوست کے مکان پر ملی۔ اس کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے چوں
 عیسے سیاحت بسیارے کرد ملقب بہ مسیح شدہ اگر مسیح نے بعد واقعہ
 صلیب مشرق کی طرف لہجے سفر نہیں کئے۔ تو پھر سیاحت بسیارے
 محض ہو جاتی ہے۔

۶۔ کتاب تاریخ کبیر کشمیر الموسوم تحائف الابرار فی ذکر اولیاء اللہ
 جلد اول مطبوعہ امرتسر ۱۳۲۲ھ ہجری کے صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے :-
 سید نصیر الدین خانیاری عالی درجہ است و عمر خود را کتمان حال
 گذاریند۔ قریب خانیار زیارت ایشان در میان خاص و عام مشہور
 است و مقبرہ اس را در وقت بل می نامند۔ و جو ار قبر مبارک سید جان
 جنوب بعرف پاسے ایشان سنگ تزیینت واقع است گویند کہ در زیر
 آن پیغمبری مدفون است و بنا بر آں مقام را بمقام پیغمبر شہرت
 دارد۔ و خواجہ اعظم مے نوید کہ در زبان سابق یکے از سلاطین ژادنا
 در پار سائی و تقویم بدرجہ قصوی رسیده بر سالت آں خط مبعوث
 شد و بدعوت خلایق اشتغال نمود۔ نامش یوز آصف بود۔ بعد رحلت
 در محلہ آئزمرہ قریب خانیار اسود۔ و صاحب اسرار الاحیاء از وقایع
 تک کشمیر کہ تصنیف ملا احمد علاقتہ است نقل مے کند کہ سلطان زین العابدین
 سید عبداللہ بیہقی را با متاعے کشیر و تحائف دلپذیر از جانب خود نزد
 والی معرکہ بادے مؤدت قلبی داشت روانہ کرو۔ پس حذیغہ مہرم
 از طرف خود یوز آصف کہ از احفاد حضرت موسے کلیم اللہ علی نبی سنا



شہزادہ گلبرگ کی قبر
ڈیرہ گھاٹ
۱۳



ڈیرہ گھاٹ
۱۳

شہزادہ گلبرگ کی قبر
→

و علیہ السلام بود نزد سلطان زین العابدین بطریق رسالت نامور ساخت
 چون سفیر مذکور وارد کشمیر شد با سلطان مراسم تعظیم و تکریم کیا شیخی بجا
 آورده باز پس رخصت یافت بعد چند گاہ بمراقتت سید نصیر الدین
 بیہقی کہ از جانب سلطان نزد شریف مکہ بطور رسالت و کالت رفته
 باز آمدہ و از جانب شریف مکہ بطور رسالت کا فذے مملو از ہند
 نصائح بود و در میان نامہ سورہ واقعہ بخط کوفہ موقوف بود کہ مطابق
 مضمون ہمیں سورہ عمل باید کرد۔ پس یوز آسپ بجا رفت و مراقتت
 سید موصود نام خود را درین دیار بسپرد فقط و از مرقد شریف
 او ایما کے نوشت کہ ذافی تاریخ حسن۔ و اہل تشیح اعتقاد میدارند
 کہ یوز آصف از احفاد حضرت امام جعفر صادق است رضی اللہ عنہ
 موجب آن در مقبرہ مذکورہ آمد و رفت میدارند و در کتاب سوانح
 عمری کہ بزبان عربی است مرقوم است کہ یوز آصف مذکور راجہ زادہ
 بود ساکن مقام شولاپت از وطن مالوفا خود سیرکنان در کشمیر رسیدہ
 بعد توقف در آنجا انتقال نمود و در محلہ آئزمرہ مدفون شد و غسل
 آئزمرہ از محلہ خانپار و از مقام روضہ بل محلہ جداگانہ جانب غرب
 واقعہ است فقط۔ و نیز میگویند کہ در وقت راجہ گوپا شد کہ حاکم این
 شہر بودہ از جانب سوراخ دیوار مغربی زیارت گاہ موصوف بویٹے
 نافہ مے آید زنی برائے زیارت آیدہ بچہ شیرخوار ہمراہ او بود۔ او
 بول کرد و در سوراخ رسید بویٹے نافہ ازاں وقت باز نیامدہ۔ زن
 مذکورہ دیوانہ شد۔ فقط۔ باید دانست کہ ہر گاہ کہ از روئے قطع
 یقین میگویند کہ در مقبرہ مذکور پیغمبر کے از پیغمبران باقیمند حضرت

عیسے روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مدفون است بگمان
 این کہ ترجمہ عیسے بزبان سریانی یوز آصف است محض کذب وافتراء
 و بہتان صریح است لایعتبار قولہ و یقصدیل و عواکہ عند
 علماء اہل السنۃ و الجماعۃ مطلقاً و بعینے مے گویند کہ سنگ
 تربت مذکورہ علامت و نشانہ قبر خلیفہ ایشان است واللہ اعلم
 بحقیقۃ الحال :

(نوٹ ۱)۔ اس کتاب میں مذکورہ بالا مضمون حضرت مسیح موعود
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے بعد لکھا گیا ہے۔ اس واسطے اس
 میں مخالفانہ طرز اختیار کیا گیا۔ جیسا کہ علماء اسلام پہلے جمعہ کے خطبوں
 میں پڑھا کرتے تھے۔ موسیٰ کجا عیسے کجا۔ یعنی ہر دو فوت ہو گئے مگر اب
 انہوں نے خطبوں میں یہ پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ اور اناجیل کی جن آیات
 پر حضرت مسیح موعودؑ نے اعتراض کئے تھے۔ عیسائیوں نے انہیں
 میں سے وہ آیات ہی خارج کر دی ہیں۔ یا ان کے الفاظ بدل ڈالے
 ہیں)

۶۔ قلمی کتاب و مجری التواریح کے صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے۔

۷۔ مسید نصیر الدین مقبرہ میر درعدہ غائبانہ کہ بروصنہ بل مشہور
 است واقع شدہ گویند در آستانہ قیر یوز آصف پیغمبر است کہ یکے از
 سلاطین زادہ در اینجا آردہ براہ زہد و کتول سے نشانہ است بر سالت مردم
 کشمیر سبوت شد۔ بہ عوتہ ملائکہ اشتغال فرود مگر بندہ در اس وقت راجہ
 گوپا ند فرماندہ اسے این شہر بردہ در سوراخ دیوار مغربی زیارت گاہ
 موسوف بکے نافہ سے آید

کشمیر میں قبر موٹے

کتاب وجیز التوارخ قلمی کے صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے۔ سنگ بی بی از عارفات معروفہ بود۔ در ریاضت گوئے از مردماں ر بود۔ نزدیک مقبرہ او مکانے است مشہور بقبر موٹے ر یہ مقبرہ علاقہ بانڈی پور میں ہے۔

۸۔ ایک قلمی تارخ کی شہادت

حضرت سید زین العابدین شاہ صاحب جب ۱۵۳۲ء میں کشمیر آئے تھے۔ تو انہوں نے ایک شخص کے پاس ایک عربی تارخ قلمی کتاب دیکھی تھی۔ جس میں یوز آسف کا ذکر ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ وہ ایک شیخ کبیر تھا۔ جس کا نام یوز آسف تھا۔ جو باہر سے کشمیر میں آیا۔ اور اہل کشمیر کو وعظ و نصیحت کرتا۔ اور اس کی نصیحت سے لوگوں نے سبکی اختیار کی۔ اور وہ بیمار یوں کہ اپنی دعا سے صحت ویتا تھا شروع شروع میں وہ بہت نعلین رہتا تھا۔ لیکن قریباً ۵۵ سال اس ملک میں رہنے اور بہت اہل کشمیر کی اصلاح کے بعد اس کے ہوم نفس دور ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کتاب کے ان دو صفحات کا وزن میں یہ باتیں لکھی ہیں فو اڑے لیا تھا۔ اور وہ فوٹو حضرت شاہ صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ جب کشمیر آیا۔ اس کے اٹھ اور پاؤں متورم رہتے تھے۔ مگر بعد میں اچھے ہو گئے۔ غالباً یہ صلیبی سجنوں کا اثر تھا۔ جو ابتدا میں ہاتھی تھا۔ اس میں یہ لکھا ہے۔ کہ اس کے دس جواری تھے۔ دس غالی اس واسطے کہ پطرس پتھیرہ لیا۔ اور یہود اسکر یوٹی نے خود کشی کر لی تھی۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے

کہ ان دس حواروں کو نہ لایا۔ یعنی پتسمہ دیا۔ اور کہ وہ بیماروں کو دغا سے شفاء دیتا تھا۔

۹۔ کتب سنکرت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

ہندوستان آنے کا ذکر

ہمارے عزیز نوجوان بابو فتح محمد شرافا منل سنکرت کراچی سے

اپنے ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء کے خط میں تحریر فرماتے ہیں:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
سُحْرَةُ وَنَصْلِ عَلِيِّ رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

قبول جناب حضرت مفتی محمد صادق صاحب دام ظلکم:-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:-

عرض ہے کہ مسیح کی آمد ہندوستان کا مندرجہ ذیل ثبوت ہندو

کتب سے ملتا ہے۔ جو یہ ہے:-

۱۔ ایک بار شک دیش کا راجہ شالیان ہن ہمالہ کی چوٹی پر گیا۔ تو اس طاقتور راجہ نے ہون دیش کے نیچے میں ایک پہاڑ پر بیٹھیں ہوئے ایک گورے رنگ والے سفید کپڑے پہنے ہوئے انسان کو دیکھا۔ راجا نے اس سے پوچھا۔ آپ کون ہیں۔ وہ خوش ہو کر بولا میں کنولاری کے گرجہ سے پیدا ہوا خدا کا بیٹا ہوں۔ ایشور کی مورتی ہر دے میں پراپتا ہونے کے کارن میرا عیسیٰ مسیح یہ نام مشہور ہے۔

دیوشیہ پرانی پوتی برگ کھنڈ ۴-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰

(۱۰) ایک ہندو تصنیف سے ہمارے خیال کی تائید

ایک اور بات قابل ذکر یہ ملی۔ کہ ایک رامائن کی کتاب کسی ہندو

نے لکھی ہے۔ اس میں ایک جگہ یہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ مسیح جن

کا ڈھکا آج بڑے زور سے بچ رہا ہے۔ وہ بھی تحصیل علم کے لئے ہندوستان میں ہی آئے تھے۔ اخبار نائن نینتھ سینچری اکتوبر ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۵۱ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ کہ ایک روسی سیاح ایچ ٹوٹو وچ کو تبت کی خانقاہ مقام ہمس میں ایک کتاب ملی ہے۔ جو یسوع مسیح کی سوانح عمری ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ وہ ہندوستان میں براہمنوں اور بدھ پجاریوں سے تعلیم پاتا رہا۔ اسی طرح سندھ کے قدیم مکان کھودنے سے بھیہنگٹن صاحب کو عبرانی زبان میں ایک بائبل ملی تھی جس میں لکھا تھا۔ کہ عیسیٰ مسیح نے ہندوستان میں تعلیم پائی اور قدیم ہندوستان (ہندوستان) راناٹن لپٹز ٹاؤل (۱۸۳۱ء)

المسیح کی نامعلوم زندگی

نکولس ٹوٹو وچ ایک روسی سیاح تھے جو ۱۸۳۱ء کے قریب ہندوستان سے ہوتے ہوئے کشمیر اور گلگت سے گذر کر لداخ پہنچے اور وہاں بیچارہ کہ بدھ مذہب کی ایک خانقاہ میں کئی ماہ رہے جہاں بدھ مذہب کے علماء انہیں اپنے کتب خانہ میں سے پرانی کتابیں ترجمہ کر کے سنایا کرتے تھے۔ ان میں انہوں نے عیسیٰ کے حالات پڑھ کر سنائے۔ جو بالکل مسیح نامہری کے حالات تھے۔ اس کتاب کا ترجمہ کر کے وہ سابقہ سے گئے۔ اور فرانسیسی زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا ترجمہ انگریزی میں بھی شائع ہوا۔ اس کتاب کا

نام ہے۔

The unknown Life of
Jesus Christ

یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی۔ اس کتاب سے ظاہر ہے کہ یسوع چھوٹی عمر میں اس طرف آگیا۔ اور جب تیس سال کے قریب عمر کا ہوا تو واپس فلسطین گیا۔ اور یہی سبب ہے کہ اناجیسیل اربعہ میں اس کی زندگی کے ابتدائی تین سالوں کا ذکر ہے۔ اور اس کے بعد آخری تین سالوں کا ذکر ہے۔ درمیان کے ستائیس سال کی بابت اناجیسیل بالکل خاموش ہیں اس کتاب کا اب اردو زبان میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔

اس مضمون پر خان بہادر غلام محمد صاحب کے نام ان کے ایک دوست کا خط قابل اندراج ہے۔ اس واسطے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بحمدہٗ یفعلی علیٰ رسول اللہ الیم

پیارے خان صاحب سلام اللہ تعالیٰ علیہ

وعلیکم السلام۔ مجھ کو آپ کا نوازش نامہ ۱۵ فروری کا آج ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو ضلع فیروز پور کے ایک صحرائی مقام پر ملا ہے۔ وہ اتنی میں نے لداخ کے قیام کے زمانے میں دیا کہ پرانے حالات دریافت کرنے میں بہت کچھ کوشش کی۔ اور بہت سامواد جمع کیا۔ اور بودھی زبان کی بہت سی پرانی کتابیں جمع کیں۔ چنانچہ منجھان ان ہی کتب قدیم کے وہ نمونے گرہہ والی کتاب کی اصل کاپی تھی۔ ترجمہ کو میں نے بھی لکھا تھا۔ یہ اصل کتاب سے بہت کچھ مختلف تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نامہ صریح کی زندگی کے اکثر حالات اور اس علاقہ میں آنا اس کتاب سے ثابت ہوتا تھا۔ اور جو سب تحریر اس کتاب کے میں نے اس درخت اور تالاب کا پتہ لگایا جو لداخ سے لاسٹہ کو جانے ہوئے بہت دور جا کر راستہ میں آتا ہے۔ حاصل کلام میں ان سب معلومات کو ساتھ لے آیا

کیونکہ مجھ کو ان علاقوں کی زبانوں کا حال اپنی تاریخ بڑا انس بہا ایسی
تھنا تھا۔

بندہ آپ کی خدمت میں چند دفعہ گلگت اور بونچی میں حاضر ہوا
تھا۔ اور وہاں بھی اپنے جنون کی تحقیقات میں رہتا تھا۔ مجھ کو حضرت
علیؑ علیہ السلام تاریخ کے نئے حالات سے بہت دلچسپی ہے لیکن
سب کچھ ضائع کر بیٹھا۔ ویسے علاقہ تربت میں آنا پر اسے بوڑھوں
کے زبان زد بھی ہے۔

اور جس تالاب اور درخت کا میں نے چہ و چاہے یہ لاسہ کے
راستہ میں ہے۔ جس کو حاجی صاحبان کے اکثر ممبر جانتے ہیں۔
اور حاجی غلام محمد صاحب مرحوم ان حالات سے زیادہ واقف تھے۔ بلکہ
لاسہ کے راستہ میں اس درخت اور تالاب کا پتہ بہت مفصل ان ہی
صاحب سے لانا تھا۔ جو میں نے نوٹ کیا ہوا تھا۔ لیکن ہے۔ کہ حاجی عبدالرشید
صاحب ان حالات پر روشنی ڈال سکیں۔

(فاکسار نظام الدین گورنمنٹ مشنر مقام نونار ضلع سیالکوٹ)

۱۱۔ انجیل فتح پر صلیب

مصر کی عیسائی فائقوں میں سے ایک پرانی انجیل نقل تھی۔ جو
مصر سے اٹلی اور اٹلی سے جرمنی اور جرمنی سے امریکہ پہنچی۔ وہاں انگریزی
میں ترجمہ ہو کر شائع ہوئی۔ اور اس کا نام ہے۔

The Crucifixion by an Eyewitness

واقعہ صلیب کی چشم دید شہادت

اس کتاب کو حضرت میاں معراج الدین صاحب رئیس لاہور نے اردو

میں ترجمہ کر کے مارچ ۱۳۱۹ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب فرقہ ایسی نیز کے ممبر نے لکھی۔ جو واقعہ صلیب کے وقت موجود تھا۔ اور اس میں صاف اقرار کیا گیا ہے۔ کہ مسیح صلیب پر مرانہ تھا۔ بلکہ بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتارا گیا۔ اور ایک کھلی غار نما قبر میں رکھا گیا اور دوستوں کی توجہ اور کوشش سے آہستہ آہستہ ہوش میں آ گیا۔ گویا دوبارہ زندگی پائی۔ اور چند روز دوستوں کے پاس رہ کر کسی ملک کوچلا گیا :

بانیہ

متفرق تائیدی شہادیں

۱۔ تولیت نامہ قبر یوزہ آسف

یہ تولیت نامہ ڈیڑھ سو سال سے قبل کا لکھا ہوا۔ آج کل ایک قصاب کے قبضہ میں ہے۔ جس کا نام عمدہ غنائی ہے۔ اور محلہ خانیار میں رہتا ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منبر ہے۔ اس تولیت نامہ کا نوٹ ملاحظہ ہو۔ اس میں صاف لکھا گیا۔ کہ یہ ایک نبی کی قبر ہے جو راجہ گوپانند کے زمانہ میں منہرستان آیا تھا۔ راجہ گوپانند کا زمانہ عموماً حضرت عیسیٰ سے بھی قبل بتایا جاتا ہے۔ مگر ان تاریخوں کا تقرر

قیاسی ہے۔ اور اس میں دو چار صدیوں کا فرق ایک معمولی سے بات ہے۔ اور دیگر روایات سے اس شہزادہ نبی کا زمانہ انیس سو سال کے قریب بتلایا جاتا ہے۔ پس یہ نبی سوائے حضرت عیسیٰ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس تولیت نامہ کی اصل عبارت بزبان فارسی درج ذیل ہے:-

۱۱۹۰
خادم شرع محمدی مفتی
ملا فاضل

دریں ولا در محکمہ علمیہ عافیہ دارالعدالت فقہایا حاضر آمدہ مسمی رحمان خان ولد امیر یار گورکھ پور حال یہیں سنہ کہ زیارت شریفین یوز آصف پیغامبر علیہ السلام مرقدیکہ مشتعل بر صرف امراد و وزراء و سلاطین و رؤسا و خواہم و خواص براہ نذر و نیاز مرشدان را کالینشا و بعد حقدار است۔ دیگر آن را از داخلت امتناع بود بعد اخذ شہادت ہچنین ثابت شد کہ در عہد حکومت راجہ گوپا چند کہ بانی عمارت کوہ سلیمان و بیت غانہا بسیار است ششھے مزاحضی یوز آصف نام پادشاہ زاود سنہ دستمان کہ تارک دنیا شدہ متورخ و مفرد است۔ روز و شب از ریاضت و عبادت خداوند تعالیٰ مخمے آسود۔ اکثر در خلوت میگزارند تا آنکہ بعد فرود شدن آب طوفان نوح کشمیر آباد شدہ بود و مردمان ہمگی و بت پرستی اشتغال و روز دیدند۔ یوز آصف پیغامبر بر رسالت مردمان کشمیر مبعوث شدہ۔ براہ توحید میخواند تا سال اجلیش در رسید و مہات یافت کہ دریں زمان با سہم رو ہنہ بل مشہور است بسال الحمد ہجری سید نصیر الدین

از اولاد امام موسیٰ علیٰ رضی اللہ عنہما است۔ بجوار یوز آصف تدفین گزید چونکہ
زیارت گاہ مرجع خواص و عوام است و رحمان خان مذکور از قدیم
نسلاً بعد نسل خادم زیارت گاہ است ہمیں قدر کہ عالی و اسافل نذر
دنیاز میرسد۔ دسے را حقدار است و دیگران را استحقاقے ورثے
نیست۔ لہذا وثیقہ ہذا سند باید کہ المرقوم الرجمادی الثانی ۱۱۹۲ھ

العبدہ
مہری فقیر بابا محمد اعظم، عبدالشکور، مہری محمد اکبر، مہری محمد اعظم

خادم درگاہ۔ مہری محمد اکبر۔ مہری حافظ احسن اللہ۔ مہری رضا اکبر

العبدہ
نشان قائم شاہ۔ نصر محمد۔ مہری عطا

۲۔ یسوی

یسوی کشمیریوں کی ایک قوم کا نام ہے۔ شیخ قائم یسوی بابا
محمد ولی یسوی اور کئی ایک ولی اس نام کے ہوتے ہیں۔ جن کے نام
درج کتب تواریخ بھی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یسوی سے یگڑ کر یا
اختصار ہو کر یسوی لفظ بن گیا

۳۔ خانہ دامادی کارواج

خانہ دامادی کارواج کشمیر میں عام ہے۔ بسا اوقات خانہ داماد
کے ساتھ میعاد بھی مقرر کی جاتی ہے۔ کہ کتنا عرصہ خسر کے گھر رہیگا۔ یہ رسم
بھی بنی اسرائیل سے کشمیریوں میں آئی ہے۔

۴۔ نیگائیاں

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت
بنو اسرائیل یفتسلون عورتاً یفتظر بعضهم الی بعض
بخاری شریف کتاب الفسل۔ باب من اغتسل عریاناً وحده
من الخلوۃ ومن تستر فالفتسل والغسل
ص ۱۱ مطبوعہ مصر جلد اول۔

ترجمہ حدیث بخاری شریف۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل ننگے نہاتے اور ایک دوسرے کو بے حجاب دیکھتے۔
کشمیر کے دوستوں سے معلوم ہوا۔ کہ ان کشمیریوں کی یہی عادت
چلی آئی ہے کہ مرد عورت سب ایک جگہ ننگے نہاتے ہیں۔ اور اس
بات کے کچھ شرم نہیں کرتے۔

مولوی فاضل غلام احمد صاحب ایڈیٹر اخبار اصلاح اپنے خط
مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں لکھتے ہیں۔ بخاری کی ایک حدیث ہے۔
کہ بنی اسرائیل ننگے اور کٹھے نہایا کرتے تھے۔ کشمیر میں یہ رسم عام راج
ہے۔ اور اس کو بیچوب نہیں سمجھتے۔ ننگے نہاتے ہیں اور لکھتے۔
۵۔ ایک یہودی عالم کی بیانی ہوئی علامت

مشرق قبل ایک یہودی عالم ہیں۔ جو یسعی میں رہتے ہیں۔ پہلے
ایک یہودی درسگاہ کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اب پنشن لے چکے ہیں میں
نے بی۔ اے کے امتحان میں جب عبرانی لی تھی۔ تو وہ ممتحن تھے۔ اس
وقت سے ان سے تعلقات ہیں۔ اب میں نے انہیں خط لکھا۔ کہ کیا
آپ اس مسئلہ پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا

کہ ایک علامت ایسی ہے۔ کہ جس سے اس امر کا فیصلہ باسانی ہو سکتا ہے۔ یہود اپنے مذہبی حکم کے لحاظ سے کھانے میں گھی۔ مکھن یا چربی کا تڑکا نہیں لگاتے۔ صرف تیل کا تڑکا لگاتے ہیں۔ اور اگر وہ کسی دوسرے ملک میں چلے جائیں۔ تب بھی یہ بات بطور عادت ان میں قائم رہتی ہے۔ آپ دریافت کریں۔ کہ کشمیری کس چیز کا تڑکا لگاتے ہیں۔ اور میں نے جب اس کی تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ تیل کے سوا کسی چیز کا تڑکا نہیں لگاتے۔ جو ان کے یہودی النسل ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔ مولوی محمدانی صاحب ایک کشمیری لیڈر ہیں۔ موجودہ سیاسی تحریک میں انہیں حدود کشمیر سے گل جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اب پھر واپسی کی اجازت ملی۔ تو میں ان سے ملنے گیا۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا حال ہے۔ کہنے لگے۔ کہ اس طرف سب گھی کا تڑکا لگاتے ہیں۔ اس لئے میں بیمار ہو گیا ہوں۔ توتیل کا تڑکا کشمیریوں کا تو می رواج ہو گیا ہے۔ اور امیر و غریب سب تیل ہی کا تڑکا استعمال کرتے ہیں۔ اور اس طرح مسرحہ قبیل کی بتائی ہوئی علامت کشمیریوں میں موجود ہے۔

۶۔ بھائی کی بیوہ سے شادی کرنا رواج

کشمیر میں یہ رواج عام ہے۔ کہ ایک بھائی کے مرتے پر دوسرا اس کی بیوہ سے شادی کر لیتا ہے۔ یہ رواج بھی بنی اسرائیل سے ان میں آیا ہے۔ کیونکہ توریت میں یہ حکم ہے۔ کہ تو اپنے بھائی کے لئے اس کی بیوی سے نسل چلا۔ اور بنی اسرائیل میں اس کا رواج عام تھا۔

۶۔ قبر عیسیٰ کے متعلق شہادت منشی ظفر احمد رضا

محرمی اخویم حضرت منشی ظفر احمد صاحب ساکن کپور تھلہ حضرت مسیح موعود و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خدام اولین سابقین میں سے ہیں۔ ان ایام سے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے والوں میں سے ہیں۔ جبکہ حضرت صاحب کا کچھ دعوت سے بھی نہ تھا۔ اور براہین احمدیہ کے مسودات لکھے جاتے تھے۔ ابتدائی ایام میں وہ اکثر قادیان میں رہتے۔ اور نہ ہیانہ اور امرت سر اور لاہور کے سفر دں میں اکثر حضرت صاحب کے ساتھ رہتے۔ آجکل ریاست کپور تھلہ کی ملازمت سے پیش لے کر کپور تھلہ میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کی زیادتی سے اور صحت کی بحالی سے جماعت کو متمتع کرتا رہے آمین۔ ان کی تصویر ملاحظہ ہو۔

قبر عیسیٰ کے متعلق شہادت منشی ظفر احمد رضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
تخلص: -

سال ۱۹۱۶ء میں کترین اور منشی محمد عظیم صاحب حال پیشتر اسٹنٹ میجر اودھ بہراہی دیوان سریشتر داس صاحب چیف جج ہائیکورٹ حال ہوم منسٹر پھلوور بارا وہ سیر کٹھیر جموں سے پایادہ منزل بمنز ل سری نگر پہنچے۔ راستہ میں ویرسی ناگ دو تین دن تک قصبہ ویرسی ناگ میں ایک سپید صاحب جاگیر دار ریاست رہتے ہیں۔ انہوں نے ہماری دعوت کی۔ جن کے مکان پر ہم گئے۔ سپید صاحب ذی علم خاندانی آدمی ہیں۔ اور ان کے یہاں کافی کتب خانہ ہے۔ ان سے میں نے دریافت کیا۔ کہ آیا سری نگر میں کوئی مزار کسی نبی کا ہے۔ انہوں نے

نے فرمایا کہ ایک پرانا مزار محلہ خانیار میں ہے۔ جو عیسیٰ صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ اور ایک پرانی قلمی تاریخ کشمیر میں ان کے حالات درج ہیں۔ اور وہ کتاب ہمارے کتب خانہ میں شاید ہو۔ مگر اب مدت سے دیکھی نہیں۔ پھر ہم سرہی نگر پہنچے۔ اور چند روز کے قیام کے بعد خاکسار اور منشی محمد عظیم صاحب موصوف بناد برزیارت مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام محلہ مذکورہ میں گئے۔ راستہ میں چند آدمیوں سے دریافت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مزار انٹریٹ کہاں ہے۔ تو ہر ایک یہی کہتا رہا کہ یہاں کوئی قبر عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں۔ پھر ایک شخص دوکاندار کو درسختی سے کہا۔ اور اس نے یہ معلوم کر کے کہ یہ ریاست کپور تھلہ کے اہلکار ہیں۔ تاہم دوکان پر سے اٹھا اور ہمارے ساتھ نشان دینے کے لئے چلا۔ اس نے راستہ میں بتلایا۔ کہ دراصل یہ ایک نبی کی قبر ہے جس کو عیسیٰ کی قبر بتاتے ہیں۔ سگواب چند روز سے یہاں علماء نے آکر وعظ کیے۔ اور سختی سے روکا۔ کہ کوئی شخص آئندہ اس قبر کو عیسیٰ صاحب کی قبر ظاہر نہ کرے ورنہ اس کا ہائیگاٹ کیا جائے گا۔ اس وقت سے ہم لوگ بوجھ و برداری اس قبر کا پتہ نہیں دیتے۔ پھر وہ ہم دونوں کو مزار شریف پر لے گیا۔ اس وقت وہاں پر ایک ضعیف العمر عورت مجاورہ تھی جس کی عمر سو برس کے قریب ہوگی۔ اس نے از خود ہی بتلایا۔ کہ یہ یسوع مسیح کی قبر ہے۔ یہ نبی اللہ کی قبر ہے۔ جو دور دراز ملکوں سے قابل ہوتے ہوئے یہاں آئے۔ اور یہاں پر سپند و افضا کھرتے رہے۔ اس کو شہزادہ نبی بھی کہتے ہیں۔ عیسیٰ صاحب بھی کہتے ہیں

یسوع مسیح بھی کہتے ہیں۔ غرض کہ اس نے طول و طویل حالات بیان کئے۔ جو اب یاد نہیں رہے۔ وہ حالات سن کر جب ہم مقبرہ کے اندر جانے لگے۔ یعنی فاتحہ خوانی کے لئے تو اس آدمی ہمراہی نے روکا۔ کہ نبی اللہ کی قبر ہے۔ اندر گنبد کے نہیں جانا چاہیے۔ مگر ہم نے اندر جا کر فاتحہ پڑھی۔ تعویذ اُوپر ہے۔ مگر اصل قبر تہ خانہ میں ہے۔ لیکن اس میں اندر جانے کے لئے اب راستہ بند ہو گیا ہے۔ اس وقت ایک بڑا روزن ناقابل گذر انسان تھا۔ وہاں کے آدمی یہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ اس میں سے تو شب بوقتی آتی تھی۔ یہ حالات ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر بخلت تحریر کرتے ہیں: ۲۶ نومبر ۱۹۳۷ء

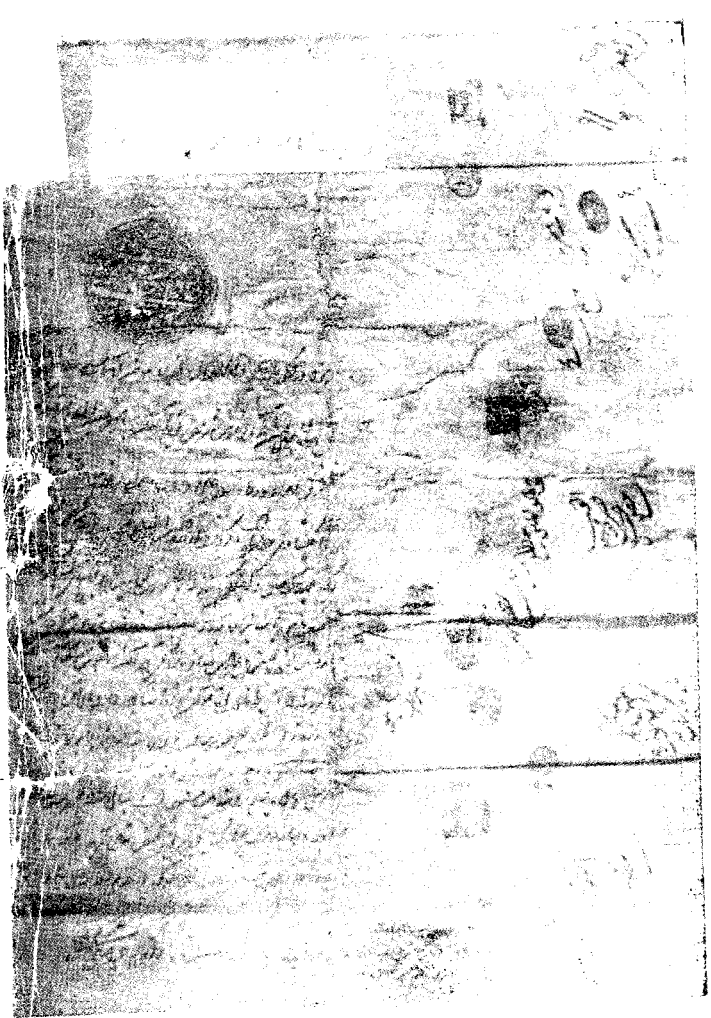
بتدہ محمد عظیم نائب ناظم منظر علاقہ ادوہ۔

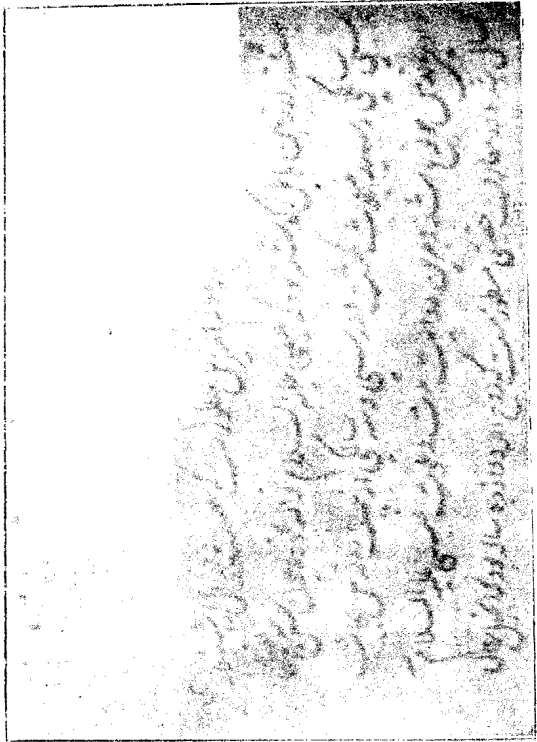
خاکسار ظفر احمد پشتر جسٹرار ہائیکورٹ کپور تھلہ۔

چونکہ سری نگر میں قریباً ایک ماہ یا زائد میں رہا۔ اس لئے تنہا میں کئی دفعہ مزار شریف گیا۔ اور وہاں جا کر کچھ عرصہ بیٹھتا تھا۔ ایک دفعہ میں وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ تو یکایک میں نے دیکھا۔ کہ بڑا دریا بہ رہا ہے۔ اور گویا یہ مزار لپ دریا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ چونکہ نبی اللہ کا مزار شریف ہے۔ اس لئے ان کے فیضان روحانی کو دریا کی صورت میں مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت ایک خاص سرور اور لذت مجھ کو محسوس ہوتی تھی۔ پھر وہاں سے وہاں ہی کے وقت ایک دو منزلہ مکان میں زیرین مکان جو شہت گاہ تھا۔ مولوی عبد اللہ صاحب کبیل جو افسوس ہے کہ اب غیر میاں بنے ہیں، درس قرآن مجید کا دے رہے تھے۔ اور سامعین کا اچھا مجمع تھا۔ مولوی صاحب ترجمہ اور تفسیر

کشمیری زبان میں کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ کو دیکھ لیا۔ اور بڑی محبت سے اٹھ کر بغلیں پر ہوئے۔ اور اصرار کے ساتھ مجھ کو ٹھہرا لیا۔ میں پنڈت رام رتن صاحب جو پونچھ کے وزیر رہ چکے ہیں۔ ان کی کوشلی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ بہر حال مولوی صاحب نے مجھ کو رات بھی جانے نہ دیا۔ اور بڑی تواضع سے پیش آئے۔ اور رات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق سلسلہ کلام رہا۔ اور میں نے دیکھا کہ باوجود عالم ہونے کے وہ خاموش ہو ہو جاتے تھے۔ اور ان کے پاس موائے مولوی محمد علی صاحب کے تار بچوں کے فلاسفی ایجاد بندہ کے اور کچھ نہ تھا۔ یا تاخر میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ ان الہامات کو مانتے ہیں۔ جن میں نبی اور رسول کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں ان کو خدا کی خالص وحی جانتا ہوں اور ان پر میرا ایمان ہے۔ میں نے کہا۔ کہ خدا کے کلام کو آپ قبول اور عیب بھی مانتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ نعوذ باللہ میں نے عرض کیا۔ کہ ایک شخص نہ بنی ہے۔ نہ رسول ہے۔ مگر خدا تعالیٰ ان کو نبی اور رسول کر کے مخاطب فرماتا ہے۔ اس کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے۔ فرمانے لگے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی ماننے بغیر چارہ نہیں۔

میں نے دوران گفتگو میں ان سے یہ بھی کہا تھا۔ کہ قرآن کریم میں جہاں یا ایھا الناس یا ایھا الذین آمنوا ذکر کر کے مخاطب کیا گیا ہے۔ آپ کے مسلک کے مطابق ان سے مراد آدمی یا مومن نہیں ہیں۔ غرض کہ ساری رات اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی۔ مولوی صاحب میں سے شک یہ خوبی تھی۔ کہ وہ جلد ہی مان جاتے تھے۔ ماں میں یہ





مجمول گیا مجھ کو مولوی عبداللہ صاحب نے بتایا۔ کہ پورانی تاریخ
 کشمیر میں لکھا ہے کہ اس جگہ دریا تھا۔ ادر یہ مزار لپ دریا واقعہ
 تھا۔ جیسا کہ مجھے وہاں رؤیا ہو۔ (ظفر احمد)
 منشی محمد عظیم صاحب جن کی شہادت اور پرورج ہے غیر حویلی
 ہیں۔ (صادق)

مولوی فاضل عبدالواحد صاحب کا خط

۸۔ اقوام کشمیر کے نام اقوام یہود کے ناموں سے ملتے ہیں۔
 مولوی فاضل عبدالواحد صاحب مبلغ بھدر واہ اپنے خط
 مورخہ ۱۹ ستمبر میں عاجز کو لکھتے ہیں۔
 کشمیر کی اقوام میں بنی اسرائیل کی دو معروف قومیں ابھی
 تک بحیثیت موجود ہیں۔ ایک لاوی۔ آسنور کے متصل موضع منترگام
 میں اس قوم کے کئی گھرانے ہیں۔ اسی طرح باقی کشمیر میں بھی منتشر
 ہیں۔ ان میں سے شعبان لاوی احمدی ہے۔ یہ لوگ لاوی بن
 بنی یعقوب علیہ السلام کی اولاد معلوم ہوتے ہیں۔
 ۹۔ سید زین العابدین صاحب کی شہادت

حضرت سید زین العابدین صاحب پر و فیسرا یوبیہ کالج
 واقع بر و شلم و پرنسپل سلطانہ کالج دمشق جو بہت عرصہ بلاد
 فلسطین اور شام میں رہ آئے ہیں۔ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ جب میں مرشد
 کے گلی کوچوں میں پھرتا ہوں۔ تو بسا اوقات مجھے ایسا خیال ہوتا
 ہے کہ میں شام میں ہوں۔ ہر دو ٹکوں کے گلی کوچوں کا طرز بالکل ایک جیسا

۱۰۔ مہاراجہ رنیر سنگھ کا قول

حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ روایت کیا کرتے تھے۔ کہ جب ہم جموں میں مہاراجہ رنیر سنگھ کے پاس ثناھی طیب تھے۔ تو کشمیریوں کے حالات معلومی پر رحم کھا کر بعض دفعہ مہاراجہ کے پاس بطور سفارش کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اور حرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ تو مہاراجہ کہا کرتے تھے۔ مولوی صاحب! آپ کو معلوم نہیں۔ یہ وہ قوم ہے۔ جس نے اپنے بادشاہ کی بغاوت کی تھی اور اس بادشاہ نے انہیں بطور سزا کے ان کے ملک سے نکال کر یہاں بھیجا۔ یا۔ جلیسا کہ انگریز بھاری مجرموں کو کاسے پانی بھجوتے ہیں۔ چونکہ ہمیں اس وقت اہل کشمیر کی تاریخ سے چنداں دل چسپی نہ تھی۔ اس واسطے ہم نے مہاراجہ سے کبھی یہ نہ پوچھا۔ کہ وہ بادشاہ کون تھا۔ جس نے اس قوم کو کشمیر کی دادی میں مقید کیا۔

غالباً قبل مسیح جب یہودیوں کو بعض مشرک بادشاہوں نے فلسطین سے خارج کر دیا۔ اس وقت بعض قومیں کشمیر کو بطور قیدی بھیجی گئیں۔ (مؤلف)

۱۱۔ ایک کشمیری مسافر کی شہادت

ہمارے محکم دوست چوہدری محمد حیات خان صاحب پٹنہ انسپکٹر پولیس و میونسپل کمشنر خافاً یاد رکھتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپ کی تقریر جلیبہ سالانہ میں سٹیج پر آپ کی خدمت میں ایک مختصر سائٹ لکھا تھا۔ شاہ

آپ تک نہ پہنچا ہو۔ آج پھر ان کشمیریوں کو دیکھ کر خیال آیا۔ کہ آپ کی خدمت میں عرض کروں۔ کہ یہاں شہر حافظ آباد میں میاں غلام رسول ولد غلام محمد۔ خالق محمد ولد نور محمد انوار کشمیری سکنائے اسلام آباد متصل سری نگر ایام سرا سے کام محنت مزدوری کرتے ہیں۔ میں نے بھی ان کو کچھ کام دیا۔ اور سری نگر پر دریافت کیا۔ کہ کیا کبھی آپ سری نگر گئے ہیں۔ یہ بات میں نے چند غیر احمدی اور ہندو زرگر کے سامنے دریافت کی۔ جو اب لا۔ کہ ہاں کئی دفعہ سری نگر گئے ہیں۔ دریافت کیا گیا۔ کہ شہر کے اندر جو قبریں ہیں۔ کسی کا کچھ پتہ ہے۔ تو بے تکلف انہوں نے جواب دیا۔ کہ قبریں تو بہت ہیں۔ مگر ایک قبر جو محلہ خانیاں میں ہے۔ بہت مشہور ہے۔ اس کو عیسیٰ بنی کی قبر کہتے ہیں۔ ان کی سادگی اور فوراً جو پایا کہ وہ غیر احمدی حیران رہ گئے۔ اور کہنے لگے کہ واقعی احمدی صاحبان بدانتہی کوئی بات نہیں کہتے۔ واقعی عیسیٰ کی قبر ہوگی۔ مگر ہم کیا کریں ہاں لوگ کچھ کرنے نہیں دیتے۔ چولہا باوانا تک صاحب کی طرح یہ بھی سچی بات معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ آپ ایک جدید کتاب جدید معلومات کے متعلق تحریر فرما رہے ہیں۔ اگر ممکن ہو۔ تو اس نوٹ کو بھی درج فرمایا جائے۔

(۱۳) حضرت خلیفہ نور الدین صاحب ساکن جموں

(ملاحظہ ہو فوٹو نمبر ۱)

حضرت خلیفہ نور الدین صاحب جن کو ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبر مسیح کے متعلق تحقیقات کے واسطے کشمیر بھیجا تھا۔ انہوں نے اپنے حالات جو عا جز کو لکھے ہیں۔ درج ذیل ہیں:-

میرے عمر اس وقت ۸۵ سال ہے۔ میں ابتداے جوانی میں گجرات میں رہتا تھا۔ اور اس وقت فرقہ اہل حدیث کا ابتدائی چرچا تھا۔ اور یہاں میں اس کی سخت مخالفت تھی۔ ان کی باتیں معقول پا کر میں بھی اہل حدیث میں شامل ہو گیا۔ ایک دفعہ سیال شریف جاتے ہوئے راستہ میں بھیرہ مولوی سلطان احمد صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ذکر کیا۔ کہ میرا بھائی نور الدین نام مکہ میں حدیث پڑھ رہا ہے اس طرح پہلی دفعہ میں نے حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح اول کا حال سنا۔ پھر جب میں نے سنا۔ کہ مولوی صاحب مکہ سے واپس بھیرہ آگئے ہیں۔ تو میں انہیں ملنے کے واسطے گیا۔ اور ان کے عقائد اور تحقیقی مسائل سے متفق ہو کر ایک غرضدان کے پاس رہا۔ اور پھر ان کے ساتھ ہی جموں آ گیا۔ جب حضرت مرزا صاحب کی خبر ملی۔ ان کی ملاقات کے واسطے قادیان گیا۔ ایک عرصہ رہا۔ جب حضرت مرزا صاحب نے بیعت لینی شروع کی۔ تو میں نے بھی بیعت کرنی چاہی۔ مگر حضرت مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا۔ کہ ہمارا داماد عبدالواحد ریپر مولوی عبداللہ صاحب غزنوی شہ امرت سہری) کو پہلے سمجھانا ضروری ہے۔ وہ بیعت کرنے والوں کی بات کو نہ سنے گا۔ تم ابھی بیعت نہ کرو۔ اور اسے سمجھاؤ۔ میں اسے سمجھاتا رہا۔ مگر اس نے نہ مانا۔ اور جب حضرت مسیح موعود صلی علیہ وسلم سے واپس آئے۔ تو میں نے بیعت کر لی۔ اس وقت کتاب نشان آسمانی نکلی گئی تھی۔

جب کشمیر میں ایک دفعہ سخت مہینہ ہوا۔ اس وقت میں سرنگر

میں ملازم تھا۔ میری ڈیوٹی لگی۔ کہ شہر کے مختلف حصوں میں پھیر کر لوگوں کو صفائی اور علاج وغیرہ کی طرف متوجہ کروں۔ اس وقت سرسنگر کے محلہ خانینار میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہاں ایک قبر ہے۔ جسے شہزادہ بنی بوڑا آسف کی قبر کہتے ہیں۔ اور بعض اُسے حضرت عیسیٰ بنی کی قبر بھی کہتے ہیں۔ میں نے حضرت مولوی صاحب کے اس بات کی رپورٹ کی۔ مگر وہ سن کر چپ ہو رہے۔ اس کے بعد جب حضرت مولوی صاحب قادیان آ گئے۔ اور ایک دفعہ اتفاقاً اس امر کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا۔ تو حضرت صاحب نے مجھے بلوایا۔ اور اس امر کی تحقیقات کے واسطے کشمیر بھیجا۔ اور مبلغ ہفتہ سفر خرچ کے واسطے دیا۔ جو میں نہ لیتا تھا۔ مگر حضرت صاحب کے اصرار پر بطور تبرک کے لے لیا۔ چار ماہ کشمیر ۵۶۰ آدمیوں کے دستخط کرائے۔ کہ یہ قبر حضرت عیسیٰ بنی کی ہے۔ جو یہاں انیس سو سال سے مدفون ہیں۔ دستخط کرنے والوں میں اس وقت کے علماء۔ تجار۔ پیشہ ور۔ امیر و غریب مسلم۔ ہنود ہر قسم کے اصحاب تھے۔

دقیقہ :- حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کے دو بیٹے ہیں عبدالرحیم و عبدالرحمن۔ عزیز عبدالرحمن بیمار رہتا ہے۔ احباب اس کی صحت کے واسطے اور عبدالرحیم کے ترقی اقبال کے واسطے دعا کریں۔ (صادق)

باب ششم

قبر علیہ کے متعلق چہ متفرق باتیں

۱۔ روایت از مولوی غلام محی الدین صاحب نقشبندی۔ مکتوب
۱۸ جون ۱۹۶۷ء :-

۱۔ خواجہ حسن شاہ نقشبندی مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ کہ یوز آسٹ
کی زیارت کے لمحق ایک کتبہ تھا جس پر کچھ عبرانی زبان میں تخریر تھا
اور وہ کتبہ لوگوں نے چھپا کر کہیں رکھا۔ اور زیارت کے غریبوں
ایک موری (سوراخ) تھی۔ جس سے خوشبو آتی تھی۔

(دستخط غلام محی الدین نقشبندی بقلم خود)

۲۔ محد خانیا پہلے جھیل براری نیل پر تھا۔ اس قبر کا نام عام
طور پر روضہ بل ہے۔

۳۔ روضہ بل پہلے پانی کے کنارے پر تھا۔ اب وہ پانی خشک
ہو گیا ہے۔

۴۔ تاریخ اعلیٰ میں یہ بات لکھی ہے۔ کہ اس قبر سے اوار نبوت
حاصل ہوتے ہیں۔

۵۔ کشمیر میں لفظ روضہ صرف انبیاء کی قبر کے واسطے استعمال ہوتا

ہے۔ اس واسطے یوز آسف کی قبر کو روشتہ بل کہتے ہیں۔ بل کے معنی جگہ۔ یعنی قبر نبی کا مقام انبیاء کے سوائے دوسرے بزرگوں کو کشمیری زبان میں آستان کہتے ہیں۔

۶۔ روشتہ یوز آسف میں دو قبریں ہیں۔ بڑی قبر خواجہ نصیر الدین کی ہے۔ اور چھوٹی قبر نبی صاحب کی ہے۔ اگرچہ یہ قبر اسلامی طریق پر مشرفاً مٹا ہے۔ مگر یہ قبر بعد کی بنی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ عمارت کئی دفعہ گری اور بنی اور یہ قبر چھپت کے اوپر بطور تعویذ کے ہے اصل قبر اس کے نیچے تہ خانہ کے اندر ہے۔ جو چاروں طرف سے بند ہے اور اس واسطے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تہ خانہ میں جو اصلی قبر تھی۔ اس کا رخ کس طرف ہے۔

۷۔ یوز آسف حضرت عیسیٰ ہی کا دوسرا نام ہے۔ یوز فارسی میں یسوع کی بجائے ہے۔ جیسا کہ انگریزی میں یسوع کا جی زس بن گیا فارسی کتب میں بھی یہ نام آتا ہے۔ ع
اے نام تو بوڑھو کرستو

آسف کے معنی عیرانی زبان میں جمع کرنے والے کے ہیں کیونکہ یسوع بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیلوں کو جمع کرنے والا تھا اور اس کا سفر کشمیر دراصل انہی گم شدہ قوموں کی تلاش میں تھا۔ اور وہ واقعہ صلیب کے قبیل بھی ثابت آچکا تھا۔ پس طبعا اسے اس طرف کے لوگوں سے ایک اُش تھا۔ اور فلسطین کے یہودیوں سے نا امید ہو کر وہ پھر اس طرف چلا آیا۔

۸۔ ملاحظہ ہو تو ٹوٹا جس میں مقبرہ عیسیٰ نبی دکھایا گیا ہے اس

میں بائیں طرف نیچے کے کونے میں جو سیاہ داغ ہے۔ وہ اس سوراخ کا نشان ہے۔ جو نیچے کے تہ خانہ اور اصلی قبر کی طرف جاتا ہے۔ وہ اس سوراخ کا نشان ہے۔ کہ پہلے اس میں سے خوشبو آتی تھی۔ اب بھی کشمیری لوگ جب اس قبر پر آکر فاتحہ پڑھتے اور دعا کرتے ہیں۔ تو اسی جگہ کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ میں اور ہمارے دوست عبداللہ خان احمدی فریم میکر اس مقبرہ کے اندر بیٹھے تھے۔ ایک کشمیری نے باہر اسی سوراخ کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنی شروع کی اور اپنی دعا کو یا نبی اللہ کے لفظ سے شروع کرتا تھا:

باب، مفہوم

کشمیری زبان کے الفاظ جو عبرانی الفاظ سے ملتے جلتے ہیں

میرے خیال میں اصل کشمیر کے یہودی الاصل ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے۔ کہ اس میں اب تک بہت سے ایسے الفاظ موجود ہیں۔ جو عبرانی زبان سے بالکل ملتے اور انہیں سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے مجھے یہ خیال اس وقت آیا۔ جب کہ لبنان کے ایک بازار میں مجھے ایک سیرین یہودی ملا۔ جو عبرانی زبان



کا ماہر تھا۔ اور اس نے مجھے ایشیائی لباس میں دیکھ ڈور سے کہا۔

اتوہ یہوداہ

(کیا آپ یہودی ہیں)

کشمیر میں دوسرے کو بلانے کے واسطے لفظ ہتویا اتوایسا عام ہے۔ کہ پنجاب میں لفظ ہنو کشمیریوں کا نام پڑ گیا ہے۔ جب کسی کو بلاتے ہیں۔ یہی لفظ بولتے ہیں۔ اور عبرانی میں بھی ایسا ہی ہے۔ اس کے بعد گذشتہ سفر کشمیر کے دوران میں میں نے لغات عبرانی کے چند نسخے جن پر میں نے عربی حروف میں عبرانی الفاظ لکھ دیئے تھے۔ اپنے نوجوان فاضل کشمیری احمدیوں میں تقسیم کئے۔ اور خود بھی کچھ کشمیری زبان سیکھی۔ اور عبرانی زبان میں پہلے جانتا ہوں ان دوستوں کی امداد سے قریباً ساڑھے تین سو الفاظ کشمیری زبان کے ایسے ملتے ہیں۔ چنانچہ وہ فہرستیں درج ذیل کی جاتی ہیں

۱۔ فہرست عبرانی و کشمیری الفاظ تیار کردہ جناب مولوی قاضی پیر محمد یوسف شاہ صاحب۔ اس فہرست میں اسٹی سے زائد الفاظ کو نمائت کیا گیا ہے۔ کہ وہ عبرانی اور کشمیری زبانوں میں مشابہ ہیں۔

(عبرانی) ہون۔ یعنی ناچیز جانتا۔ کشمیری زبان میں کتے کو کہتے ہیں۔ کیونکہ کتے کو ناچیز جانا جاتا ہے۔

(عبرانی) ادس۔ اُد پر والا کپڑا جس سے تمام بدن ڈھکتا ہے کشمیری زبان میں اُد پر والے کپڑے کو ڈاڈر کہتے ہیں۔ ڈ کشمیری لوگ بیچ اور س کے درمیان بولتے ہیں۔

(عبرانی) آب۔ یعنی باپ۔ کشمیری باپ اور بیٹ کہتے ہیں۔

(عبرانی) تِلَا یعنی بلند کرنا کشمیری قُتْلُن کہتے ہیں اور ن علامت
مصدر ہے۔

(عبرانی) آح یعنی دوسرا کشمیری بیاخ کہتے ہیں۔ یہاں ب اور ت
ذرا اکٹھے پڑھتے ہیں۔ عجبے اردو کا لفظ پیار۔

(عبرانی) نُوک یعنی نگوکنا۔ کشمیری نُوک نگوک کو کہتے ہیں۔
(عبرانی) فَلَاح یعنی چیرنا۔ کشمیری فَلَون کہتے ہیں۔ ن علامت
مصدر ہے۔

(عبرانی) زَمَنہ یعنی حرز مکاری۔ کشمیری میں بھی ہی لفظ مروج ہے
(عبرانی) هَو۔ یعنی وہ۔ کشمیری چ کہتے ہیں بدون واو۔

(عبرانی) قَمَل یعنی کھانا جانا۔ کشمیری قَمَلن کہتے ہیں۔ ن علامت
مصدر ہے۔

(عبرانی) قَوَا۔ یعنی آئی آنا۔ کشمیری قے کہتے ہیں۔
(عبرانی) قَدَسا۔ میلا ہونا۔ کشمیری کدورت کہتے ہیں۔

(عبرانی) قَلْب یعنی گنبد دار کوٹھڑی۔ کشمیری قَلْبہ کہتے ہیں۔
(عبرانی) صَنن۔ چھینا۔ کشمیری صَنن۔

(عبرانی) صَمَج۔ سوکھ جانا۔ کشمیری زَمَن۔ ن علامت مصدر ہے
قہ۔ ن اور ج کے درمیان پڑھتے ہیں۔

(عبرانی) صَمِن۔ بدبو۔ کشمیری صَمِن۔
(عبرانی) قُتت۔ توڑنا۔ کشمیری قُتُن۔ ن مصدر ہے۔

(عبرانی) عَوَقا۔ اڑھانا پرند کا۔ کشمیری عَوَقا کہتے ہیں۔
(عبرانی) عَیْر۔ عبور کرنا۔ کشمیری عَیْر۔

(عبرانی) سسرر۔ یعنی شہر پر کشمیری ایضاً شہر کہتے ہیں۔

(عبرانی) سسکت۔ کشمیری سکوت۔

(عبرانی) نقب۔ کھوکھلا کرنا۔ کشمیری بھی یہی لفظ اس جگہ بولتے ہیں

(عبرانی) نفش۔ کشمیری نفس

(عبرانی) نفق۔ کشمیری نفقہ۔

(عبرانی) نغمہ۔ پھونکا جانا۔ کشمیری پیٹ پھونکے کو کہتے ہیں۔

(عبرانی) نیور۔ افتادہ زمین۔ کشمیری اس افتادہ زمین کو چوٹھی

کہنے کے چرنے کو چھوڑ دی گئی ہو۔ نیور کہتے ہیں۔

(عبرانی) جبیر۔ نظر۔ دروں لفظ اسی طرح کشمیری میں استعمال ہیں

(عبرانی) تمصر۔ کشمیری۔ تماہ۔

(عبرانی) شفقہ۔ کشمیری گھاٹ ہیں۔ رستے والے کو شفقہ کہتے ہیں

(عبرانی) سفیل۔ سفیل۔ کشمیری میں کینہ کو سفیل کہتے ہیں۔

(عبرانی) شفظ۔ تقصیر۔ کشمیری شفقہ

(عبرانی) خطا۔ نذر۔ کشمیری خطا اور نذر بولتے ہیں۔

(عبرانی) صفار۔ چکنا۔ کشمیری صفہ

(عبرانی) عمالہ۔ یعنی بنیاد کھانگھا ہونا۔ کشمیری اس جگہ آرتھ کہتے ہیں

(عبرانی) فلس۔ بانٹ دینا۔ کشمیری فلن کہتے ہیں۔ فن علامت

مصدر ہے۔

(عبرانی) مسس۔ یعنی ڈبلا ہونا۔ کام کرنے کے بعد جو لاٹھی بدن پڑاری

ہو جاتی ہے۔ اس کو کشمیری مسس کہتے ہیں۔

(عبرانی) فاء۔ فوہ۔ یعنی پھونکنا۔ کشمیری پھونکسا کو فوہ کہتے ہیں۔

(عبرانی) بوم۔ بلند مقام۔ کشمیری بام کہتے ہیں مکان کے اوپر والے حصے کو :

(عبرانی) بوس یعنی رونداجانا۔ جو چیز روندی جائے۔ وہ ٹوٹ ٹوٹ کر چھوٹی چھوٹی ہو جاتی ہے۔ اس کو کشمیری بسن کہتے ہیں۔
(عبرانی) بند۔ تعمیر۔ گھرانہ۔ کشمیر میں یہی لفظ استعمال ہے۔
(عبرانی) جنرل۔ پھیلنا۔ کشمیری زل کہتے ہیں۔ اور مصدر میں ن زیادہ کرتے ہیں۔

(عبرانی) حرہ۔ مقابلہ۔ کشمیری منازعہ کو حرہ کہتے ہیں۔ اور حرل منازع کو کہتے ہیں۔

(عبرانی) حرہ۔ جلنا۔ کشمیری جلانے کی لکڑی کو حرہ کہتے ہیں۔
(عبرانی) تفس۔ پکڑنا۔ کشمیر پچھ کو تھفت کہتے ہیں۔

(عبرانی) سفہ۔ اپنے تئیں چھپانا۔ کشمیری سہیب۔
(عبرانی) کبسا۔ پھنسانا۔ کشمیری کور۔ مبداء۔ کشمیری گوڑ
(عبرانی) کوہ۔ کس طرح۔ کشمیری کوہ۔

(عبرانی) قبص۔ ناتھ سے پکڑنا۔ اور جو ناتھ سے پکڑنے کی جگہ ہو۔ اسے کشمیری میں قبضہ کہتے ہیں۔

(عبرانی) کبش۔ قبضہ میں لانا۔ کشمیری قبضہ۔
(عبرانی) قور۔ کو آں۔ کھی کشمیری۔

(عبرانی) تقور۔ تولنا۔ کشمیری میزان یعنی ترازو کو تقور کہتے

ہیں :

(عبرانی) توہ۔ پریشان ہونا۔ شاید اسی لئے کشمیری بھوسہ کو

توہ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ پیچھ کر تے وقت الگ ہو کر پریشان ہو جاتا ہے
 (عبرانی) شقص۔ مکروہ۔ نفرت۔ کشمیری ذلت کو شقص اور
 ذلیل کو شقص لہٰذا کہتے ہیں۔

(عبرانی) شقرد۔ بادشاہ کے تخت کا سائبان۔ کشمیری عام سائبان
 کو چھپر کہتے ہیں۔

(عبرانی) شال۔ عالم ارواح۔ شائد اس لئے کہ وہ رب کو گویا
 مانگتا یعنی بلاتا ہے۔ کشمیری دعوت کو سآل کہتے ہیں۔ شاید اس لئے
 کہ اس میں صاحب خانہ لوگوں کو بلاتا ہے۔

(عبرانی) سواق۔ لال رنگ۔ کشمیری سُرخ کہتے ہیں۔

(عبرانی) رصہ۔ رضا مندی۔ کشمیری رصہ۔

(عبرانی) رفا۔ رحمت کرنا۔ کشمیری رفا۔

(عبرانی) بکا۔ بک۔ رونا۔ کشمیری باک

(عبرانی) قطل۔ کشمیری قتل۔

(عبرانی) تکک۔ کاٹ ڈالنا۔ کشمیری گوشت کے چھوٹے ٹکڑے

کو تکک کہتے ہیں۔

(عبرانی) سکر۔ بند کرنا۔ طبیب بیمار کو کئی چیزوں کا استعمال

بند کرتا ہے۔ فارسی سے میں اسے پرہیز اور کشمیری سکری کہتے ہیں

(عبرانی) صلح۔ کشمیری صلح یعنی ایک دوسرے کو معاف کرنا

(عبرانی) سور۔ برگشتہ ہونا۔ بگڑنا۔ کشمیری بگڑی ہوئی چیز کو

سور امت کہتے ہیں۔

(عبرانی) ہمد۔ شور مچانا۔ کشمیری ہم شور کہتے ہیں۔

عربی لفظ	ترجمہ اردو	کثیر لفظ	ترجمہ
ادل	کجرو ہوتا	ہول	کجرو ہونا۔
اوص	جلدی کرنا	وژہ	
ادا	جلاتا	زیور اوان	آگ سدگانا دودھ جمانا چیرے کا پیدا ہونا
اطد	پاندار	تھود	اعلیٰ۔ عمدہ۔ مضبوط۔
ایم	ڈرانا	یم	موت۔ دھمکاؤ۔
اکر	کھودنا	وکھر	زیر و زبر کرنا
الہ	موٹا ہونا	ایل ایل آمت	موٹا ہو گیا ہوا۔
افن	گھومنا	وفن	پرندے کا اڑنا۔
اوشد	بہانا	اوش	آنسو
اشر	سیدھا ہونا	شیرن	سیدھا کرنا۔ سنبھالنا
ایت	مفعول محضول کی عملت	ایت	اسی جگہ۔ اسی چیز سے
اند	آنا	آتھین	حاصل ہونا۔
انر	جگہ	پتھر	نیچے کی جگہ پر
بھن	بند کرنا	بھن	زخم میں گندے خون کا جمع ہونا
بوا	حاصل ہونا	بون	حاصل ہونا۔ پیدا ہونا
بوس	روندنا	بوس	روندی ہوتی چیز
بلہ	گھبراتا	بلیا و مت	گھبرا یا ہوا
درج	بند رتج پڑھنا۔ اونچا	درج	اونچا درج۔ مہنگا ہونا
هو	وہ۔ صنیر غائب	هو	صنیر غائب
ھیم	وہ صنیر جمع غائب	ھم	صنیر جمع غائب

۱۱

منشی مظفر احمد

منشی محمد احمد وکیل

عبرانی لفظ	ترجمہ اردو	کشمیری لفظ	ترجمہ
ہمہ	گو بچنا	ہمہ ہم کران او	ہانپتے ہوئے آیا۔
ہر	پھاڑ	ہیور	اوپر
ہرم	بلند ہونا	ہیرم	اوپر والا
ہت	ٹوٹ پڑنا	وتھت یون	حملہ آور ہونا
زورہ	چھپانا بنا رخا نہ	زورہ	زمین میں کو آں سا کھودتے ہیں اور اس میں کوئی چیز دبا کر رکھنے میں خوشی سے اچھلنا کودنا۔
جیل	چکو کھا نا خوشی کے اچھنا	ژھالہ مارن	غضب سے جوش میں آنا۔
جیر	ابلنا۔ جوش کھانا	جیرہ یون	چھوڑ دینا۔ ننگا کرنا
جلہ	ننگا کرنا	یلہ تراون	زمین میں دفن کرنا۔ بونے ہوئے کھیت کے ڈھیلوں کو ٹوڑ کر پیوند زمین کرنا۔
دبر	دباننا۔ ہلاک کرنا	دبراون	زجر و تو یخ
دون دین	جھگڑا جھگڑے کا بابا	دینراون	ترخ کار پھنا۔
درجے	تبدیل چھلنا۔ اونچا پھرا	در وجر	گھبرا یا ہوا۔ مار کر نرم کرنا۔
ہوم	گھبرانا۔ گھبرا دینا	ہمہیا مت	کتا۔ حقیر چیز بطور تمثیل
ہون	تا چیز جاننا	ہون	

۳۔ فہرست عبرانی کشمیری الفاظ طیار کردہ جناب مولوی فاضل محی الدین صاحب۔ اس فہرست میں ۲۳۳۔ الفاظ کو واضح کیا گیا ہے

کہ وہ عبرانی اور کشمیری زبانوں میں مشابہ ہیں۔

کشمیری اور عبرانی

اس بات کا ثبوت کہ کشمیری دراصل بنی اسرائیل ہیں کئی طرح سے ملتا ہے۔ منجملہ دیگر کئی اہم امور کے کشمیری اور عبرانی دراصل زبان بنی اسرائیل (زبان کا وہ باہمی ارتباط اور تعلق ہے جو باوجود مردرد زمانہ اور ہزار ہا ہتم بالشان انقلابات کے غیر منفق چلا آ رہا ہے۔ صاحب علم اصحاب کے یہ امر مخفی نہیں کہ اہل زبان کے تمدنی اور ارتقائی تغیرات کے ساتھ زبان میں بھی تغیر و تبدل واقع ہونا ایک لادیدی اور ناگزیر امر ہے۔ جس کا ثبوت آئے دن اس نئے نئے مختلفہ کے رد و بدل سے ملتا رہتا ہے۔ ۱۹۳۱ء سے پہلے کشمیری بیسیوں ایسے الفاظ کی آواز تک سے نا آشنا محض تھے۔ جو آج کل ان کے بچوں اور عورتوں تک کی زبان کا جز و لاینفک بن گئے ہیں۔ ایجنیٹیشن۔ ایجنیٹیسٹر۔ ڈیکٹیسٹر۔ پبلک۔ لیکچر۔ سٹیج۔ لیکچر۔ مسٹر۔ ٹک۔ کیننگ۔ مارشل۔ لاء۔ وغیرہ وغیرہ کے معنی و مفہوم کو آج کل ایک آن پڑھ اور جاہل مطلق گنوار بھی جانتا ہے۔

کشمیری زبان جو ایسے تغیرات کی قبولیت کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہے۔ اگرچہ اس وجہ سے اپنی اصلی اور حقیقی صورت کو تقریباً مسخ اور تبدیل کر چکی ہے۔ لیکن اگر قدیمی اور اصلی کشمیری کو معہ اس کے لوازمات (لب و لہجہ۔ طرز۔ ادا۔ وغیرہ) ایک ماہر اس نئے کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو بہت کچھ سامان ایسا مل سکتا ہے جس سے متذکرہ بالا پیش کردہ حقیقت

بالکل برہنہ ہو جاتی ہے۔

ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ کشمیری میں سنسکرت زبان کے الفاظ کی وہ بھر مار تھی۔ کہ کشمیری زبان پر سنسکرت کا شبہ پڑتا تھا۔ پھر وہ زمانہ آیا۔ کہ فارسی اور عربی کے الفاظ اس میں ایسے سما گئے کہ موجودہ کشمیری زبان کو اگر دو تین روزہ عربی و فارسی کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا غرض ان امور کو مد نظر رکھ کر ایک محقق کے لئے کشمیری زبان کا ماخذ و منبع معلوم کرنا اگر چہ بہت ہی مشکل ہے۔ تاہم یہ بات بالکل عیاں ہے۔ کہ کشمیری زبان میں عبرانی الفاظ کی وہ کثرت ہے۔ کہ عبرانی آتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدیمی کشمیریوں کی زبان عبرانی ہوگی۔ اگر یہ نہیں۔ تو کم از کم کسی زمانے میں عبرانی زبان اور عبرانیوں کا کشمیر اور کشمیری زبان پر ایسا غلبہ رہا ہے۔ جس کا اثر آج تک چلا آتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ جس کا انکار کوئی صاحب عقل اہل زبان نہیں کر سکتا عربی۔ فارسی اور دیگر زبانوں کے الفاظ جو کشمیر میں مستعمل ہیں۔ تقریباً اپنی اصلی صورت اور وضعی معنوں میں کشمیری معنوں میں بھی مستعمل ہیں۔ لیکن عبرانی کے الفاظ جو کشمیر میں مستعمل ہیں۔ وہ بہت حد تک اپنی اصلی صورت اور بسا اوقات وضعی معنوں سے متجاوز معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی کبھی حقیقی معنوں کو چھوڑ کر مجازی معنوں اور کبھی وضعی معنوں کو چھوڑ کر تلابسی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ قدیم الایام سے کشمیر اور عبرانی کا کوئی گہرا اور غیر متفک تعلق چلا آ رہا ہے۔ اور مشکل سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ یہ لفظ عبرانی ہے۔ اس تمہید کے بعد ایک مختصر سے عبرانی قاعدے سے بطور نمونہ

کچھ الفاظ پیش کئے جاتے ہیں۔ جو یا تو عبرانی زبان میں بولے جاتے ہیں یا صرف کشمیری زبان میں۔ دوسری گوری زبان میں ان کا کچھ افزہ نہیں پایا جاتا۔ لیکن اس سے پہلے چند امور کا واضح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(ا) اگرچہ عبرانی زبان عربی کے الفاظ سے بھرپوری ہے۔ اور کم سے کم تیس فیصدی الفاظ عربی کے عبرانی میں بولے جاتے ہیں۔ اسی طرح کشمیری زبان بھی جیسا کہ ظاہر و باہر ہے۔ عربی الفاظ سے معمور ہے لیکن اس بحث میں خاص ان الفاظ کو لایا جائے گا۔ جن کا محل استعمال اور مطلب و معنی دونوں زبانوں میں مشترک اور یکساں ہے۔ اور عربی اور دیگر زبانوں کا ان کے ساتھ کوئی تعلق یا نسبت نہیں۔

(ب) کشمیریوں اور عبرانیوں کا طرز تکلم اور تلفظ الفاظ تقریباً یکساں ہے۔ ہمزے کو حتیٰ سے پڑھنا یا تو کشمیریوں کا کام ہے۔ یا عبرانیوں کا۔ عبرانی **اَقْتُلُوا** کو ہمیشہ **یَمْتُلُوا** پڑھتے تھے۔ گارسی طرح کشمیری **اِکُوَام** کو **بِکُوَام** اور **اِبْجَمَان** کو **بِجَمَان** پڑھے گا۔

(ج) ندا۔ انبساط اور تاسف کے الفاظ جو بغیر کسی تصنع اور بناوٹ کے بیساختہ منہ سے نکل جاتے ہیں۔ دونوں زبانوں کے ملتے جلتے ہیں۔ جیسے لفظ **اَتُو** دونوں زبانوں میں مشترک ہے۔ **وقس علی ذالک** (ح) گلگت کی زبان (شنا) کے الفاظ کے ساتھ بھی بعض جگہ بوجہ مقامی زبان ہونے کے عبرانی کے الفاظ کا مقابلہ کیا گیا ہے۔

ترجمہ اردو	لفظ کشتیری	لفظ عبرانی	نمبر شمار
جورو	آشین	اشاہ	۱
جامہ زیر جامہ	کٹونہ	کٹونیتھ	۲
نا آشنا۔ نامحرم	غیر	غیر	۳
آرام طلب۔ سست۔ ناتوان	آلص	آصیل	۴
خوشہ چین۔ گالی دینے والا	لیقل	لیقیت	۵
میٹھا (لذیذ)	میاٹھو	ماٹھوق	۶
کے لو۔	نہ	ہنہ۔ ہن	۷
وے (نذکر)	ہیم۔ رہیم	ہیم	۸
وہ ()	ہوہ	ہوا	۹
طلا کرنا صورت کسی رنگ میں تبدیل کرنا	مسخ	مسخ	۱۰
کھولنا۔ چھوڑ دینا۔	.	فتخ	۱۱
پار۔ پار جانا۔	اپور	ابھر	۱۲
رو۔ زور آور (جوان بیٹا)	گبر	گبر	۱۳
ٹھٹھا کرنا۔ نقل اتارنا	ٹاگن (ٹاگامے)	ٹگ	۱۴
گھن کرنا۔ گھن آنا۔	گالی	گال	۱۵
ڈانٹنا	گاز	گاٹھ	۱۶
اکسیلا۔ صرف۔ ایک۔	آکھ	آکھ	۱۷
افراط (افراط اور فراٹھ کشتیری زبان)	فراٹھ	پراٹھ	۱۸
میں بے سوچے اور سمجھے کہی ہوئی بات			
کو بھی کہتے ہیں۔			

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو	کیفیت
اون	زلزلہ۔ پھیلا	آون	پھیلا۔ ارنی۔	کشمیری الفا کو واؤ اور تی سے بدل دیتے ہیں
اھاہ	افسوس	اھاہ	افسوس۔	
ادل	بیوقوف	وول	بیوقوف	
ادن	اندھا۔ بیوقوف	اون	اندھا۔ بیوقوف	چکدار ہونے کی وجہ سے اسکو الیش کہتے ہیں
اتزن	توڑنا۔ تول	وزن	تول	
اطر	عیب۔ گناہ	اطر	عیب۔ گناہ	
اییم	دیو۔ بھوت ڈرادا	ییم	دیو۔ بھوت۔ موت	
انن	آنے والی	اینہ۔ اینہ	آنے والی	
افر	مفت	ونہ	مفت	
الیش	چمک۔ آگ	الیش	السی	
اتہ	آنا	یتہ	آئیے۔	
بار	کھودنا دیوار وغیرہ	یر	دیوار میں سوراخ	
باش	بے بودار ہونا	باس	باس۔ بے بودار	
بدر	الگ کرنا	بدر	الگ۔ دور	
بین	اتسیاز کرنا	بن بن	الگ الگ کرنا۔ ممتاز کرنا	
بنہ	تعمیر کرنا۔ بنانا	بنینہ	بن جائے گا۔ تعمیر ہوگا۔	
جلہ	اپنی زمین چھوڑنا	ژلہ	میں اپنا علاقہ چھوڑ دیکھا۔	
جرم	بڑی چبانا	ارم	پھیلے دانت جن سے بڑی چبائی جاتی ہے۔	

عبرانی	اردو	کثیری	اردو	کیفیت
اکر	رعب و عبدالرکواز	دکر	رعب دار آواز	
دوہ	غملگین ہونا	دو	غم و غصہ سے میل اٹھنا	
دوم	خاموشی	دوم لگن	خاموش ہونا	
دیہ	کالا ہونا	دہہ	کالک - دھواں	
دل	کمزور ہونا	دلتن	کمزور ہونا	
دمم	خاموش ہونا	دم	خاموشی	
دمہ	اقبال مندی	دم	اقبال مندی	
دندہ	دھکا دینا	دندہ	دھکا دینا	
دقتر	چوٹ	دقتر	ہتھوڑا چوٹ گھانسیکا آلہ	
درا	نفرت کرنا	درہ	نفرت کرنا	
ہو	وہ	ہو	وہ	
ہون	ناچیز جانا	ہون	کنا - ناچیز	
ہمم	دھیمی آواز بھگانا	ہمم	آہستہ آہستہ چلنا - بولنا	
ہس	چپ چاپ	ہس مس	چپ چاپ	
ہرس	گرانا	ہرن	گرانا - پتوں کا	
زنج	شغاف کرنا پوتارنا	زنج	چٹی بھرتا - پورست اتارنا	
زحل	ڈرنا	زحل	ڈر - مصیبت	
زن	جنس مشل	زن	مشا بہ - مشل	
زنہ	حرام کاری	زنہ	حرام کاری	
موص	گھبرنا سمیٹنا	موص	سمیٹنا	

ہر دو صوم خراں

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو	کیفیت
روص	دوڑتا	روس	بارہ سنگھا - (تیز روی کیوجہ یہ نام رکھا گیا)	
رزہ	د بلا کرنا	رز	رسی - دُ بلا پن	
رفاہ	مرمت کرنا	رف	مرمت کرنا	
سوم	آراستہ کرنا	سم	آراستہ - سطح	
شیخ	کسی کی تعریف کرنا	شوب	خرابی - تعریف	
شوه	برابر ہونا یکساں	ہوہ	برابر - یکساں	
شیت	ساتھ رکھنا	سیت	ساتھ	
شکب	بیمار ہونا -	سکا بہ	ایک بیماری کا نام	
شنا	بدل جانا	شنا	دیران ہونا - بدل جانا -	
شتن	تخم جانا	شتن	تخم جانا	
تقر	تولنا	تقر	ترازو -	

۵۔ فہرست الفاظ عبرانی

جو کسی نہ کسی پہلو سے کشمیری الفاظ سے ملتے جلتے ہیں۔

تیار کردہ ہے۔ خواجہ عبدالرحمن ایچ صاحب - اس فہرست میں ۴۴ الفاظ ہیں

تعداد	عبرانی	کشمیری	کیفیت یا شریح
۱	ابل	آبل	عبرانی میں گھاس کے میدان کو۔ کشمیری میں ایک قسم کے گھاس کو۔
۲	اجل	اجل	عبرانی سمٹنا۔ کشمیری موت کو کہتے ہیں

نمبر شمار	عبرانی	کشمیری	کیفیت یا تشریح
۳	اوب	ادپ	ہرڑ پوپو۔ کشمیری احمق کو کہتے ہیں۔
۴	اوه	اوه	آرزو کرتا۔ آرزو کرنا خوشی کے وقت کشمیری میں اوه بولتے ہیں۔
۵	اول	ؤل	عبرانی بیوقوف ہونا۔ کشمیری بیوقوف۔ اولو
۶	آزدا سوتہ	آد	کشمیری "آج" کے معنی میں آتا ہے۔
۷	آزر کر نید بانھنا	ایزار یا بیزار	پاجامہ کو کشمیری میں بولتے ہیں
۸	احد	احد	ایک
۹	الیش چکاگ	الیش	کشمیری میں اسی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی چمکتی ہے۔
۱۰	پھد (صاف ہونا)	پھد	"پٹیجھا ڈ" امر ہے۔
۱۱	جبر	جبر	زور یا زور سے
۱۲	جبل (نفرت کرنی)	جبل	مکڑیا فریب کرنا۔
۱۳	دکہ (توڑ ڈالنا)	دکہ	ٹکڑا لگانا۔
۱۴	دمد تخمنا	دمد	تھوڑی دیر بٹھہر کر دم لینا۔
	(دوپہر کا وقت)		
۱۵	دفع (دھکیلنا)	دفع	دور کرنا
۱۶	اسیم (دہ)	صیم	اس نے
۱۷	ہرس (ٹوٹ پڑنا)	ہرس	بہت باریک توڑ کر۔ کرنا۔
۱۸	زنج (دفع کرنا)	ذنج	ذبح کرنا جانور کا۔
۱۹	زھد بنی اسرائیل	زھد	دو
	کادوسرا مینہ		

تشریح

کشمیری

عبرانی

نمبر شمار

چراغان کرنا۔ اسپس بھی تیل گویا بہانہ پڑتا ہے	زول	زول بہانہ نکالنا	۲۰
یاد کرنا۔	زکر	زکر	۲۱
حرام کاری۔ فسق کرنا۔	زناہ	زناہ	۲۲
ٹیرٹھا۔	محل	حول رگھو منا ہر وڑاجانا	۲۳
ہاتھی شاید اس لئے کہ دیوار سالمبا چوڑا ہوتا ہے	ہس	حوص (دیوار)	۲۴
غلہ کا اوپر کا چھدکا (مکھی ہلکتی)	توہ	طوح (لیٹنا)	۲۵
فعل میں پاک و صاف کرنے کو۔	طہارت	طہر پاک کرنا)	۲۶
طوالت اسم کے معنوں میں آتا ہے۔	طول	طول (لمبا کرنا)	۲۷
تہ خانہ	طنب	طنار تہ خانہ	۲۸
ڈگری جس میں کچھ چیز ڈاکو ہٹانی جائے	یبحہ	یبحہ (ہٹنا)	۲۹
شہتیر (Serris) (اسم)	یکل	یکل (سہ سکن)	۳۰
تک ماری۔	یلج	یلج (بے سوچے سمجھے بولنا)	۳۱
پیٹ (اسم)	یرٹ	یرٹ۔ ہٹ جانا تک دینا	۳۲
جھوٹا بلنا۔ یا جھوٹ	کذب	کذب (جھوٹ کہنا)	۳۳
جہر (عورت کا)	جہر	جہر	۳۴
تھکاوٹ	موص	موص (دباؤ)	۳۵
مزہ (چکھنا)	مزہ	مزہ (چوسنا)	۳۶
نور	نور	نور (روشن ہونا)	۳۷
نعل لوہے کے	نعل	نعل۔ رجوتی ہینانی	۳۸
عمل یا عمل کرنا	عمل	عمل شقت کرنی	۳۹

نمبر شمار	عبرانی	کشمیری	تشریح
۲۰	محر (روشنی)	سحر	تو پھٹنے سے پہلا وقت
۲۱	صفت (آراستہ کرنا)	صفت	تقریف کرنا
۲۲	قبر (دفن کرنا)	قبر	قبر
۲۳	قدم (پہلے ہونا)	قدم	قدم
۲۴	تنہ (پھر)	تنہ	ابھی تک یا اب تک

۶۔ خواجہ عبدالرحمن صاحب نے ایک فہرست عربی اور کشمیری الفاظ کی بھی تیار کی ہے۔ اگرچہ اس میں انہوں نے عبرانی نہیں لکھی۔ تاہم یہ فہرست بھی درج کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں عربی الفاظ ایسے ہیں۔ جو عبرانی سے بالکل ملتے جلتے ہیں۔ اس فہرست میں ۱۲۷ الفاظ ہیں۔

قبل ازیں یہ بتانا جا چکا ہے۔ کہ اہالیان کشمیر سے بعض اقوام بنی اسرائیلی ہیں چنانچہ بلاد شام کے قرونِ اُدنی کی بعض اقوام پرند اور حیوانوں کے اسماء سے موسوم تھیں جیسے نمل (چیونٹی)، آدمی کا نام بُد بُد (ایک پرند) بعینہ اسی طرح اہالیان کشمیر کی بعض اقوام نے اپنی قوموں کی تقسیم چرند پرند کے ناموں سے کی ہوئی ہے۔ جیسے سہ (شیر) رُسی (چیونٹی)، اُپت (ریچھ)، دُونٹ (اُونٹ) وغیرہ

اب دوسرا ثبوت اہالیان کشمیر کے بنی اسرائیل ہونے کا یہ ہے۔ کہ کشمیری زبان میں بہت سے الفاظ عربی کے پائے جاتے ہیں۔ اور عربی اور عبرانی زبان میں بہت سے الفاظ عربی کے پائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ کہ یہ الفاظ قرونِ اُدنی کے بنی اسرائیلیوں نے ہی کشمیر میں آ کر

کشمیری میں داخل کئے گئے۔ بوجہ اس کے کہ ان کو اپنی مادری زبان سے زیادہ محبت و انس تھا۔ ذیل میں ان عربی الفاظ کی فہرست درج ہے جو کشمیری زبان میں بولے جاتے ہیں۔ گویا زبان کشمیری کا جزو ہیں۔ اور چونکہ عربی اور عبرانی آپس میں بہت جلتی زبانیں ہیں۔ اس واسطے یہ الفاظ عبرانی سے یہاں آئے ہیں۔ یا عربی سے۔

۱۔ نار۔ آگ۔

۲۔ قشر۔ لٹکا مکی کا۔ عربی میں قشر چھلکے کو کہتے ہیں۔ سری نگر والے قشری بولتے ہیں۔

۳۔ کنز۔ لکڑی کا چھٹو۔ جس میں شالی کشمیری کوٹتے ہیں۔ عربی میں کنز خزانہ کو کہتے ہیں۔

۴۔ کچھڑ۔ شالی یا گندم کا چھان یا بھوسہ۔ عربی میں احکام غلانوں کو بولتے ہیں۔

۵۔ تنازعہ۔ تنازعہ

۶۔ انعمی۔ اندھا۔

۷۔ بیت الخلاء۔ ٹی۔

۸۔ موز۔ مرگیا۔ عربی موات سے نکلا ہے۔

۹۔ موت۔ پاگل۔ کیونکہ پاگل گویا

مردہ کے برابر ہے۔

۱۰۔ دلیل۔ دلیل۔

۱۱۔ ثبوت۔ ثبوت۔

۱۲۔ حجت۔ حجت۔

ط ۱۳
وزیر اعظم
جهت امریه کشید

لاصله بر پایه کتب
فرد ۳



- ۱۳- حاجت یا حاجتہ - حاجت -
 ۱۴- مالک - مالک -
 ۱۵- اصل - اصل -
 ۱۶- بیان - بیان -
 ۱۷- موت - موت -
 ۱۸- قسمت - قسمت -
 ۱۹- اجر - اجر -
 ۲۰- سحر - سحر -
 ۲۱- قدم - قدم -
 ۲۲- پھان - خان - (گذر جانا - مرجانا)
 ۲۳- بکدھی - مصیبت یا دکھ (عربی بلا سے ہے)
 ۲۴- لذت یا لذتہ - لذت
 ۲۵- طاقت - طاقت
 ۲۶- قوت - قوت
 ۲۷- کرسی - کرسی
 ۲۸- عرش - عرش
 ۲۹- فرش - فرش
 ۳۰- اول بدل - تبادلہ آپس میں -
 ۳۱- بالینک - بالینک -
 ۳۲- حکیم - حکیم
 ۳۳- باقی - باقی

- ۳۴ - دنیا - دُنیا
 ۳۵ - آخرت - آخِرَت
 ۳۶ - گول گونجھا - وَهُوَ سَكُّ عَلٰی مَوْلَاهُ
 ۳۷ - منتہ - مَنْتَه
 ۳۸ - احسان - یحسان - احسان
 ۳۹ - خوف - خُوف - خوف
 ۴۰ - کم قلیلاً - قَبِيلٌ یَاتِقُوْرَا سَا
 ۴۱ - طح - طح
 ۴۲ - ساعت یا ساعتہ - سَاعَت - وَتَمْت
 ۴۳ - صندوق - صِنْدُوْق
 ۴۴ - بندوق - بِنْدُوْق
 ۴۵ - ظاہر و باطن - ظَاہِرٌ وَبَاطِنٌ
 ۴۶ - قلم - قَلَمٌ
 ۴۷ - فساد - فِسَادٌ
 ۴۸ - فتنہ - فِتْنَةٌ
 ۴۹ - تنور - تَنُوْرٌ
 ۵۰ - ادق - اِدْقٌ
 ۵۱ - اعلا - اَعْلَا
 ۵۲ - مَشْرَبٌ - بِمَجْزِئَاتِ عَرَبِيٍّ فِي مِيْنِ پَانِي پِیْنِے كِي حَكِيكِه كُو مَشْرَبِ كِهْتے ہيں - يَاعَادَت كُو
 ۵۳ - نصیب - نَصِيْبٌ

- ۵۴ - جرم - جرم
 ۵۵ - لعنت (بالعنة) لعنت -
 ۵۶ - وکیل - وکیل -
 ۵۷ - مختار - مختار
 ۵۸ - تفسیر - خطاء
 ۵۹ - السبیل - دکھ تکلیف دینا - عربی میں سبیل ایک لفظ ہے - ممکن ہے - اس سے اسپیل ہو -
 ۶۰ - دولت یا دولتہ - دولت -
 ۶۱ - خیر - کھیر - خیر
 ۶۲ - وبال - مصیبت - دکھ -
 ۶۳ - حق - حکم - حق -
 ۶۴ - باطل - باطل -
 ۶۵ - کذاب - کذاب
 ۶۶ - عامہ - عصاء (سونٹا)
 ۶۷ - حسرتہ - حسرت -
 ۶۸ - غیب - گیب - غیب -
 ۶۹ - غائب - گائب - غائب - کشمیری میں غائب کو غیب ہی بولتے
 غیب گود -
 ۷۰ - صدقہ - صدقہ -
 ۷۱ - خیرات - خیرات
 ۷۲ - رزالتہ یا رزالت - رزالت -

۷۳ - مال - مال -

۷۴ - طبق - طبق -

۷۵ - ذلت - ذلت -

۷۶ - ذکیہ و ذکیہ - آپس میں ٹکرانا - عربی دگادگتا ہے ہے -

۷۷ - کوٹ یا کُت - کبریا - عربی کُت سے ہے - کبت و جودہ

۷۸ - مَرْمَر - ہنا - یہ عربی صخرہ سے ہے - تیز ہوا -

۷۹ - خالی - خالی -

۸۰ - حساب - حساب -

۸۱ - عاجز - عاجز -

۸۲ - عمل - عمل -

۸۳ - کتاب - کتاب -

۸۴ - نفس - نفس -

۸۵ - النسان (پین سان) انسان -

۸۶ - تجارت - تجارت -

۸۷ - ہزل - ہزل -

۸۸ - شریک - شریک -

۸۹ - تمنا - تمنا -

۹۰ - عاقبت یا عاقبتہ - انجام -

۹۱ - فوج (پھوج) فوج -

۹۲ - رزق - رزق -

۹۳ - صالح - صالح -

- ۹۴ - عقل - عقل - عقل -
- ۹۵ - قسط - قسط - قسط -
- ۹۶ - اولاد - اولاد - اولاد -
- ۹۷ - غلیظ - گندا -
- ۹۸ - قسم - قسم -
- ۹۹ - قبر - قبر -
- ۱۰۰ - مکھر - مکھر -
- ۱۰۱ - مرین - مرین -
- ۱۰۲ - مرض - مرض -
- ۱۰۳ - حبہ - دوائی کی گولی -
- ۱۰۴ - غیب - غیب -
- ۱۰۵ - بال - پہاڑ - غربی جبال سے ہے (ج کشمیری میں حذف ہوا)
- ۱۰۶ - نعمتہ - نعمت -
- ۱۰۷ - ہود - ہود - ہد ہد (پزندہ)
- ۱۰۸ - قیامتہ یا قیامت - قیامت -
- ۱۰۹ - سِر - سِر -
- ۱۱۰ - توکل - توکل -
- ۱۱۱ - عذاب - عذاب -
- ۱۱۲ - قوم - قوم -
- ۱۱۳ - دعدہ - دعدہ -
- ۱۱۴ - جبل - موت -

۱۱۵- کُنتز - چابی عربی میں کنتز خزانہ کو بولتے ہیں۔

۱۱۶- رسول نبی - رسول نبی

۱۱۷- ایمان - ایمان

۱۱۸- صہد پید - ہدیہ - تحفہ

۱۱۹- عداوت بُغض - عداوت بُغض

۱۲۰- یزت یا رزقہ - عزت

۱۲۱- کاڈ - کاڈ - جب کوئی شخص گاڈوں کے لوگوں کو یاد دیکر ہسالیوں کو اکٹھا کر کے کسی اپنے کام پر بلا اجرت لگائے تو کشمیری میں اسے کاڈ کہتے ہیں۔ اور یہ عربی کبیر (تدبیر) سے ہے۔ صرف کھانا کاڈ میں دیا جاتا ہے۔

۱۲۲- ناد - جاتا - عربی ناڈی سے ہے۔

۱۲۳- جزاء - اجر یا بدلہ

۱۲۴- کاب - کمال مٹی کا یاد دیکر - عربی اکواب سے ہے۔ عربی میں

اکواب آجوروں کو کہتے ہیں۔

۱۲۵- ابابیل - ابابیل پرندہ -

۶ - نہرست، عبرانی و کشمیری الفاظ طیارہ کردہ ناصر محمد سجی صاحب
میر غلام رسول صاحب ساکن کاٹھ پورہ کشمیر - اس نہرست میں ۱۱۱۱ الف
ہیں۔

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو
آب	باپ	باب	باپ

عربی	اردو	کشمیری	اردو
اب	سبزی	اُبل	ایک قسم کی سبزی
ایہ	راضی ہونا۔	اودہ	اُل
اجل	سمٹ جانا	اجل	موت
اجن	سیال چیزوں کا برتن	چن	کھانے کا برتن
ادب	پڑھو ہونا۔	دب	خاموش ہو جانا۔
آدن	مالک۔ خاوند۔	ادن	پہلو ٹا
ادر	دور آدر	در	مضبوط۔ تندرست
اہب	محبوب ہونا	ہب	محبت
اناد	افسوس	اناد	افسوس
اصل	خیمہ کھڑا کرنا۔	صل	کمر بند
ادہ	آگ نہ دہند ہونا۔	ادہ	رضامندی کا اظہار۔ اقرار
ادہ	بود و باش کرنی	آو	آپا
ادل	بیوقوف ہونا۔	وُل	بے وقوف
ادل	بیوقوف ہونا۔	آدل	کمزور
اون۔ این	عدم میں ہونا۔	ان	اندھا
اوس	جلدی کرنا	اوس یا ڈھکا	جلدی کر۔
آز	اس وقت	از	آج
ازن	تولنا	وزن	تول
ازر	کمر باندھنا	بیزار	پا چامہ
ایل	قریب قریب	ول	جلد جلد

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو
الہ	موٹا ہونا	آلہ	کدو
امل	غمگین ہونا	لال	رنج
اسر	قید کرنا	اسر	تنگ کرنا
ارہ	پھاڑنا	ارہ	آرہی
(ب)			
بدر	انگ کرنا	بدر	انگ کرنا
پوم	بلند مقام	بام	چھت
پوش	شرمندہ کرنا	پوش	علامت
بنہ	خاندان - اولاد	بنہ	بہن
برر	کھلا میدان	برر	دروازہ - دراز
دیب	آہستہ چلنا	دب	خاموش ہو جا
دکہ	کچھلا جانا	دکہ (ح)	دھکا
دمر	خاموش ہونا	دم	خاموش ہو -
دفع	دھکیلنا	دفع	دور کرنا
درر	چاروں طرف پھوٹ نکلنا	دراد	نکلنا
(ح)			
ہے	دیکھو	ہے	حرف ندا - اے
صل	باطل چیز	صل	یونہی - بے معنی
صلل	تکبر	صلل	ٹیڑھا - تکبر سے
صیم	وہ (صیغہ جمع)	صم	وہ (صیغہ جمع)

عربی	اردو	کشمیری	اردو
		(ز)	
زنج	زنج کرنا	زنج	ذبح کرنا
زکر	یاد کرنا۔	ذکر	یاد
زحف	اداس ہونا	زحف	کمزوری
		(ح)	
حوج	دارہ۔ گنبد	حج	ٹیرٹھی
حول	مرد ڈاجانا	حل	ٹیرٹھا
حفر	تلاش کرنا	حکھ	شکار کا پیچھا کرنا۔ تلاش کرنا
		(ط)	
طہر	پاک ٹھہرانا	تہر	پکا ہوا کھانا جو صدقہ میں دیا جائے
طوح	لینا	لمح	چا دل کا چھلکا جو چا دل کیساتھ لینا ہوتا ہے
طول	لمبا کرنا	تال	چوٹی
طیح	بے سوچے سمجھے بولنا۔	بلہ دون	بے ٹھکانے باتیں کرنا۔
کور	چھبڈنا	کورن	چھبڈنا
قحہ	انکار کرنا	تمھ کر	مت کر۔
مرہ	رگڑنا	مرہ	رگڑ
بخس	بیگار میں کام کرانا	بخس	مردار
بکج	سانے	نکھ	نزدیک
نعل	جوتی	نعلین	چھلی جوتی
صح	روشنی	سحر	سحری کا وقت

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو
روص	دوڑانا	ریصہ	آہستہ آہستہ چلنا
رفا	بجھال کر دینا	رف	بجھال کر دینا
سنا	دشمنی رکھنی	سشنا	پر پادی
سٹیر	سکایا جاننا	شار	شور لہا لگانا
ثبیت	آراستہ کرنا	شوت	صاف - سفید شوشہ - پاکیزہ
شمر	رکھ چھوڑنا	شمر	بخیل
شیش	چھٹنا	شہ	چھ

۸۔ فہرست طیار کردہ ایک احمدی دوست ۳۲ الفاظ

عبرانی	کشمیری	ترجمہ
اطط	لٹہ	آہستہ چلنا - آہستہ بولنا
الل	لن	واد پلا کرنا
الص	آلش	اصرار کرنا -
انن	دُنن	ننگین ہونا - مصیبت میں پھلنا
امنش	منش	آدمی - عاشر
ارک	وَرَاک	لمبا ہونا
ارر	ہر ہر	لعنت کرنی - عجب گوارا کرنا
اخر	آنت	جگہ - اس جگہ
بطل	سکل	فارغ ہونا

ترجمہ

عربی	کشمیری	عربی
بل	مَلْت	میل کرنا
بح	بَر	دروازہ۔ کشمیری میں خاص دروازہ کو بڑے کہتے ہیں۔
یسر	وَسَن	خوش ہونا
داب	دَاب	دہشت۔
درا	دَرَّه	نفرت کرنی۔ دور جا۔ کشمیری میں کہنے کو اسی لفظ کا لکھتے ہیں
بھے آہ	واہ واہ	چہ خوش۔
ہون	سُون	گہرا
صلل	صَلَّاهے	خوشی کی آواز کرنی۔
وزر	وَزَر	پار۔ بوجھ۔
زمن	زِمَن	مقررہ جگہ پر انتظار کرنا۔
حوہ	حَوہ	سانس نکالنا۔
حمم	حَمَام	گرم جگہ۔
حمم	دَم	منہ اور ناک بند کر کے رہنا۔
کلمہ	کَلِمَہ	بے عزت کرنا۔ منہ کالا کرنا۔
کتت	کَتَت	شکتہ کر سکے۔ کاٹ کر
لصہ	لَصَہ	دیوانہ ہونا۔ بھوت زدہ ہونا
نقر	نَقْرَہ	ناک میں رسی ڈالنا۔
سکن	سَكَن	سکونت کرنی
سکاک	سَمَكَمَن	نزدیک ہونا۔ ملنا۔
غحمہ	غَمَمَہ	پھیلاتا

ترجمہ

عبرانی کشمیری

فد	فل	حیدا کرنا
فرا	قرہ	تیز رو
قبر	قبر کرین	دفن کرنا

۹۔ فہرست ظیار کردہ ایک احمدی دوست ۱۲۹ الفاظ

کشمیری

عبرانی

(الف)

آدن - پہلوٹا	ادون - مالک
وہ داہ - آہ دزاری	اواہ - داویلا کرنا
ؤل - احمق - آویل - کمزور	ادیل - احمق
اک - ایک	اک - صرف
آشن - بیوی	اشاہ - عورت

(ب)

بوشش - الزام	بوشش - شرمندہ ہونا
بل - یونہی	بل - نہیں
بہنہ - بہن	بین - بیٹا

(ج)

دور - کارنامے	دور - زمانہ
دام - گھونٹ	دام - خون

عبرانی

کشمیری

دامم - خاموشل ہونا

دَم - خاموشل ہون۔

حصر - پیار

حصر - اوپر

حیل - ناچنا

حیل - ٹیراھا۔

یام - سمندر

یَم - سمندر

کابیبہ - بھاری ہونا

کَب - کبڑا۔ مے زبر اور پیش کے درمیان کی حرکت سے

لبد - الگ

لُب - الگ
لب - دیوار - کنارہموت - مرنا
مالون - بچنے کا مقامموت - مرنا
مالون - بچنے - ماں باپ کا گھر

نابال - نادان

نابال - بچہ

نوحان - بکوادی

نون - لے گیا

نابیا - نبی

نَب - آسمان

شمیری

عبرانی

(ق)

کان - نے

قائیا - نے

(ش)

سحر - فجر کا نیم اندھیرا
 شمر - نظام
 شمس - پگڑھی کا شملہ
 سالم - پورا
 شین - برف
 شاف - بد دعاء

شحر - فجر کا نیم اندھیرا
 شومیر - حاکم
 شمسلاہ - پوشاک
 شامل - سلامت ہونا
 شین - دانت
 شادی - بدی

باب ششم

تھوما حواری کی بہت سوان میں آمد

تھوما حواری کے متعلق تو یہ ثابت ہے۔ کہ وہ پہلے شمالی ہند میں آئے۔ اور پھر جنوبی ہند کو چلے گئے۔ مگر اس میں ان کی قبر موجود ہے انجیل میں بھی اس کے متعلق اشارہ ہے۔ کہ مسیح نے ایک دفعہ کہا۔ کہ میں چلا جاؤں گا۔ تھوما حواری اس سے بہت افسردہ ہوئے۔ اور انہوں نے

کہا۔ کہ آپ کہاں جائیں گے۔ حضرت مسیح نے جواب دیا۔ کہ تو جانتا ہے
میں کہاں جاؤں گا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح نے اس سے اپنے
ہندوستان جانے کا ارادہ کا ڈکڑا کر کیا ہوا تھا۔ عیسائی تاریخ مانتی ہے
کہ حقو ماہندوستان آیا۔ اور ایک برہمن کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ اس
میں اس کی قبر موجود ہے۔ جس پر ایک بڑا گوبنا بنا ہوا ہے۔

میرے ولایت جانے سے قبل جب کہ عا جز ۱۹۱۵ء میں انگریزی
ترجمہ قرآن شریف پارہ اول کے چھپوانے کے واسطے مدراس بھیجا گیا
تھا۔ تو وہاں مجھے اس وقت معلوم ہوا۔ کہ علاقہ مدراس میں کچھ پرانے
عیسائی چلے آتے ہیں۔ جو پہلی صدی عیسوی میں ہندوستان آئے
تھے۔ اور حقو ماہواری کی قبر بھی میلا پور میں ہے۔ میں نے اس کے
متعلق اس وقت تحقیقات کی۔ اور اس ریسرچ ورک کا نتیجہ بھی اس
کتاب میں درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں حقو ماہواری کا
بھی ہندوستان آنا دراصل مسیح کے ساتھ ساتھ یا اس کے پیچھے
تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حقو ما کو بعد میں کشمیر سے جنوبی ہند کی
تبلیغ کے واسطے بھیجا گیا۔

حضرت عیسیٰ کے حواری حقو ما کی قبر ہندوستان میں

نقل از اخبار فاروق

تحمید و صلوات :- حمد و ثنا اس پاک ذات قدوس ربوب جہن
رحیم - غفور - کریم - حلیم - قدیم - ازلہ الیابدی اللہ کے لئے ہے جو سب کا
خالق سب کا مالک ہے۔ قادر مطلق ہے۔ ہر شے اس کے اختیار میں ہے

تمام علوم کا مالک وہی ہے۔ اور انسان پر اس کی ضرورت کے مطابق
 کچھ کوئی علم منکشف ہوتا رہتا ہے۔ پھر صلوٰۃ اور سلام ہزاروں ہزار
 اور لاکھوں لاکھ ہوں نبیوں کے سردار پر۔ محمد مصطفیٰ پر۔ محبوب خدا پر۔
 جس کے کاغذی بروڈ نے اس تاریک دمانے کو روشن کر دیا۔ اور زمین
 کے چھپے خزانوں کو مخلوق کی خیر خواہی کے واسطے ظاہر دیا ہر کر دیا۔
 انہیں میں سے ایک قبر مسیح نامی ہے۔ جس کے اظہار نے دین
 پر ثابت کر دیا۔ کہ عبادت کے لائق وہی ایک اللہ ہے۔ جس پر موت
 نہیں۔ اور انہیں میں سے مسیح کے حواری دوست اور ساتھی تھو ما
 کی قبر ہے۔ جو قبر مسیح کی طرح ہندوستان میں ہونے سے مسیح نامی
 کے ہندوستان کے ساتھ خاص تعلق ہونے کا ثبوت دیتی ہے۔ اور ضرور
 تھا۔ کہ ایسا ہو۔ کیونکہ آخری زمانہ میں مسیح کے منبیل اور بروڈ نے ہندوستان
 ہی میں پیدا ہونا تھا۔ اور اس مناسبت کی وجہ سے بھی مسیح کے جسم
 کی یہی خواہش ہو سکتی تھی۔ کہ اس کی دائمی خواہ گاہ ملک ہند ہی ہو۔
 تمہید :- گزشتہ اکتوبر (۱۹۱۵ء) میں جب عاجز حضرت
 عقیقۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری میں ترجمۃ اللہ
 پارہ اول کے چھپوانے کے انتظام کے واسطے مدراس گیا۔ اور قبر
 تین ماہ وہاں رہا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن باتوں میں وہاں کا
 حاصل ہوئی۔ ان میں سے ایک مسیح نامی کے ایک خاص حواری
 تھو ما کی قبر کا دیکھنا اور اس کے متعلق ضروری شہادتوں کا ہم پر سچا
 جس کے واسطے وہاں کئی ایک قدیم کتب خانے تلاش کرنے پڑے
 بہت محنت کے بعد سب ضروری باتیں اُخذتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہتیا ہوئی

مگر بعض ضروری کاموں کے سبب فرصت نہ ہوئی۔ کہ ان معلومات کے متعلق مضمون ترتیب دیا جائے۔ یہاں تک کہ عاجز کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نصرہ اللہ العزیز کے حکم سے گزشتہ ماہ (فروری) میں پونی جانا پڑا۔ جہاں محبی انخویم سید عابد حسین صاحب بی۔ اے۔ اچھڑکا تھیں۔ اپنے فرزند ارجمند عزیز عطاء الرحمن سلمہ اللہ تعالیٰ کی تقریب عقیدہ و عقائد بعض دیگر تقریبات میں شامل ہونے کے واسطے مدعو کیا تھا۔ عاجز وہاں تاریخ مقررہ پر پہنچا۔ لیکن بعض وجوہات سے تاریخ شادی چند روز اور پیچھے کر دی گئی۔ اور سید صاحب کے مہمانہ اور مخلصانہ اصرار کے سبب مجھے چند روز وہاں رہنا پڑا۔ اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر میں نے اس مضمون کو ترتیب دینا شروع کیا۔ اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلا نمبر درج اخبار ہوتا ہے۔ اور انشاء اللہ اسی طرح مسلسل یہ مضمون شائع ہوتا رہے گا۔ جب تک کہ اس کے متعلق تمام ضروری باتیں پوری ہو جائیں۔

میرے سفرِ مدراس کے حالات اخبار الفضل میں چھپتے رہے ہیں اور کئی نمبر اس میں اجندان نامہ مدراسی شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن عاجز مدراس میں تھا۔ جبکہ فاروق کا پہلا نمبر شائع ہوا۔ اور اسی وقت سے میں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ فاروق کی خدمت کے واسطے قنوجا جاتا رہے۔ کہ متعلق تمام تحقیقات اسی میں شائع کر دینگا۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ نامہائے مدراس میں ان باتوں کا کچھ ذکر نہ کیا گیا۔

اختصاراً

کے اول اختصاراً میں یہ عرض کر دیتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح ناصری

کے بارہ حواری تھے۔ جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اور آپ کے متعلق تمام حالات اور واقعات کے ثبوت پر تھے۔ اور آپ کے ساتھ خاص محبت اور انس رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام عقوفا تھا۔ قوم کا یہودی تھا۔ ملک شام کا رہنے والا تھا۔ مگر اس کی قبر ہندوستان میں ہے اور ایک ایسی جگہ ہے۔ جو آج کل شہر مدراس کے بڑھنے اور پھیلنے سے اس کا ایک محلہ بن گئی ہے۔ عقوفا کے زمانہ کے عیسائی آج تک مدراس میں موجود ہیں۔ جنہوں نے سینہ بسینہ عقوفا کے ہندوستان میں آنے۔ مدراس میں شہادت پانے اور دفن ہونے کی روایات کو آج تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ان کے گرجے قدیم سے چلے آتے ہیں ان کے پہلو پہ پہلو وہ یہودی بھی رہے۔ ان کے گرجے میں جن کا بیان ہے کہ وہ عقوفا سے بھی قبل ہند میں آباد تھے۔ اور کوپین کے قریب ایک بستی میں آباد ہیں۔ جس کا نام ہے "یہودیوں کی بستی"۔ بعض ان میں عیسائی ہو گئے ہونگے۔ مگر بہت سے اس کے ساتھ ہی طرح پر عبادت پر قائم چلے آتے ہیں۔ اور غالباً انہیں بھرتی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں مسیح کے پیچھے دیکھے ان کے بعض حواری بھی ہندوستان میں آئے اور حضرت مرشد کے فراسے سے مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ اس تحقیقات میں سمجھ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض روایات کے مطابق نہ صرف عقوفا بلکہ مسیح کے ایک اور حواری بھی ہندوستان میں آئے تھے بلکہ خود حضرت مسیح بھی آئے تھے۔ اور کہتا ہے کہ عیسائی توحید پر قائم تھے۔ یہ سب باتیں اس مضمون میں ترتیب وار مفصل بیان کی جائیگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

لفظِ قنوما

سب سے اول ہم لفظِ قنوما کی تحقیقات کو درج کرتے ہیں۔ قنوما
 دراصل عبرانی لفظ ہے، جو کہ عربی لفظ توام سے نکلا ہوا معلوم ہوتا
 ہے۔ دو بچے جب اکٹھے پیدا ہوتے ہیں۔ تو ان کو عربی میں توام کہتے
 ہیں۔ اسی کو عبرانی میں قنوما کہتے ہیں۔ اور بقول روایت مندرجہ کتاب
 تہلوا یکیش ثامی صفرہ ۴۴ سنما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے توام بھائی
 تھے۔ (ملاحظہ ہو کتاب تہمتہ ڈکشنری آف دی بائبل جلد ۳ صفحہ ۱۱۹)
 بعض روایات کے مطابق قنوما کا اصلی نام یہودا تھا۔ مگر بعض اور
 حواریوں کے نام بھی یہودا تھے۔ اس واسطے ان کا نام قنوما پکارا گیا۔
 یونانی میں اس کو نامس کہتے ہیں۔ یونانی والے اکثر ناموں کے آگے
 صرف سٹ پڑھا لیتے ہیں۔ جیسا کہ یسوع سے ییزس اور حیزس بن
 گیا۔ عیسائی سوانح نویس کہتے ہیں۔ کہ قنوما ایمان لانے میں سست
 ناامیدی میں جلدی کرنے والا۔ اور پر جوش محبت والا شخص تھا۔ یہی سبب
 ہے۔ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کے بعد دکھائی دیے۔ تو اس
 نے قبول نہ کیا۔ کہ آپ مسیح ہیں۔ یہاں تک کہ زخموں میں انگلیاں ڈالیں
 اور اس کی محبت کا یہ حال تھا۔ کہ جب یسوع نے اشارہ کیا۔ کہ وہ ان کے
 پاس سے چلا جائے گا۔ (غانیا کشمیر جانے کی طرف اشارہ تھا) تو قنوما
 ٹھہرا گئے۔ اور عبدی کا مددہ ان کو مشاقی گذرا۔ اور بے اختیار ہو کر
 پوچھا۔ کہ اے خداوند ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے۔ پھر راہ کس
 طرح جاتیں؟ یسوع نے اس کا جواب (معلوم ہوتا ہے۔ کہ) صاف
 لفظوں میں دینا پسند نہ فرمایا۔ لیکن یہی محبت تھی جس نے قنوما کی راہنمائی

کی اور وہ اپنے آتی کو تماشائی کرتے ہوئے منہر دستاں چھوٹا چھوٹا
 کی جا۔ نئے پیدائش انطا کیہ تھی؟

مبطل

مروجہ اناجیل میں تقو ما کا ذکر

پہلے نمبر میں ہم اپنے مسندوں کو اختیاراً بیان کر کے اس تقو ما پر
 بحث کر چکے ہیں۔ اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ تقو ما حوالہ ہی کا ذکر مرد جسہ
 اناجیل میں کہاں کہاں آیا ہے۔ اور کس طرح سے آیا ہے۔ تاکہ ناظرین پر
 یہ امر واضح ہو کہ تقو ما کوئی معمولی شخص نہ تھا۔ بلکہ تارکک مذہب کی عورت
 میں وہ ایک خاص مرتبہ اور مقام رکھتا تھا۔

۱۔ متی باب ۱۰۔ آیت ۳۱ میں مسیح نے جہاں اپنے شاگردوں میں
 سے بارہ آدمیوں کو خاص کیا۔ اور وہی حواری کہلاتے ہیں۔ اور عیسائیوں
 کی اصطلاح میں انہیں **عزیز** کہتے ہیں اور رسول پکارا
 جاتا ہے۔ ان میں سے ایک، تقو ما رسول ہے۔

۲۔ انجیل مرقس باب تین آیت اٹھارہ میں بھی تقو ما خاص کرود
 میں شامل کیے گئے ہیں۔

۳۔ ایسا ہی انجیل یوحنا باب ۶۔ آیت ۵ کی فہرست میں تقو ما
 خاص یہ گزیدوں میں گنے جاتے ہیں۔

۴۔ یوحنا باب گیارہ آیت سولہ میں تقو ما کا خصوصیت کے ساتھ
 ذکر ہے کہ جب یسوع نے اپنے دوست لوزر کے مرنے کی خبر سنی۔ اور
 وہ نکلین ہوا۔ تو تقو ما پر اتنا اثر ہوا۔ کہ وہ مرنے کے واسطے تیار ہو گیا۔

۵۔ یوحنا بابا، چودہ آیت پانچ میں مثنوی کی اس محبت کا خصوصیت کے ساتھ اظہار ہوتا ہے جو کہ وہ مسیح سے رکھتا تھا۔ اور اس آیت کے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح پہاں جہانے وہ راستہ دریا فتہ کرتا ہے۔ اور بالآخر مسیح کو تلاش کرتے کرتے ہندوستان پہنچتا ہے۔

۶۔ یوحنا بابا، بیسی آیت چوبیسٹی۔ بعد صلیب مسیح کی زندگی پر مثنوی نے یقین نہیں کیا۔ جب تک کہ اس کے زخموں کو دیکھ نہیں لیا۔ کہ یہ وہی شخص ہے۔ جو کہ صلیب دیا گیا تھا۔

۷۔ اس کے بعد صرف ایک جگہ احوال بابا ایک آیت تیرہ میں مخترا سا ذکر ہے۔ اس پہلے شورش کی مجلس میں جو یسوع کو پہاڑ کے دامن میں خدمت کرنے کے بعد ہوئی۔ اس کے بعد حواریوں کے ساتھ کہیں مثنوی سا ذکر نہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود ہی یسوع کے پیچھے چلا گیا۔ اور شام یا مصر کی طرف دوسرے حواریوں کی طرح نہیں آیا۔ بلکہ کسی اور طرف چلا گیا۔ کیونکہ اس کی یہی خواہش تھی۔ کہ وہ یسوع کے ساتھ رہے۔ اور اسی واسطے یسوع سے پوچھتا تھا کہ تو کہاں جاسے گا۔ اور جواب دہ تو ہوا کہ اے خدا کے ساتھ چلا جا۔

دیگر اناجیل میں مثنوی کا ذکر

اناجیل کے تذکرہ میں یہ بات بجز یاد رکھنی چاہیے۔ کہ انجیل دراصل کسی کتاب کا نام نہیں۔ بلکہ انجیل کے معنی میں بشارت۔ خوشخبری۔ اسی واسطے عبرانی زبان میں انجیل کو بشورا (بشارت) کہتے ہیں۔ جو عربی لفظ بشری سے نکلا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح نامی علیہ السلام کا بڑا کام یہی تھا۔ کہ وہ حضرت خاتم النبیین کے آنے کی خوشخبری

دنیا کو پہنچائیں۔ اس واسطے ان کے اس پیغام کا نام بشری بشارت
 یا انجیل بٹوا۔ مگر آج دنیا بھر میں نہ عیسائیوں کے پاس نہ کسی
 دوسرے کے پاس ایسی کتاب ہے۔ جو مسیح ناصرٹی نے خود لکھی
 ہو۔ یا لکھائی ہو۔ یا آپ کے زمانہ میں لکھی گئی ہو۔ یا آپ کی طرف
 منسوب کی جاتی ہے۔ جن کتابوں کو اب انجیل کہا جاتا ہے۔ وہ
 حضرت مسیح کے بعد بطور تاریخی واقعات کے لکھی گئی تھیں۔ ہم اس
 امر سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ مسیح کے حواریوں پر الہام الہی کا فیضان
 جاری ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے بہت سے خدام کو یہ نعمت
 عطا کی گئی ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ جو کچھ انہوں نے
 بولا یا لکھا۔ وہ سب الہامی لفظ۔ جب تک کہ کم از کم وہ اس بات کو غماز
 نہ کریں۔ کہ یہ کلام الہی ہے۔ لیکن مروجہ انجیل کے مصنفین نے یہ دعویٰ
 نہیں کیا۔ کہ وہ الہام الہی سے لکھ رہے ہیں۔ اور نہ ان بزرگوں نے اپنی
 کتابوں کا نام انجیل رکھا۔ بلکہ بعد میں آنے والے لوگوں نے اس لفظ
 سے کہ ان میں ایک آسمانی بارشاہت کے آسنے کا تذکرہ ہے۔ ان کا
 نام انجیل رکھا۔ اور اسی انجیل ابتدائی زمانوں میں بہت ساری
 تھیں۔ ان کی تعداد قریب ستر کے تھی۔ جن میں سے بعض علماء نے سٹائیں
 کتابوں کا انتخاب کر کے انہیں ایک کتابت کی صورت میں مجملہ کیا۔
 باقی تینتالیس کتابیں بھی بطور ردایا سنہ کے پادری کا صاحبان اپنے
 پاس رکھتے تھے۔ اور ان کی عزت کرتے رہے۔ ان کو ایسا کرتا کہتے
 ہیں۔ اس مجموعہ ایسا کر فائیں ایک کتابت نام اعمال تھا ما بھی ہے۔ جن
 میں تھوٹا کے ہندوستان آنے اور تھوٹا ہو کو یہیں دفن ہونے کا ذکر

صفائی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اس کتاب سے بھی سلوم ہوتا ہے۔ کہ بقوما حواری ضرور
سندوستان میں آیا۔

تہہ

شہادتیں

گذشتہ نمبر میں ہم یہ دکھا چکے ہیں کہ کتاب اعمال مٹو ما جو قدیم
سے عیسائیوں کے درمیان چلی آتی ہے۔ اس میں بقوما حواری کے
سندوستان آنے کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اب ہم اس کے متعلق بعض
دیگر شہادتوں کا حوالہ دیتے ہیں۔

اس سب سے پہلی شہادت خود ان عیسائیوں کی ہے۔ جو کہ
قدیم اٹالیا سے دکن میں ہیں۔ اور نسلاً بعد نسلاً اپنے کر بقوما حواری
کے عیسائی کہنے چلے آتے ہیں۔ یورپ کے کسی عیسائی نے سرزمین ہند
میں اپنا قدم نہ رکھا تھا۔ کہ اس سے قبل وہ ہندوستان میں موجود
تھے۔ صدیوں تک اور ملکوں کے عیسائیوں کے ساتھ ان کا کچھ تعلق
نہ تھا۔ آج تک وہ اپنی عبادت گاہیں (سیرانی) میں ادا کرتے ہیں۔
جو کہ عبرانی زبان کی آخری شکل کا نام ہے۔ ان کے گرجوں میں بیج
نہیں ہوتے۔ وہ اپنی بڑی رسومات میں شراب کا استعمال نہ کرتے
گرجوں میں تصویریں نہ رکھتے۔ عیسائیوں کے اس عقیدے سے وہ واقف
نہ تھے۔ کہ عشا ربانی میں روٹی اور شراب۔ مسیح کا گوشت اور خون ہوتا
ہے۔ وہ مسیح کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے۔

وہ یہودیوں کی طرح دن رات اپنے گرجے کی شمع روشن رکھتے۔ گرجے پر کوئی صلیب نہیں ہوتی۔ سینہ بسینہ جو روایات ان میں چلی آتی ہیں وہ یہی بتلاتی ہیں۔ کہ تھوما حواری سہدوستان میں آیا۔ اس کے ذریعہ سے وہ عیسائی ہوئے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ خواہ مخواہ لوگوں نے ایک جھوٹ بنا لیا ہو۔ اور پھر اس جھوٹ پر پشت در پشت اعتقاد رکھنے چلے آئے ہوں۔ ممکن ہے کہ مروریہ زمانہ سے ان روایات میں کچھ باتیں مل جل گئی ہوں۔ لیکن کم از کم اتنی اصلیت مشترک مصدقہ ضرور ہے۔ کہ تھوما حواری داں پہنچے۔ اور ان کے ذریعہ سے وہ لوگ عیسائی ہوئے۔

۲۔ دوسری بڑی شہادت خود قبر ہے۔ جو اب تک موجود ہے۔ اس پر ایک بڑا بھاری گرجا بنا ہوا ہے۔ جب میں بدراس گیا۔ تو ایک دن اس قبر کو دیکھنے کے واسطے گیا۔ صبح کا وقت تھا۔ گرجے کے دروازے سب طرف سے کھلے تھے۔ اور عیسائی ٹوٹ بھج کی عبادت کرنے کے واسطے اس کے اندر آ جا رہے تھے۔ یہ اتوار کا دن نہ تھا۔ اس واسطے باجماعت نماز نہ تھی۔ بلکہ لوگ اپنے طور پر کچھ عبادت کر کے چلے آتے تھے۔ میں نے گرجا کے باہر ایک شخص سے دریافت کیا۔ کہ تھوما حواری کی قبر کہاں ہے۔ میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ شخص میرے ساتھ بڑا اور گرجے کے بڑے ہال میں مجھے لے گیا۔ جہاں اس نے مجھے زمین میں ایک گڑھا سا دکھایا۔ جو پادری صاحب کے کھڑا ہونے کے پلیٹ فارم کے آگے ہال کے وسط میں تھا۔ اس گڑھے کے ارد گرد ایک خوبصورت کپڑا لگا ہوا ہے۔ اور ایک طرف سے نیچے اترنے کا ذریعہ ہے

میں زینے سے اتر کر نیچے گیا۔ اور وہ شخص بھی میرے ساتھ نیچے اتر آ
 دو پتھر جن کی لبان شمالاً جنوباً تھی۔ ایک غار کے منہ پر رکھے ہوئے
 تھے۔ اور دونوں کے درمیان کوئی ایکس اپن کی جگہ کھلی تھی اس شخص
 نے مجھے بتایا کہ یہ تھوما کی قبر ہے۔ اور اس نے ایک لکڑی سے قبر
 کے اندر سے تھوڑی سی مٹی نکال کر مجھے دی۔ معلوم ہوا کہ اب تک
 تھوما کی قبر کی مٹی بیماروں کو شفا دینے کے واسطے لے جاتے ہیں جیسا کہ
 کشمیر میں حضرت مسیح کی قبر کی مٹی اس سبب کے واسطے لوگ تبر ثا لے
 جاتے ہیں۔ قبر شمالاً جنوباً ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں کی قبریں ہوتی ہیں۔ غالباً
 منہ بیت المقدس کی طرف کیا گیا ہو گا۔ یہ قبر سمندر کے قریب ہے۔ اور
 اس محلے کا نام میلا پور ہے۔ جو پیلے بجائے خود ایک گاؤں تھا۔ مگر
 اب اور اس شہر کے پھیلنے اور بڑھنے سے میلا پور اور اس کا
 ایک محلہ بن گیا ہے۔ شہر کی سرگرم کاری کا جنوبی اقصاء قبرستان
 قدم کے واسطے پر ہے۔ اور ڈیڑھ آنہ وہاں تک کہ کہ اب لکھا ہے۔

یہ امر بھی ضرور مذاقاً لے کر کسی خاص مصالحت کے باعث ہے
 کہ اس وقت جماعت احمدیہ اور اس کا اہل حصہ میلا پور میں ہی اسی
 قبرستان میں چند قوم کے واسطے پر سکونت پذیر ہے۔ اور وہ اصحاب غالباً
 اپنی پیدائش کے زمانہ سے وہیں رہتے ہیں۔ مگر وہ اس قبر کے شمالاً
 سے واقف نہ تھے۔ شاید اس واسطے کہ اس کی تحقیقات کا ثواب میرے
 ہی حصے میں رکھا ہوا تھا۔

اس گرجے کے ایک کونے میں تھوما حواری کی بعض یادگاری اشیاء
 تبرکار رکھی ہیں۔ جن میں ایک دانست اور برچی کا سرا بھی ہے جس سے

وہ شہید ہوئے۔ یہ تبرکات دسمبر کے اخیر پر کسی خاص میلے کے دن دکھائے جاتے ہیں۔ عموماً بندرتے ہیں۔

یہ گر جانی زمانہ رومن کیتھیو ایک پادریوں کے قبضے میں ہے۔ اور پرتگیزی لوگ اس میں زیادہ تر ہیں۔ کیونکہ موجودہ گر جا بہت ہی شاندار عمارت ہے۔ پرتگیزیوں کی بنائی ہوئی ہے۔ جو غالباً کسی پہلی مسافر شدہ عمارت پر بنائی گئی ہے۔

اگر ہمارے کوئی دوست اتفاقی طور اس میں جائیں۔ اور اس قبر کو دیکھنا چاہیں۔ تو ہمارے نوجوان عزیز مسٹر عبدالقادر احمد صاحب اللہ نقلے جو سیلا پور میں جنرل ڈاکٹر ہوس میں رہتے ہیں۔ انہیں سنجوشی امداد دینگے۔ ہمارے دوست حاجی محمد عمر الدین صاحب ڈنگوی نے بھی اس قبر کو دیکھا ہے۔

مذہب

دیگر شہادتیں

ہم یہ دکھا چکے ہیں۔ کہ قنوجو حواری کے مہندوستان میں آنے کا ذکر خود کتاب اعمال عقو ما میں موجود ہے۔ اور اس کے بعد دیگر شہادتوں میں سے پہلی شہادت دکن کے قدیم عیب ایوں کی۔ اور دوسری شہادت قبر موجود ہونے کی ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس بار شہادتیں درج کی جاتی ہیں۔

۳ - Eusebius - یوسیبی۔ اس نے جو عیسائی مذہب کی تاریخ کا باب کہلاتا ہے۔ اپنی کتاب تاریخ میں اس امر کا تذکرہ کیا

کہ تیسری صدی کے ابتداء میں بعض لوگ ہندوستان سے آئے تھے جو دماں کے قدیم عیسائی تھے۔ اور ان کے پاس منی کی انجیل عبرانی زبان میں تھی۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائی مذہب ہندوستان میں بہت دیر سے تھا۔

۴۔ ایک قدیم یونانی مورخ نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ قسوما عواری تبلیغ عیسائیت کے واسطے ہندوستان گیا تھا۔ اور وہیں شہید ہوا۔ اسی مورخ سے نقل کر کے مسٹر کیور (Cause) نے اپنی کتاب میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔

۵۔ کلیسا نے شام میں جو قدیم کتب دعا ہیں۔ جن میں بزرگ اولیا اور رسولوں کے حق میں دعائیں لکھی ہیں۔ ان تمام کتابوں میں متوما عواری کے نام کے ساتھ اس کا ہندوستان میں چلا جانا اور سیلاپور میں شہید ہونا قدیم سے درج چلا آتا ہے۔ یہ کتابیں ایسی ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں میں بزرگوں کے نام پر فاتحہ خوانیاں ہوتی ہیں۔ اور ان کو انگریزی میں *Liturgical Books & Calendars of the Syrian Church.*

یہ جو بیلینگس اینڈ کیلنڈرز آف سوریہ میں چرچ کہتے ہیں۔ ہر ایک بزرگ کے واسطے ایک خاص دن مقرر ہوتا ہے۔

Martyrology of the Syrian Church۔
کتاب شہادت نامہ کلیسا نے سوریہ عیسائیوں میں قدیم سے رسم چلی آتی ہے۔ کہ جو بزرگ دینی خدمات کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی اور کچھ تذکرہ کتاب شہادت نامہ میں لکھا ہوتا ہے۔ سو سیرین کلیسا

کے شہادت ناموں میں بقوما حواری کا نام ہندوستان اور میلا پور کے ساتھ قدیم سے منسوب چلا آتا ہے۔

۷۔ ایسا ہی کلیسیا سے یونان کے شہادت ناموں میں بھی فسونا حواری کا نام ہندوستان اور میلا پور کے ساتھ قدیم الایام سے منسوب چلا آتا ہے۔

۸۔ ایسا ہی کلیسیا سے روما میں بھی شہادت ناموں کے درمیان بقوما حواری کا نام ہندوستان اور میلا پور کے ساتھ قدیم الایام سے منسوب چلا آتا ہے۔

۹۔ ایسا ہی ایسیرین کلیسیا سے کے شہادت ناموں کے درمیان بقوما حواری کا نام ہندوستان اور میلا پور کے ساتھ قدیم الایام سے منسوب چلا آتا ہے۔

۱۰۔ مذکورہ بالا تمام شہادت ناموں کے علاوہ سینٹ گرگوری بشپ آف ٹورز نے اپنی کتاب ان گوری مارٹی روم میں

Anglo-Martyrdom by St. Gregory Bishop of Tours.
کا ہندوستان میں آنا اور اسی جگہ شہید ہونا قدیم روایات اور سزا کے حوالے پر رکھا ہے۔ یہ کتاب ۵۹۲ء کی تصنیف ہے۔

۱۱۔ چوتھی صدی عیسوی کے ابتداء میں شکشاہ میں نیاں نیاں بشپوں کی ایک کونسل قائم ہوئی تھی۔ اور جو باتیں اس کونسل میں پائی گئیں۔ ان پر تمام بشپوں کے دستخط لئے گئے۔ ان میں ایک بشپ کا نام یوحنا نام نے اپنے آپ کو ہندوستان کا بشپ کر کے رکھا ہے۔ وہ دستخط

کا کاغذ اب تک موجود ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت
ہندوستان میں ایسے عیسائی لوگ موجود تھے۔ جن کا کوئی شبہ بھی
نہیں۔

۱۲۔ کا سمس نام ایک عیسائی نے چھٹی صدی کے ابتدا میں ہندوستان
میں ہندوستان کی سیر کی۔ اور ایک سفر نامہ لکھا۔ جس میں اس نے
جنوبی ہند اور مالابار میں قدیم عیسائیوں کے رہنے کا ذکر کیا ہے۔
۱۳۔ قدیم انگلستان کی تاریخ میں یہ بات سب مصنفوں نے درج
کی ہے۔ کہ بادشاہ ایڈلفریڈ نے ایک نذر کو پورا کرنے کے واسطے کچھ
تختیافت کے ساتھ اپنے سینئر قوما حواری کی قبر پر بھیجے تھے۔ جو میلاپور
ہندوستان میں تھی۔ یہ واقعہ ۱۱۳۶ء کا بیان کیا جاتا ہے۔ اور اگر
قبر قوما والا واقعہ درست نہ ہوتا۔ تو اسے اس قدر شہرت اور عزت
کبھی حاصل نہ ہو سکتی۔ کہ انگلستان کا بادشاہ اس پر اپنا چڑھا دا
بھیجے ملاحظہ ہو کتاب اینگلو سیکسن کرائیکل صفحہ ۳۵۷

Anglo Saxon Chronicle Bohus Edition

P. 357.

۱۴۔ مارکو پولو مشہور سیاح جس نے اپنی سیاحت میں ملکوں اور
شہروں کے حالات، نہایت تحقیقات سے لکھے ہیں۔ اور آج تک بھی اس
کے سفر نامے تاریخ میں نہایت وقت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔
جب جنوبی ہند میں پہونچا۔ تو اس نے میلاپور مدرا سے کے گرجا اور قدیم
عیسائیوں کا ذکر اور قوما حواری کے ہندوستان میں آنے اور تبلیغ کرنے
اور شہادت پانے کے تمام واقعات کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے

اگر یہ سب واقعات اس کے زمانے میں مشہور نہ ہوتے۔ اور اعتبار کی نظر سے دیکھا جانے قابل نہ ہوتے تو وہ کبھی ان کا تذکرہ اپنی کتاب میں اس شوق سے نہ کرتا۔

۱۵۔ پادری ابدیاس نے ۱۹۰۰ء میں مخدوما کے ہندوستان میں ہونے کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۔ پادری ڈوروشی اس نے ۱۹۰۲ء میں یہ تمام واقعات دہرائے ہیں۔

۱۷۔ سینٹ افریم نے ۱۹۰۳ء میں ان باتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۸۔ سینٹ جیروم نے ۱۹۰۲ء میں ان تصدیق کی ہے۔

۱۹۔ کلی مین ٹائین ریگائٹنس میں ۱۹۰۲ء میں ذکر ہوا۔

۲۰۔ مخدوما حواری کے جانشین پادری کے بعد دیگرے آج تک

دکن میں چلے آتے ہیں۔ جیسا کہ پوپ کا سلسلہ کے بعد دیگرے پہلا آتا ہے۔ اور موجودہ جانشین مخدوما کے بعد جیسا کہ نمبر پر ہے۔ ملاحظہ

ہو۔ کتاب سیرین جروج ان الا بار صفحہ ۵ مطبوعہ نرچن اپریل ۱۹۱۵ء

مذہب

چالیس کتابوں کا حوالہ

گذشتہ نمبروں میں ہم اندرونی اور بیرونی بیس شہادتیں عرض کر چکے ہیں۔ جن کے مسائل یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کہ جنوبی ہند میں قدیم الایام سے عیسائی چلے آتے ہیں۔ اور آج کل مخدوما حواری کے عیسائی کہلاتے ہیں۔ انہیں عیسائی بنانے والے ابتداً حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے ایک حواری تھے۔ جن کا نام تقو یا تقواء اور جنہیں یورپ کی زبانوں میں سینٹ ٹامس کہتے ہیں۔ اب ہم یہاں ان تمام شائع شدہ کتابوں کی فہرست درج کر دیتے ہیں۔ جن میں تفصیلاً یا اختصاراً تقو یا حواری کے مندرجہ ذیل ناموں میں آنے اور یہاں شہید ہونے کے حالات درج ہیں۔

چونکہ میں نے یہ تمام تحقیقات مدراس میں کی ہے۔ اس واسطے میں نے اکثر مذکورہ کتب کو دیکھا ہے۔ بعض کتا ہیں تو مجھے مدراس لاہور کا رسی پبلک لائبریری میں مل گئیں۔ جو کہ وہاں کے عجائب گھر کے مندرجہ ذیل شاہدار در منزلہ عمارت میں رکھی ہوئی ہے۔ ہزار آگے میں فوہدورت الماریوں میں مختلف معنائیں کے لحاظ سے ترتیب سے رکھی گئی ہیں۔ اور بہت سی میزبیاں اور کرسیاں الگ الگ بچھا دی گئی ہیں۔ جہاں بیچکر شایعین کتا ہیں مطالعہ کر سکتے ہیں۔ کتابوں میں سے کچھ نقل کرنے یا نوٹ کرنے کی عام اجازت ہے۔ لیکن صرف پسن یا کمال با نزر رکھا گیا ہے۔ تاکہ کتابوں پر سبیا ہی کے داغ نہ لگ جائیں۔ اس ناموں کے ایک علم دوست سابق گورنر سر کینا مارا کے نام پر کینا مارا لائبریری ہے۔ انگریزی کے سوائے سنسکرت اور پالی کتابیں چھپتی ہیں۔ مگر عربی۔ فارسی اور دو کی ایک کتاب بھی نہیں۔ کتابوں کے باہر کے حصے کی کسی کو بھی اجازت نہیں۔ اس واسطے تمام کتا ہیں ہر وقت وجود میں رہتی ہیں۔ پنجاب کی پبلک لائبریریوں کی طرح نہیں۔ کہ اکثر کتابوں کے متعلق لائبریرین صاحب کہہ دیتے ہیں: باہر گئی ہوئی ہے۔ اور اس طرح ایک محقق آدمی کو مایوسی کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

میں نے ہندوستان کے مختلف شہروں کے پبلک کتب خانے دیکھے ہیں۔ مگر ایک خوبی جو گلگتہ کی امپیریل لائبریری میں ہے۔ وہ کسی میں نہیں دیکھی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ریفرنس کی بڑی بڑی کتابیں مثلاً انسائیکلو پیڈیا اور ہر قسم کی ڈکشنریاں اور ڈائریاں سب ریڈنگ روم میں کھلی الماریوں میں سجادی گئی ہیں۔ اور ان کتابوں کے واسطے لائبریریوں کو درخواست نہیں دینی پڑتی۔ بلکہ شائقین خود ہی ان کتابوں کو نکال کر دیکھ لیتے ہیں۔ اور پھر خود واپس رکھ دیتے ہیں۔ اس سے نہ صرف شائقین کو آسانی رہتی ہے۔ بلکہ لائبریری کے مسٹران کا بھی وقت اور محنت کا بچاؤ ہو جاتا ہے۔ کتب خانہ پنجاب اور دیگر کتب خانوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیے۔

یہ تو جملہ معترضہ ہی تھا۔ اصل بات کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ خصوصاً حواری کے متعلق بعض تصانیف اس کتب خانے میں ہیں لیکن بعض پرانی کتابیں ایسی تھیں۔ جو کہ نہ تو پبلک لائبریری سے ملیں۔ اور نہ کسی عیاشی کے پاس تھیں۔ مگر ان کا ذکر بعض موجودہ کتب میں میں نے پڑھا تھا۔ ان کا تلاش کرنا بہت ہی مشکل تھا۔ کیونکہ وہ اب چھپتی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم اور احسان اور غریب نوازی ہے۔ کہ مجھے وہ سب کتابیں فقوڑی محنت تلاش کے بعد ایک ایسے کتب خانے میں مل گئیں۔ جو ایک گنامی کے گوشے میں پڑا ہوا تھا۔ وہ کتب خانہ پادری کیلیٹ آجھانی کا ہے۔ پادری کیلیٹ بہت عرصہ ہوا۔ مگر اس میں ایک مشہور پادری تھے۔ انہیں کتابوں کے جمع کرنے کا بڑا شوق تھا۔ عمر بھر میں انہوں نے کتابوں کا ایک

میں قیمت ذخیرہ جمع کیا۔ جوان کے مرنے پر کلیسیا نے خرید لیا۔ اور اب
 وہاں انگریزی چورج کے ممبروں کے سوائے دوسرے کو جانے کی اجازت
 نہیں۔ مگر وہاں کے ڈیکن صاحب نے ہربانی سے مجھے خصوصیت سے
 اجازت دی۔ میں چند روز متواتر وہاں جاتا رہا۔ اور مجھے تعجب ہوا کہ
 اس قابل قدر کتب خانے کو دیکھنے کے واسطے کوئی وہاں نہ آتا تھا۔ میں
 اکیس بار وہاں پر کتابیں دیکھتا رہا۔

سول بعض کتابیں مجھے کیلیٹ لائبریری میں ملیں لیکن نا حال
 بعض کتابیں ایسی ہیں۔ جن کا حوالہ میں نے کتب زیر مطالعہ میں پڑھا۔
 مگر خود انہیں نہیں دیکھا۔ ان سب کتابوں کا نام میں یہاں لکھ دیتا
 ہوں۔ تاکہ اس مضمون پر آئندہ محققین کے واسطے آسانی ہو۔ اور
 چونکہ انگریزی کتابوں کو اردو حروف میں درست طور پر نہیں پڑھا
 جا سکتا۔ لہذا صحت لفظی کے واسطے انگریزی حروف میں بھی نام
 لکھ دیئے جاتے ہیں۔

۱۔ تاریخ کلیسیائے مالابار۔ مصنفہ میکائیل گیدس مطبوعہ لندن

۱۷۹۴ء (موجودہ کیلیٹ لائبریری مدراس)

*History of The Church of Malabar
 by Michael geddes London. 1694.*

اس کتاب میں ہنوما حواری کے ہندوستان میں آنے سے پہلے پور میں
 اس کی قبر کے ہونے کا مفصل ذکر ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ جنوبی ہند
 میں قدیم سے یہود آباد تھے۔ (صفحہ ۷) اور ہنوما کے عیسائی گرجوں میں
 تصویریں نہ رکھتے تھے۔ بُت نہ بناتے تھے۔ شراب کا استعمال نہ کرتے تھے

عشائے ربانی کو حقیقی نہ مانتے تھے۔ (صفحہ ۷۲، ۷۳)

(۲) کتاب ظہیر الدین مخدوم۔ یہ ایک اسلامی بزرگ کی تصنیف ہے۔ جو مال بار میں بطور ایک ولی کے مانا جاتا ہے۔ مخدوم صاحب نے بھی اپنی کتاب میں فقو ما اور اس کے عیسائیوں کا ذکر کیا ہے۔ جو ہندوستان میں قدیم سے پائے جاتے ہیں۔ چونکہ مخدوم صاحب کا نام میں نے انگریزی حروف میں دیکھا ہے۔ اس لئے اس کا تلفظ صحیح معلوم نہیں ہو سکا ہے۔

تہمید

چالیس کتابوں کا حوالہ

مضمون تہمید میں ہم نے ان کتابوں کے نام لکھنے شروع کیے ہیں جن میں فقو ما جواری کے ہندوستان میں آنے۔ رہنے اور شہید اور بد مذکور ہونے کا تذکرہ ہے۔ دو کتابوں کے نام اور کچھ ذکر و راج ہو چکا ہے باقی نہرست اب درج کی جاتی ہے۔

۳۔ "ہندوستان کو سچے دلی عیسائی بنانا غیر ممکن ہے" مصنف

اے۔ جے۔ اے ڈوبائے۔ مطبوعہ لندن ۱۸۶۳ء

Impossibility of making real converts to christianity in India. by Abbe. J. A. Dubois London 1823.

اس کتاب کے صفحہ ۲۲ میں لکھا گیا ہے۔ کہ نستوری فرقہ کے عیسائیوں کی

کتاب دعا زبان سرہانی میں اب تک ہندوستان میں موجود ہے۔

واضح ہو۔ کہ بعض لوگوں کی تحقیق کے مطابق الابرار اور مدراس کے پرانے عیسائیوں کو کنواری عیسائی بھی کہا جاتا ہے۔

(۲۷)۔ سفر نامہ ہند۔ مصنفہ بارٹولومیو مطبوعہ لندن ۱۸۰۰ء

A voyage to the east India by J. P. D. S. Bartolomeo London. 1800

یہ ایک مشہور اور قابل اعتبار سیارہ کا سفر نامہ ہے جس نے ۱۸۰۰ء میں ہندوستان کی مساحت کی فنی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۹۴ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں ہتھو ما جواری کے عیسائی اب تک سریانی زبان میں اپنی مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں۔ خدا کو الو کہتے ہیں۔ مولیٰ گوسٹ کو روحا صلیب کو شلیوا۔ نذر کو قربانہ صفحہ (۱۹۵)

داسکو ڈی گاما کے زمانہ تک یہ لوگ مسیح کی الوہیت کے شکر تھے۔ بتوں اور تصویروں کو بڑا سمجھتے تھے۔ مگر ۱۵۹۵ء میں رومن کیتھولک پادریوں کی امداد سے وہ ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ (صفحہ ۲۰۰) یہ لوگ روزہ رکھتے تھے۔ اور روزوں کے ماہ میں عورتوں سے الگ رہتے تھے۔

(۵) کلیسیا کا یہودیوں کے ساتھ صحیح برتاؤ۔ مصنفہ مسٹر لارڈ مطبوعہ

لندن ۱۸۸۳ء

"Right attitude & action of church towards the Jews" by James Henry Hild. London, 1883.

Rev (صفحہ ۹۲) ابتدا میں عیسائی رسولوں کا یہی طریقہ رہا۔ عیسائی مبلغین کے واسطے ایسے ملکوں کو جانتے تھے۔ جہاں پہلے سے یہ عیسائی مبلغین

مالا بار کے یہودی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ اُن کے آباد دس ہزار کی تعداد میں بیت المقدس سے جنوبی ہندوستان میں آئے تھے۔ اور اسی جگہ بودو باسٹن اختیار کی۔ سب سے پہلے جس جگہ آباد ہوئے۔ اس کا نام کرنگا توڑ تھا۔ اور اب تک کوہین کے گرد و نواح میں ایک قصبہ ہے۔ جس کا نام سٹن چری یا یہودیوں کا شہر ہے۔

مالا بار کے قدیم عیسائی نماز کے اغتنام پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک پرستام کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں میں السلام علیکم کہا جاتا ہے۔

اس کتاب کے بیان ایک نوید امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ چونکہ قدیم کے جنوبی ہندوستان میں یہود لوگ موجود تھے۔ اور حواری لوگ ہر جگہ گئے ہیں۔ جہاں کہیں یہود تھے۔ اس واسطے ضرور ہے۔ کہ کوئی حواری جنوبی ہند کو گیا ہو۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام تاکشیر کے یہود کے پاس تشریف لے آئے۔ اس سے رکن میں فقو ما کے آنے کی خبر کی تائید ملتی ہے۔

دوم:۔ قدیم عیسائیوں کا نماز کے بعد السلام علیکم کہنا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ابتداً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو ایسا ہی طریقہ عبادت کا سکھایا تھا۔ جسے وہ بعد میں بھول گئے۔ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گم گشتہ ہدایتوں پر دنیا

اس کتاب پر امر بھی غور کرنے کے قابل ہے۔ کہ چونکہ شام کے یہودیوں کتاب دعا زبان لیلیہ سلام کی جگہ دیا۔ اور گویا قسطنطین نے اس واسطے

انہیں آج تک بھی توفیق نہ ہوئی۔ کرب کے سبب دین اسلام قبول کر لیں
یا عیسائی ہی ہو جائیں۔ لیکن کشمیر کے یہودیوں نے نبی اللہ کی خاطر کی
ادرا د کی۔ اور کوئی مخالفت نہ کی۔ اس واسطے خدا تعالیٰ نے
انہیں توفیق دی۔ کہ ان میں سے کوئی یہودی نہ رہا۔ اور ان کو یہ عزت
دی گئی۔ کہ ایک نبی اللہ کی قبر ان کے درمیان اسی سو سال سے محفوظ
چلی آتی ہے۔

(۱۷) ملک چین میں سیجیت عبدالملک مصنفہ اکمل اہل ایہہ ہیبو
Christianity in China vol. I. by
M. L. Abbe Huc.

(صفحہ ۲۹) ہندوستان کے دارالافتوا جی اسی تھے۔ جس پر پاپی نس
(Pantenus) دوسری صدی میں ہندوستان میں آیا۔ تو اسے
معلوم ہوا۔ کہ عیسائیت وہاں جاری ہو چکی تھی۔

(۱۸) ہندوستان میں سیجیت مصنفہ مارشل۔ مطبوعہ لندن ۱۸۸۵ء
Christianity in India by J. W. M.
Marshall. London 1885.

(صفحہ ۱۷) ایسے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ افکارا جی اسی نے زعفری ہندوستان
میں دھنکا کیا۔ مگر وہ ہندوستان سے نکلے چین کو گئے تھے۔

(۱۹) ہندوستان میں عیسائیت کی تاریخ مصنفہ پادری ہفت۔
History of Christianity in India by
Rev James Haugh. M. A.

(جلد اول صفحہ ۳۴) مرقس رسول نے سکندریہ سے عیسائی مبلغین

ہندوستان کو بھیجے تھے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکثر حواریوں کو ہندوستان کی طرف آنے یا اپنا ایلمچی بھیجنے کی فکر لگی رستی تھی۔ خصوصاً ہندوستان میں آنا تو اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ قبر تاس موجود ہے۔ اور خود عیسائی لوگ اسے تسلیم کرتے چلے آتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق بارہویوں کو اسی بھی ہندوستان میں آئے تھے۔ خصوصاً شمالی ہند کو جانا بھی ثابت ہے۔ مرقس اپنے ایلمچی ہندوستان میں بھیجتا ہے یہ سب کیوں ہوا۔ اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں موجود تھے پس اپنے روحانی آقا کی تلاش میں اور اس کی محبت میں ان سب کا رخ ہندوستان کی طرف ہوا تھا۔ لیکن اصل مطلب کا اظہار چونکہ مناسب نہ تھا۔ کیونکہ سچ نامہری صلیب سے بچنے کے سبب خفیہ طور پر نکل آئے اور انہوں نے اور نیز فرشتوں نے عورتوں کو صرف اتنی اجازت دی۔ کہ اس پنج بچنے کی خبر یسوع کے شاگردوں کو کریں۔ دوسروں کو خبر کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ ردیچو متی کا آخری باب (بلکہ اتفاقاً کسی نے پہچان بھی لیا۔ تو یسوع عبد و ماں سے غائب ہو گیا۔ ردیچو لوقا۔ باب چوبیس) اس واسطے وہ امر تو مخفی رہ گیا۔ لیکن ان سب کا ہندوستان کی طرف رجوع کرنا کتابوں اور روایتوں میں شائع ہوتا رہا۔ ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خصوصاً نے بی بی مریم کے سامنے اپنے تبلیغی حالات کو بیان کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ہندوستان میں ہی تھیں۔ اور کچھ عرصہ ہوا ہمارے ایک دوست مولوی غلام دستگیر صاحب احمدی کو جو میلا پور میں رہتے ہیں۔ ایک

لیڈی مسز فرد نام نے یہ بھی کہا کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ خود حضرت مسیح بھی ہندوستان آئے تھے۔ بلکہ مدراس آئے تھے اور ممکن ہے کہ منوما کا کام دیکھنے لگے۔ مگر ہوں۔ منوما خود بھی کہتے ہیں۔ مسیح نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ غلام دستگیر صاحب کا خط درج ذیل ہے۔

۲۲ اپریل ۱۹۱۶ء

مخدومی جناب مفتی محمد صادق صاحب احمدی دام برکاتہ:-
 اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذشتہ ماہ ستمبر کا ذکر ہے۔ کہ ایک روز کچنبہ نوے صبح کے قریب بنابہ مسز فرد صاحبہ سے ملاقات ہوئی۔ جو گر جا سے آ رہی تھیں۔ باتوں میں فرمایا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں سب یہیں تھے۔ (غلام دستگیر فاروقی راز مدراس)

تلمیح

چالیس کتابوں میں سے آٹھ کتابوں کے حوالے اور داخلے ہم پچھلے نمبر میں دے چکے ہیں۔ اب اور کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں جن میں ہر قسم تذکرے درج ہیں۔

(۹) چونتیس انجینیں۔ مصنفہ مسز فلپس مطبوعہ لندن ۱۷۲۰ء میں لکھا ہے۔ وائے نکاح کرتے تھے۔ رومن کنینوکا پادریوں کی طرح مجرور نہ رہتے تھے اس بات کے قائل نہ تھے۔ کہ مسیح ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ کیونکہ وہ مسیح کی اویسیت کے منکر تھے، ان کی عبادتوں میں گانا بجانا نہ ہوتا تھا۔ نہ کوئی موتیں رکھی جاتی تھیں۔ وہ نہ اویسا سے دعائیں مانگتے تھے۔ نہ گرجوں میں کوئی مقدس پانی رکھا جاتا تھا۔ نہ وہ پوپ کو جانتے

تھے۔ اور نہ ان کے درمیان راہب ہوتے تھے (صفحہ ۱۵)

باوجود ان سب باتوں کے وہ عیسائی تھے۔ اور عیسائی کہلاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل عیسائی مذہب وہی تھا جو ان لوگوں کے درمیان تھا۔ اور تمام بدعات سے پاک اور عبادت تھا۔

Thirty four conferences by Mr. Phillips. London 1720.

(۱۲) رسالہ قدیم ہندوستان جلد ۶ مطبوعہ ۱۸۷۵ء

India Antiquary vol VI 1875.

(صفحہ ۳۱۳) لکھنؤ ماہ کے عیسائی جن کو سیریا کے عیسائی بھی کہتے ہیں، ان کی تحریری تاریخ سیریا کی زبان میں ان کے پادریوں کے پاس ایشیا ٹنک موجود ہے۔

(۱۱) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۱ صفحہ ۱۹۵ د ۲۲۹۔

(۱۲) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۲ صفحہ ۷۷ د ۲

(۱۳) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۳ صفحات ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲۔

(۱۴) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۴ صفحات ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰

(۱۵) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۵ صفحہ ۲۵

(۱۶) سیاحت نامہ فرانس میں لکھنؤ ماہ کے پہاڑ اور اس پر چلبلیب

کا ذکر ہے۔ *Nyer's Travels.*

(۱۷) رسالہ ایشیا ٹنک ریسرچ جلد ۷ صفحہ ۲۲ د ۳

(۱۸) رسالہ ایشیا ٹنک ریسرچ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲ د ۳

(۱۹) رسالہ ایشیا ٹنک ریسرچ جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۵

(۲۰) مشرقی کتب کا مخزن۔ مطبوعہ روم ۱۸۶۸ء۔ اس کتاب میں
دس بڑے صفوات ہیں۔ قفقو حواری کے منہد وستان آنے۔ شہید ہونے
میلاپور میں دفن ہونے اور تب سے وہاں عیسائیت کے قیام کا ذکر ہے

Bibliotheca orientalis. Room 1728.

(۷۱) بشپ پارٹس (Bishop Partas) نے جو ۱۸۲۰ء

میں ہوا ہے۔ قفقو حواری کے منہد وستان آنے اور شہید ہونے کا ذکر اپنی
کتاب میں کیا ہے۔

(۷۲) گوہ کاروی نو کے پادری جان صاحب نے ۱۸۹۲ء میں قفقو

کا تمام ذکر منہد وستان آنے۔ شہید ہونے اور دفن کیے جانے کا لکھا ہے

Friar John of Monte Carrino 1892.

Anglo-Saxon Chronicle Bohm's Series.

کار سچ اننگلو سیکسن جس میں یہ تذکرہ مفصل ہے۔ کہ کس طرح شاہ

الفریڈ سے اپنا نذرانہ چڑھاوا اور قفقو ما اور بار قفقو لو میو۔ مسیح کے دو

حواریوں کی قبر پر منہد وستان بھیجا۔ اس سے اور بعض دیگر روایتوں سے

ایسا ثابت ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف قفقو ما بلکہ بار قفقو لو میو حواری بھی منہد وستان

آیا تھا۔ چنانچہ

(۷۳) کتاب دی ایپاسٹولک اور کن معنفہ فلپوسس مطبوعہ مدراس

The Apostolic origin & early ۱۹۰۵ء

History of the Syrian church of

Malabar by A Philipose M.A. Madras

1904.

کے صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔ کہ یوسی بی اس کی روایت کے مطابق بارخوضو لو
حواری ہندوستان آیا تھا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ وہ قحوما کے پچھلے پچھلے
آیا ہو۔ ملاحظہ ہو۔ یوسی بی اس۔ کلیسیا صفحہ ۴۹ مطبوعہ لندن ۱۷۶۹ء

Eusebius Ecclesiastical History P. 94
Translated by Mr Parker Third -
Edition, London. 1729.

(۲۵) کتاب کرچن ٹاپوگر فیضی مصنفہ کاس ماس کے صفحہ ۱۱۸ پر
لکھا ہے۔ کہ کاس ماس نے ۱۷۲۴ء میں قحوما حواری کے عیسائیوں سے
مالا بار میں ملاقات کی

"Christian Topography" by Cosmos
in The Haelat Society's Publication

(۲۶) انجیل اعمال قحوما میں سارے واقعات ابتداء سے لکھے چلے
آتے ہیں۔ اور یہ کتاب سلسلہ قبل ناسین میں ۱۷۱۹ء پر چھپ چکی ہے
"The Acts of Thomas in Ante-Nicene
Christian Library vol. XVI.

(۲۷) ڈاکٹر رائے نے ایک مفصل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے
سربانی کلیسیا ہندوستان میں۔ اس میں بھی یہ واقعات درج ہیں۔
Dr. Rae's "Syrian Church in India"
(۲۸) ہنٹر صاحب نے اپنی تاریخ ہند کے باب ۹ صفحہ ۲۸ میں
ان واقعات کا ذکر کیا ہے۔ گو ان کے نزدیک یہ عیسائی قحوما کے کئے
ہوئے نہیں۔ بلکہ کسی عیسائی ملک سے آکر یہاں آباد ہو گئے۔ لیکن اس

قدر و روایات اور شہادتوں کو بے دلیل معقول کے جھٹلانا درست نہیں ہے،

Sir W. Hunter's Indian Empire.

(۲۹) سفر نامہ مارکو پولو کی جلد ۲ کتاب ۳ میں اس کا مفصل ذکر ہے۔

Col. Yule's "Marco Polo" vol II. Book III. ch. xx iii.

(۳۰) رسالہ "دی منتھ" بابت اگست ۱۹۱۲ء میں ایک مضمون مشرق

میں نیسیائیٹ پر ہے۔ اس میں بھی یہ ذکر ہے۔

The Month August 1912.

"Christianity in the East."

(۳۱) رسالہ "دی انڈین ریویو" بابت جولائی ۱۹۱۳ء میں مالا باری

قدیم عیسائیوں پر ایک مضمون میں درج ہے۔

The Indian Review, July 1912.

"The Syrian Church in Malabar."

(۳۲) جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی جلد ۱ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ لندن

۱۸۳۵ء میں یہ ذکر مفصل ہے۔ کہ قدیم آباءے یسوعین نے قحطی کے مند میں آنے اور شہید ہونے کی تصدیق کی ہے۔

(۳۳) کتاب "سٹوری آف انڈیا" مطبوعہ دبیس ۱۵۸۹ء میں جوا لہ

پادریان پطرس - میری - اور مے فیوس - قحطی کے مند میں آنے کا مفصل تذکرہ ہے۔

Historia Indiae Lib 2. P. 31

Vence, 1589.

(۳۴) ہندوستان کے اسپیریل گزبٹر میں پرانی یادداشتوں اور
کفتیوں کے حوالے پر اس کی تصدیق کی گئی ہے۔

Imperial Gazetteer of India Vol II
P. 5. 56. Oxford 1907.

(۳۵) پادری ڈاکٹر میڈلی کاٹ نے حال میں ایک نہایت منصل
کتاب اس مضمون پر لکھی ہے۔ یہ کتاب لندن میں ۱۹۰۵ء میں چھپی ہے۔
*Dr Medlycott "India & the Apostle
Thomas" London, 1905*

(۳۶) ایسا ہی ایک نوجوان مسرطہ پنچی کارن ایم۔ اے نے ایک
کتاب بنام سیرین چریچ لکھی ہے۔

*The Syrian Church in Malabar by
Joseph C. Panji Karan M.A*
Trichinopoly 1914.

جیکہ میں مدرس میں تھا۔ تو بعد اس کے اجنار میں میری تلاش میں
سیرین چریچ کا ذکر دیکھ کر لڑائی ویزڈرم کے ایک مقدمہ کے عیسائی استاد
ٹامس کے پی نے اپنے خط کے ساتھ مجھے یہ کتاب تحفہ بھیجی تھی۔ خدا سے
جز اسے خیر دے۔

Turner's History of Anglo-Saxons (۳۷)
تاریخ اینگلو سیکسن مصنفہ ٹرنر صاحب

(۳۸) جنرل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی اپریل ۱۹۰۵ء

(۳۹) کر سپن ریسرچز ان ایشیا مصنفہ بوکینن۔

Christian Researches in Asia by
Cladius Buchanan.

(۴۰) تاریخ زوال سلطنت روم مصنف گبن
Gibbons Decline and fall of the
Roman Empire.

(۴۱) پرنگالی تحقیقات اور مشن۔ مطبوعہ لندن ۱۸۹۳ء۔
Portugese Discoveries, Dependancies
and Missions - London 1893.

کتابیں تو اور بھی بہت ہیں۔ مگر میں سرِ دست اکتالیس کی مکمل تعداد
پر اکتفاء کرتا ہوں۔

یہ خیال رہے کہ میں نے بعض ایسی کتابیں بھی ٹھکڑی ہیں جن میں یہ تو
تسلیم کیا ہے کہ تھوما سندھ میں آیا تھا۔ مگر جنوب میں نہیں۔ شمال میں آیا
تھا۔ یا بالکل نہ آیا تھا۔ یہ بحث نئے قیاسات ہیں۔ آگے چل کر میں اس
پر بھی کچھ بحث کرونگا۔

تنبیہ

تھوما پہاڑ پر مسیح ثانی کا ایک عمام

تھوما حواری کے ہندوستان آنے اور شہید ہونے اور میلاپور
میں دفن ہونے وغیرہ کے متعلق ہم اکتالیس کتابوں کے حوالے دے چکے
ہیں۔ نیز تھوما کی قبر دیکھنے کا مفصل بیان (نمبر ۳) میں ہو چکا ہے۔ اب ہم
اس پہاڑ کے دیکھنے کا ذکر کرتے ہیں۔ جو آج تک تھوما کے نام سے مشہور

ہے۔ اسے سینٹ ٹامسز مونت St Thomas's Mount کہتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی شہر مدراس سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ریل جاتی ہے۔ میں ایک دن اس کے دیکھنے کے واسطے گیا صبح کا وقت تھا۔ پہاڑی میں سے اوپر چڑھنے کے واسطے ایک لمبی سڑک پتھر کے زینوں کی بنائی گئی ہے۔ جس کا نمونہ دولت آباد قلعہ میں یا بنارس کے گھاٹ پر ایک حد تک دکھائی دیتا ہے۔ میں اس پر اکیلا ہی چڑھا۔ کوئی اور میرے ساتھ نہ تھا۔ قلب میں دُعا کی تحریک ہوئی۔ منجملہ اور دعاؤں کے میں نے جناب باری میں عرض کی کہ یا الہی حضرت مسیح ناصری کا حواری یہاں آیا۔ مخالفین نے اسے قتل کیا۔ وہ شہید ہوا میں بھی تیرے مسیح کا ایک شام ہوں۔ پر کون مسیح۔ مسیح محمدی۔ تو اپنے فضل سے کامیاب اور فتحیاب کر۔ یہ دُعا کرتا ہوا میں اوپر پہنچا۔ پہاڑی پر ایک گرجا بنا ہوا ہے۔ جو بند تھا۔ اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اس کے گرد گھومتے ہوئے ایک مدراسی عورت مجھے ملی۔ اس نے بتلایا کہ تھوڑی دیر میں گرجا کھولا جائے گا۔ گرجا کھولنے کے انتظار میں میں وہاں بیٹھ گیا۔ اتنے میں پانچ نوجوان بوشکل و صورت سے مسلمان معلوم ہوتے تھے۔ وہاں آگے۔ میں نے ان کو اپنے پاس بٹھالیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ قریب کے ایک گاؤں میں جو سمندر کے کنارے پر ہے۔ ماہی گیری میں۔ اور بطور تفریح کے یہاں آگے ہیں۔ میں نے سمجھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کو میرے واسطے بھیجا ہے۔ تب میں نے ان کو تبلیغ شروع کی۔ وہ قادیان کے نام تک سے بھی ناواقف تھے۔ ان کو حضرت نبی اللہ مسیح موعود اور مہدی مہوڈ کے تمام حالات مفصل سنائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو

قبول ایمان کے واسطے انشراح صدر عطا کیا۔ اور وہ عاجز کے ہاتھ پر
بیعت تو بہ کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ
نے اپنے کرم سے وہاں مجھے

پاپیخ نومبالیعین

عطا فرمائے۔ بعد بیعت انہوں نے اپنی تامل زبان میں ایک کاغذ پر درخواست
بیعت لکھی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حضور بھیجی گئی۔
وہ درخواست بہ الفاظ اردو اس طرح سے ہے۔

اندر سے دہم مولوی محمد صادق صاحب۔ بنگلہ پارٹ کڑ میں نام کنڈوم
انم مہدی صاحب۔ انم مسیح صاحب ناؤ اوڈھی کے پلے سار نام ادھی
اپر کنڈوم مولوی صاحب کئی میل مہمت تو بہ کئے انم تانگل بنگ لک
دعا سی انگل یہ حضرت محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح۔ محمد اسماعیل منظر نظام الدین
صاحب۔ شیخ خواجہ محی الدین۔ شیخ صابو صاحب۔ شیخ امیر صاحب ۹ ستمبر
۱۹۱۵ء

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مولوی محمد صادق صاحب سے ہم کو سب حال
سبح موعود و مہدی کا معلوم ہوا۔ اور ہم مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت
تو بہ کر کے احمدی ہوئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست
دعا کی۔

جب یہ کاغذ لکھا جا چکا۔ تو اسی وقت ایک بوڑھی نن (تارکہ) آئی
اور اس نے گر جا کھولا۔ گویا کہ وہاں اتنی دیر ان لوگوں کو احمدی بنانے
کے واسطے ہوئی تھی۔ اور یہ ایک فتح عظیم تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے
فضل سے عطا فرمائی۔ بوڑھی نن صاحبہ نے گر جا دکھایا۔ اور وہ پتھر دکھایا

جس پر حقو ما حواری شہید ہوئے تھے۔ وہ پتھر گرجے کے سامنے کی دیوار
میں نصب ہے۔ اور اس پر صلیب بنائی گئی ہے۔ اور کچھ الفاظ لکھے ہیں
غالباً یہ سب کچھ بعد میں بنایا گیا ہے۔ پتھر پر جو الفاظ لکھے ہوئے ہیں وہ
کسی بہت ہی پرانی طرزِ سخن پر ہیں۔ اس کا ترجمہ آگے چل کر ہدیہ ناظرین
کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

گرجا کے دیکھنے کے آثار میں ن صا حیہ کے ساتھ مذہبی گفتگو شروع
ہو گئی۔ جو انگریزی زبان میں معنی۔ اس نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ آپ مسیح
کو قبول نہیں کرتے۔ میں نے اسی کے الفاظ کو دہرا کر اس پر افسوس کا
اظہار کیا۔ کہ آپ مسیح کو قبول نہیں کرتیں۔ وہ کہے میں تو قبول کرتی ہوں
آپ نہیں کرتے۔ میں کہوں۔ میں تو کرتا ہوں۔ آپ نہیں کرتیں۔ آخر اس
نے پوچھا۔ اچھا میں کیسے نہیں کرتی۔ تب میں نے اسے سنا یا اور سمجھا یا۔
کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آگیا۔ جو اس کو نہیں مانتا۔ وہ پہلے مسیح کا بھی منکر
ہے۔ کیونکہ اگر ماننے والوں (ایمانداروں) میں ہوتا۔ تو وہ اس مسیح
کو ضرور قبول کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے مامورین۔ مسیحین کا دنیا میں نمودار ہونا
اہل دنیا کے واسطے ایک امتحان ہوتا ہے۔ جو کہنے میں۔ کہ اگر پہلوں
کے زمانے میں ہوتے۔ تو ان کو ضرور قبول کرتے۔ اور ان کی ایسی ایسی
خدمتیں بجالاتے۔ پس خدا ان کے دعووں اور خیالوں کی آزمائش
کے واسطے ان میں اپنا ایک رسول بھیجتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے
لوگوں کو حکم کرتا ہے۔ کہ اُسے قبول کرو۔ جو اُسے قبول کرتا ہے۔ وہ پاس
ہو کر سب کا قبول کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے۔ وہ سب
کا منکر اور کافر قرار دیا جاتا ہے۔ اس پر ن صا حیہ نے مسیح کی آمدِ ثانی کے

طریق پر کچھ گفتگو چاہی تب الیاس کی قوت و تاثیر میں یوحنا کا آنا پیش
 کیا گیا۔ جس کا جواب اس سے بن نہ پڑا۔ یہ دوسری فتح تھی۔ جو اللہ تعالیٰ
 نے مجھے اس پہاڑی پر حضرت فضل عمر کی دعاؤں سے مرحمت فرمائی۔ نئے
 احمدی بھائی پہاڑی سے میرے ساتھ اتر کر گاڑی تک میری مشایعت کے
 لئے آئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو برکت دے۔ اور اپنی رحمت اور معرفت
 سے حظِ وافر عطا فرمائے۔ آمین

تنبہ

بعض نئے پادریوں کا اختلاف

ہندوستان میں تھوما حواری کے آنے۔ دعوت کرنے۔ شہید ہونے
 میلاپور مدراس میں دفن ہونے۔ اور آج تک اس کی قبر کے موجود
 ہونے کے متعلق پہلی کتابوں سے اور صدی روایتوں سے اور تاریخ
 مذہب مسیحی سے اور سیاحوں کے سفر ناموں سے۔ غرض ہر ایک پہلو سے
 ہم ثابت کر چکے ہیں۔ اب ہم ان نئے پادریوں کے اقوال اور قیاسات
 کا کبھی ذکر کر دیتے ہیں۔ جنہوں نے یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ تھوما حواری
 دکن میں نہ گئے تھے۔ بلکہ شمالی ہند میں گئے تھے۔ یا یہ کہ ہندوستان کو آنے
 والے صاحب تھوما نہ تھے۔ بلکہ بارنھو لومیو تھے یا مرقس رسول کے بھجے
 ہونے مبلغ تھے۔ ان پادریوں کے اسماء یہ ہیں۔ ہفت۔ راتے۔ ناگیر
 لوگن۔ یہ صاحبان اٹھارہویں صدی عیسوی کے اخیر کے ہیں۔ اور وہ
 بات جو قدیم سے سبارومی اور شامی اور دیگر مقامات کے پادری
 بالافتاق ایک تاریخی واقعہ کے طور پر مانتے چلے آئے ہیں۔ اور اس کے

واسطے بیرونی شہادت بھی موجود ہے۔ ۱۔ سے آج چند بادریوں کے
 کہنے پر رد نہیں کیا جاسکتا۔ بہت بڑا زور جس بات پر یہ صاحب لوگ
 دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ بادشاہ گوندوفارس (Gondophares)
 جس کے دربار میں تھوما حواری آیا تھا۔ وہ پنجاب میں تھا۔ دکن میں نہ تھا۔
 لیکن میری رائے میں اس کا تسلیم کر لینا ہمارے اصل مقصد کو کچھ
 نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جب تھوما حواری اثنام کے ملک سے چل کر تین
 چار ہزار میل کا سفر طے کر چکے تو پھر پنجاب سے مدراں پہنچ جانا کچھ
 مشکل امر نہیں۔ بلکہ قرین قیاس بھی ہے۔ کہ تھوما حواری حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کے نقش قدم پر شام۔ عراقی۔ ایران اور افغانستان سے
 ہوتے ہوئے پنجاب میں داخل ہوئے۔ اور پھر یہاں سے انھیں حضرت
 مسیح نے بنی اسرائیل کی ان کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیج دیا جو
 دکن کے علاقوں میں رہتی تھیں۔ اور اگر ڈاکٹر رائے کے قول کے
 مطابق تھوما عرب سے سمندر کے راستے چل کر براہ کراچی دریائے سندھ
 پر داخل ہو کر اس راستہ سے پنجاب میں آئے تب بھی یہی ثابت ہوتا
 ہے۔ کہ وہ اپنے آقا و مرشد کی تلاش و ملاقات کے لئے اس طرف عازم
 ہوئے تھے۔ اس بوڑھی نن نے بھی جو تھوما کے پہاڑ پر مجھے ملی تھی۔ جس
 کا ذکر میں (نمبر ۸) میں کر چکا ہوں۔ مجھے بتلایا تھا۔ کہ تھوما حواری سندھ
 اور پنجاب کو بھی گئے تھے۔ انجیل اعمال تھوما میں لکھا ہے۔ کہ مسیح نے
 خود تھوما کو اس طرف بھیجا۔ اور یہ بھیجنا بعد صلیب کے واقعہ کے ہے۔
 اور پھر تھوما نے بعض بڑے آدمیوں کو عیسائی بنانے کے بعد حضرت
 مریم صدیقیہ کے سامنے اپنے کارناموں کو دہرایا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔

کہ مریم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ کشمیر آگئی تھیں۔ جیسا کہ آیت کریمہ وادیناھما الی ربوتہ ذات قرار ومعین سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں ہر دو کو ایک ایسے اُدنچے مقام پر پناہ دی۔ جو آرام کی جگہ ہے۔ اور وہاں چٹھے بہت ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ جیسا کہ آجکل کشمیر کو جنت نظیر کہتے ہیں اور وسط ایشیا کو زمین کی چھت کہتے ہیں (Roof of the world) ایسا ہی پہلے دنوں میں کشمیر کو کسی ایسے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہو۔ جس کے معنی آسمان کے ہوں۔ اور اسی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کو جانا مشہور ہو گیا ہو۔ مثلاً خود انگریزی زبان میں میون (Heaven) کا لفظ آسمان اور جنت دونوں معنوں میں آتا ہے اور کشمیر کے واسطے جنت کا لفظ تو اب تک مشہور ہے۔

مدراس اور کشمیر میں مناسبت

یہ امر بھی قابل توجہ ہے۔ کہ مدراسیوں کی بعض باتیں کشمیریوں سے بالکل ملتی جلتی ہیں۔ شاید یہ بات اس وجہ سے ہو۔ کہ دونوں جگہ پرانے یہود بکثرت جا بسے تھے۔ مثلاً مدراسی لوگ کشمیریوں کی طرح ہمزہ نہیں بول سکتے۔ اچھے خاصے انگریزی خوان بھی لاتے، کو بے اور ایم (کو ایم کہتے ہیں)۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ ہر دو جگہ کی خوراک ہر دو وقت چاول ہے تیسری بات یہ ہے۔ کہ مدراس کے ہنود کشمیری پنڈتوں کی طرح بائبل چھوت نہیں کرتے۔

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ مدراسی کشمیریوں کی طرح علوم و فنون کے

حاصل کرنے میں بہت ذہین اور ہوشیار ہیں۔ اور تعجب نہیں کہ حضرت مسیح خود بھی دوران سکونت کشمیر میں یا اس سے قبل کبھی مداس بھی گئے ہوں۔ جیسا کہ ایک زبانی روایت سے ہم کو معلوم ہوا ہے۔

غرض یہ بات کہ تھوما پہلے پنجاب میں آیا تھا۔ اور بھی زیادہ ہمارا خیال رائے کی تصدیق کرتی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود بھی پنجاب سے ہو کر کشمیر کو گئے تھے۔ حال میں بجن سکتے گونڈ و فارس بادشاہ کے ضلع گورداسپور میں ملے ہیں۔ جن سے قیاس کیا گیا ہے۔ کہ وہ بادشاہ کہیں اس طرف ہی تھا۔ اور تھوما یہاں ہی تھا۔ یہ بات بھی صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور گونڈ و فارس کا لفظ بھی لفظ گورداسپور سے بہت ملتا ہے۔ اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہ بات بذریعہ کشف معلوم ہوئی ہو۔ کہ ان کا آخری زمانہ میں بروز اور روحانی ہم نام اسی جگہ پیدا ہونے والا ہے۔ اس واسطے وہ اس جگہ خود تشریف لائے اور پھر اپنی جائے پیدائش کے مطابق آب و ہوا کا مقام اس کے قریب ہی کشمیر میں پا کر وہیں اپنا مرکز بنا لیا۔ دکن میں جہاں بڑی بستی ویسی عیسائیوں نے اپنے لئے بنائی تھی۔ اس کا نام قائلان تھا

(سفر نامہ مارکو پولو۔ یول ایڈیشن جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

جو لفظ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیان سے بگڑ کر بنا ہے۔ کیونکہ آخر وہ مسلمان تھے۔ نیک بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نزول مسیح کا مقام قادیان ظاہر کیا ہوگا۔ اور اسی کی محبت پر انہوں نے اپنی بستی کا نام بھی قادیان رکھا۔ جو مرور زمانہ سے بگڑ کر قائلان رہ گیا۔

پس تھوما کا پنجاب میں آنا ضرور تھا۔ اور یہ دراصل حضرت مسیح

اور ان کی ماں کی ملاقات کے واسطے تھا۔ بعد میں جو علاقہ تبلیغ کے واسطے
ان کے سپرد کیا گیا۔ وہاں وہ تشریف لے گئے۔ کتاب اعمال مرقومہ سے
بھی اس بات کی تصدیق ہوتی تھی۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے۔ کہ مرقومہ
گوئد و فرس سے مس ڈس چلا گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہی مرقومہ
رفعتہ رفعتہ مدراس بن گیا ہے۔ یا مدراس سے مدراس بن گیا ہے۔ ہر دو مرقومہ
میں یہ ظاہر ہے۔ کہ مرقومہ حواری عاجز راقم کی طرح گورداس پور سے مدراس
گئے۔

دوسری بات اختلاف کی یہ ہے۔ کہ سندھوستان کو انبوالہ حواری
بار مرقومہ لو میا تھے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ بار مرقومہ لو میا کا آنا۔ مرقومہ کے آنے کے
منافی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خادم چوہدری
فتح محمد صاحب ولایت گئے تھے۔ تو اس سے یہ دلیل نہیں پکڑی جاسکتی
کہ قاضی عبداللہ صاحب ولایت نہیں گئے۔ بلکہ جیسا کہ بعض مورخین کی
راے ہے۔ مرقومہ اور اس کے بعد بار مرقومہ میوہردو صاحبان سندھوستان
تشریف لائے اور مرقس نے بھی اپنے ایچی بھیجے اور ممکن ہے۔ کہ بعض
دیگر حواری بھی آئے ہوں۔ یا انہوں نے اپنے آدمی اس طرف روانہ
کئے ہوں۔ کیونکہ خود حضرت علیؑ یہاں موجود تھے۔ اور حضرت علیؑ
کے مشیل اور بروز بھی اسی ملک میں آئے۔ والے تھے۔ جس پر سلام
پہنچانے کی وصیت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی

تمہیں ۱۰

تھو مانے غیر قوموں کو کیوں تبلیغ کی

تھو ما حواری کے ہندوستان میں آنے اور اہل ہند کو تبلیغ کرنے سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام تو صرف یہودیوں کی اصلاح کے واسطے ایک رسول تھے۔ اور غیر قوموں کے واسطے وہ مبعوث نہ ہوئے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ تھو مانے غیر قوموں کو تبلیغ کی۔ سو اس کے دو جواب ہیں۔

۱۔ ایک تو جیسا کہ اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ جنوبی ہندوستان میں بدعت پرانے یہودی موجود تھے۔ اور ان کو تبلیغ کے واسطے اور ان کی اصلاح کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تھو ما کو دکن کی طرف روانہ کیا تھا۔ جبکہ وہ خود شمال کی طرف ملک کشمیر کے یہودیوں کو ہدایت کرنے کے واسطے چلے گئے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے شام اور روم اور دوسرے ملکوں میں بھی یہود کے سوائے اور قوموں کو آسمانی بادشاہت کی مسادہ کی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو بڑے کام تھے۔ ایک یہ کہ یہود کو سمجھائیں۔ کہ ان کی سخت دلی اور نافرمانی کے سبب اب روحانی برکات کا سلسلہ بنی اسرائیل میں سے ختم ہوتا ہے۔ اور بنی اسمعیل کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اگر یہود کو اپنی خیر مطلوب ہے۔ تو وہ آنے والے بادشاہ بنی کو قبول کریں۔ اور برکت پاویں۔ اس نبی آخر الزمان کے عہد حکومت

کا نام حضرت عیسیٰ نے "آسمانی بادشاہت" رکھا ہے۔ اور اپنے حواریوں کو آخر میں تاکید کی ہے۔ کہ آسمانی بادشاہت کے آنے کی منادی سب قوموں میں کریں۔ کیونکہ وہ بادشاہت سارے جہان کے واسطے تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام بلحاظ اپنے دعوئے اور تبلیغ کے پسند نہ کرتے تھے۔ کہ یہود کے سوائے کسی اور کے سامنے اس کا ذکر کیا جائے۔ بلکہ ایک دفعہ تو ایک شاگرد کو منع کیا۔ کہ کسی سے ذکر نہ کرو کہ میں مسیح ہوں۔ ہاں اخیر میں اجازت دی ہے۔ کہ سب قوموں میں منادی کرو۔ لیکن قوموں سے مراد بنی اسرائیل کی بارہ قومیں ہیں۔ اور اگر غیر اقوام بھی مراد ہوں۔ تو وہ اس لئے ہے۔ کہ آسمانی بادشاہت (شریعت اسلام) کے آنے کی خبر سب کو دی جائے۔ کیونکہ وہ سارے جہان کے واسطے ہے۔ اور ضرور ہے۔ کہ سارے جہان میں اس کی خبر پہنچا دی جائے اسی واسطے فرمایا۔ کہ "دیکھو میں زمانہ کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" (متی باب ۲۸ - آیت ۲۰)

یہاں ترجمہ کا طرز ٹھیک نہیں۔ دراصل یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیکھو میں آخر الزمان تک تمہارے ساتھ ہوں۔ یہاں نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ان کی تشریف آوری تک میری پیروی تمہارے کام آدے گی۔ اس کے بعد نہیں۔ کیونکہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننا اور قبول کرنا ضروری ہوگا۔

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ عیسائی صاحبان کا تمام دنیا میں تواریت اور انجیل کا پہنچانا۔ اور انبیاء کے کلام کی منادی کرنا اور انھیں

مسیح کا ذکر کرنا ہمارے واسطے ایک راہ کا صاف کرنا ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفوں کے ذریعہ سے کر رہا ہے۔ کیونکہ مسیح کا نام اور اس کا بیان ایک حد تک وہ دنیا میں لوگوں کو سنا دیتے ہیں۔ جو لوگ مسیح کے نام سے ہی ناواقف ہوں۔ ان کو مسیح موعود کی تبلیغ کرنے میں شروع سے تمام واقعات دہرانے پڑیں گے۔ لیکن جو شخص مسیح کو جانتا ہے۔ اسے موعود کی بابت سمجھانے کے واسطے یہ وقت نہیں اُٹھانی پڑے گی۔ کہ مسیح کیا ہے۔ کیونکہ مسیح کے لفظ سے اس کے کان آشنا ہیں۔ صرف اس کی غلط فہمیوں کو دور کرنا باقی ہوگا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر عیسائیوں کے کام میں اتنا بھی فائدہ نہ ہوتا۔ تو انہیں کبھی توفیق نہ ملتی۔ کہ اس قدر روپے اور محنت ایک غلط مذہب کے پھیلائے میں صرف کریں۔

تنبیہ

ان تمام بیانات کے نتائج

اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے بعد کہ حضرت عیسیٰ کے حواری حقو نام ہندوستان میں تشریف لائے۔ اور میلاپور میں ان کی قبر ہے۔ اور بعض دیگر حواری بھی ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے اب ہم چند ایک سرزوری اور مفید نتائج اخذ کرتے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلا نتیجہ اس تحقیقات کا یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مرے نہیں۔ بلکہ زندہ رہے۔ ورنہ وہ کس طرح حواریوں سے ملتے۔ اور ان کو مناسب ہدایات دے سکتے۔ سب سے

بڑی دلیل جو یہاں حضرت مسیحؑ کے صلیب پر نہ مرنے کی ہے۔ وہ گرجا
عقوما پہاڑی کے پتھر کا کتبہ ہے۔ جس کو دیکھنے کا ذکر (نمبر ۱) میں کیا
گیا ہے۔ اس کتبہ کے الفاظ کو رسالہ انڈین اینٹی کووری جلد ۳ صفحہ
۳۰۸ میں ڈاکٹر اسی۔ ڈبلیو ویٹ (E. W. West) نے اس
طرح ترجمہ کیا ہے۔

”کس نے بچا یا سچے مسیح۔ بخشنے والے۔ اُدپر اٹھانے والے
مصائب کا ٹھکے کی صلیب اور اس کے عذاب سے“

یہ الفاظ خدا تعالیٰ کے اس احسان اور فضل کی طرف اشارہ کرتے
ہیں۔ جس سے حضرت عیسیٰؑ نے صلیب کی موت سے نجات پائی۔ اور اسی
شکر یہ کی یادگار میں پتھر پر رکھے گئے معلوم ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ویٹ نے استفہام کی علامت مصائب کے آگے دی ہے
اور سے کا لفظ بھی مصائب کے آگے لگا یا ہے۔ مگر ہماری رائے میں
یہ درست نہیں۔ کیونکہ شامی زبانوں میں استفہام کے واسطے کوئی علامت
نہیں ہوتی۔ اور اس واسطے سے کا لفظ اردو ترجمہ میں آخر میں آنا چاہیے
انگریزی ترجمہ ڈاکٹر ویٹ کا اس طرح ہے۔

What freed the true Messiah, the
forgiving, upraising, from hardship
the cruce fircion from the tree
and the anguish of the.

ڈاکٹر ویٹ کی علامت استفہام کو ہم نے چھوڑ دیا ہے،

۲۔ پھر د۔ سرانجام جو ان تمام واقعات اور کلمات اور روایات

سے نکلتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ خود ضرور کہیں اسی طرف تھے
 ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ ہتھو ما بھی بھاگے بھاگے ہندوستان آتے ہیں۔
 اور بار ہتھو لومیو بھی ان کے نقش قدم پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔
 جناب مرقس کو بھی فکر پڑی ہے۔ کہ ہندوستان اپنے آدمی بھیجیں
 پھر ہتھو ما خود مسیح کی ملاقات۔ اور اس طرف بھیجے گا ذکر کرتے ہیں
 گو اس روایت میں کسی کے عام خیال نے خواب کا لفظ بڑھا دیا ہو۔
 تاہم یہ سب باتیں جب محلہ خانیا ر کی قبر عیسیٰ اور کشمیر کی پرانی تاریخ
 اور انجیل فتح پر صلیب اور مرہم عیسیٰ۔ اور تبت سے مکی ہوئی انجیل
 سے ملا کر دیکھی جاتی ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ کے ملک ہندوستان کو تشریف
 لانے کے بیان کی تائید میں ایسے نہایت زبردست تائیدی گواہ
 ہمارے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو ایک مصنف کو ضرور اس فیصلہ
 پر مجبور کرتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً ہندوستان تشریف
 لائے۔ اور قبر سری نگر انہی کی ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ کے اس سفر کو عموماً پارہ
 انخفا میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ حکومت وقت کو یہ نہ معلوم
 ہو جائے۔ کہ جس شخص کے واسطے چیف جسٹس نے صلیب کا حکم دیا تھا
 وہ صلیب سے بچ کر ملک سے بھاگ گیا۔ اور کسی کو خیر بھی نہ ہوئی۔ اگر
 یہ امر سبک پر پورے طور پر کھول دیا جاتا۔ تو اول تو خود حضرت عیسیٰ
 کو اپنی زندگی کا دوبارہ خطرہ ہو جاتا۔ دوم وہ ایماندار جو شام کے ملک
 میں تھے۔ وہ سازش مجرمانہ اور اعانت جرم کے جرائم میں ماخوذ ہو کر
 دکھ پاتے۔ پس مصاحت یہی تھی۔ کہ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کیا جائے

یسوع کا نام بھی چھوڑ کر یوز آسٹ کا نام اختیار کیا گیا۔

غرض کھنوا کی قبر میلاپور اور پُرانے عیسائیوں کی ایک جماعت اور کھنوا کا پنجاب کی طرف آنا۔ اور کھنوا کو مسیح کے زبانی فرمان کے مطابق جنوبی ہند کے یہود و غیرہ کے پاس جانا یہ سب باتیں بحیثیت مجموعی اس امر کی تائید کرتی ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں تشریف لائے۔

۳۔ تیسرا نتیجہ جو ان بیانات اور واقعات سے نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ کے عیسائی توحید پر قائم تھے۔ حضرت مسیحؑ کو ایک انسان بنی اللہ مانتے تھے۔ خدا نہ سمجھتے تھے۔ بتوں اور تصویروں سے متنفر تھے کوئی کتاب انجیل وغیرہ رکھنا فردی نہ جانتے تھے۔ دعا صرف خدا سے مانگتے تھے۔ اور یہی اصلی اور صحیح مذہب حضرت عیسیٰؑ اور اس کے حواریوں کا تھا۔ اس سے قرآن شریف کی اس آیت کی تصدیق ہوتی ہے

وقال المسیح یلبنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی و ربکم مسیح نے بنی اسرائیل کو کہا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا اور تمہارا رب ہے آجکل کے عیسائی پادری اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے حضرت عیسیٰ کی طرف توحید کی تعلیم دینا منسوب کیا ہے۔ حالانکہ اس نے تثلیث سکھائی تھی۔ گو تثلیث کا مسئلہ مروجہ اناجیل سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ مگر کھنوا حواری کے قدیم عیسائیوں کی تاریخ اس امر پر بہت ہی صاف روشنی ڈالتی ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ اور اس کے حواری اور ابتدائی زمانوں کے عیسائی سب موحد اور خدا پرست تھے۔ وہ موجودہ اناجیل بھی اپنے پاس نہ رکھتے تھے۔ سقوطہ ایک جزیرہ عرب کے قریب ہے۔ وہاں

بھی عیسائیت کی تبلیغ تھی۔ ماحواری نے کی تھی۔ آج تک وہاں کے عیسائیوں
 کے پاس کوئی انجیل نہیں ہے۔ اور وہ توحید پر قائم ہیں۔ آج کل کے
 عیسائی مورخین اس بات پر پردہ ڈالنے کے لئے کہ اصل عیسائیت
 توحید ہی تھی۔ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ نستوری اور یعقوبی لوگوں نے دکن کے
 پرانے عیسائیوں کو کافر اور مرتد بنا دیا تھا۔ مگر بعد میں رومن کیتھولک
 پادریوں نے ان کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ لیکن اس بات کا کوئی ثبوت
 نہیں ملتا۔ کہ نستوری اور یعقوبی لوگوں کے زیر اثر کب وہ ہوئے۔ اصل
 بات یہی ہے۔ جو ہم نے لکھی ہے۔ کہ ابتداء سے وہ سچے اصلی عیسائی چلے
 آتے تھے۔ مگر رومن کیتھولک لوگوں نے منہ میں آکر ان پر اثر ڈالا اور
 انہیں اپنا ہم خیال بنا لیا۔

۴۔ چوتھا نتیجہ ان واقعات سے یہ نکلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام
 اور ان کے حوالہ سے عبرانی۔ سریانی۔ آرمے اک زبانیں بولتے تھے۔ جن
 میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ اور دراصل ایک ہی زبانیں ہیں۔ جیسا کہ لاہور
 کی پنجابی اور ملتان کی پنجابی۔ اور پہاڑ کی پنجابی جو لاہور سی۔ ملتان سی اور
 پہاڑ سی زبانیں کہلاتی ہیں۔ لیکن مسیح اور حواری کبھی یونانی میں خط
 نہ کرتے تھے۔ لہذا مردجہ اناجیل جن کے پرانے سے پرانے نسخے اس وقت
 صرف یونانی زبان میں ہیں۔ وہ اصل نسخے نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے۔ کہ اصل
 کے تراجم ہوں۔ مگر ترجموں میں غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ لہذا یہ امر محقق علیہ
 ہے۔ کہ مردجہ اناجیل کے بھی اصل نسخے اس وقت دنیا سے مفقود ہیں۔

۵۔ پانچواں بڑا اور اہم نتیجہ جو ان سارے واقعات سے آج اس
 زمانہ تک نکل سکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں ان تمام تاریخی واقعات

سے بے خبر ہونے کے باوجود ایک دور افتادہ گاؤں میں بیٹھے ہوئے شخص نے جو کچھ کہا۔ وہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی پاک وحی کی تائید سے تھا۔ اور اسی واسطے دن بدن ایسی نئی باتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ جو اس کی سچائی کو زور آور حملوں سے دنیا پر ثابت کر رہی ہیں۔ کیا یہ بھی حضرت مرزا صاحب کے اختیار میں تھا۔ کہ آج سے صد ہا سال پہلے مسیح کی قبر کشمیر میں اور کھنڈوں کی قبر بدراس میں بنا دیوں۔ اور بہت سی کتابیں بھی مسلمانوں اور عیسائیوں سے لکھوادیں۔ جو ان قبروں کی تصدیق کریں۔ پھر کیا یہ انسان کا کام ہے۔ کہ اس کے وعدے اور بیان سب سچے ہوتے چلے آئیں۔ اور اس کی تائید میں مصر کے کتب خانوں سے پرانی انجیلیں نکل آئیں۔ پس یہ تمام واقعات با واژہ بلند گواہی دیتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب خدا کے سچے رسول اور مقدس نبی تھے۔ جو اس زمانہ میں تمام جہان کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے۔

میں خوش ہو گا۔ اگر ہمارے عیسائی ہم وطن اس مضمون پر غور کریں اور میں تیار ہوں۔ کہ اگر کوئی ان کا اعتراض ہے۔ تو اس پر توجہ کروں میں متدکرنہ نہیں چاہتا۔ اگر کوئی بات غلط ہے۔ تو اس کے چھوڑنے میں ہمارا حرج نہیں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ نیک نیتی سے لکھا ہے۔ اور اس غرض سے لکھا ہے۔ کہ ہمارے عیسائی بھائی صداقت کو قبول کریں کہ حضرت مسیح کی عزت کرتے ہیں۔ اور ادب کرتے ہیں۔ لیکن ان کی طرف غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں۔ ان کا ازالہ کرنا ہمارا فرض ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

محمد صادق عفی اللہ عنہ

منقول از اخبار فاروق - قادیان دارالامان - جلد اول

نمبر ۷۶-۷۷ مورخ ۶-۱۳-۲۰ اپریل ۱۹۱۴ء

نمبر ۲۹-۳۰ مورخ ۲۷ اپریل - ۴ مئی ۱۹۱۴ء

نمبر ۳۱-۳۲-۳۳ مورخ ۱۱-۱۸-۲۵ مئی ۱۹۱۴ء

باب ۱۱

پٹھان بنی اسرائیل

مجھی انجویم شیخ عبدالحکیم صاحب اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:-

بنی اسرائیل کے نام

میں زمانہ طالب علمی میں میا نوالی میں تعلیم پاتا رہا ہوں۔ اور وہاں پر کچھ گاؤں جن میں میں جایا کرتا تھا۔ اور بہت سے لڑکے وہاں کے میرے ساتھ تعلیم پاتے تھے۔ ان کے نام مثلاً عیسیٰ خیل۔ موسیٰ خیل۔ داؤد خیل عثمان خیل میں سن کر حیران ہوتا۔ کہ یہ کہاں سے رکھے گئے۔ وہاں پر قبیلے ہیں۔ جو اپنے نام بنی اسرائیل کے انبیاء کے ناموں پر رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ مسلمان ہیں۔ چاہئے تو تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر عمرہ عثمان کے نام پر رکھتے۔ لیکن باوجود مسلمان ہو جانے کے انہوں نے وہ نام رکھے ہوئے ہیں۔ جو بتانے ہیں۔ کہ وہ ان کے *original* نام ہیں

یہی امر بتاتا ہے۔ کہ ان کی *origin* بنی اسرائیل ہے۔
 بہر حال خدا تعالیٰ جناب کا حامی و ناصر ہو۔ اور اس مقدس کام
 پیل کی توفیق خارق عادت طور پر بخشے۔ آمین
 ایں سعادت بزورِ بازو نیست
 میرے لئے دعا فرماتے رہیں۔ ام لطفی سلام علیکم عرض کرتی ہیں
 بھی سلام عرض کرتے ہیں۔ والسلام۔ تا بعد از عبدالحکیم احمدی
 بعض انگریز محققین اور سیاحوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے
 مان بھی بنی اسرائیل ہیں۔

باب دوم قوم گوجر

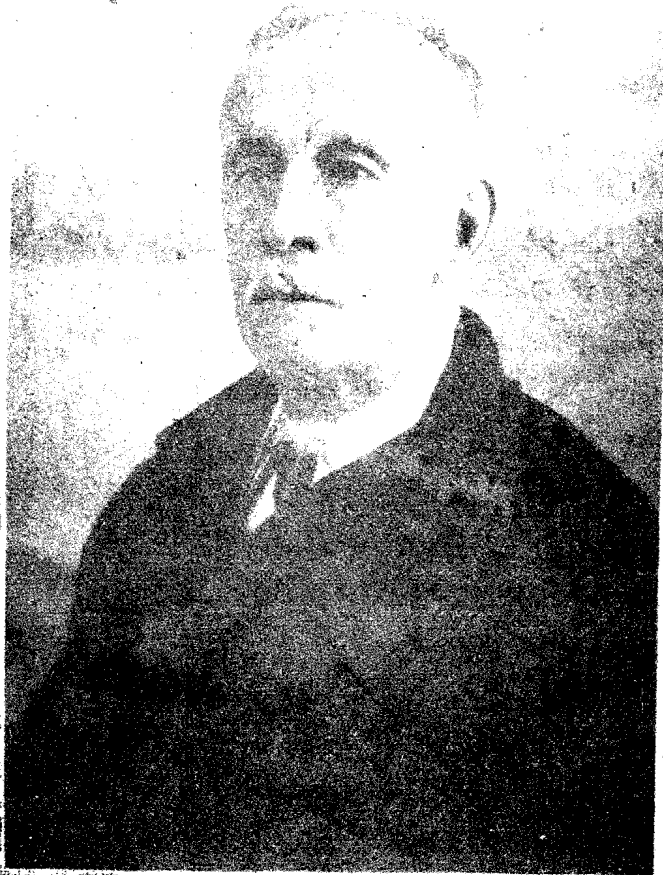
کشمیر کے پہاڑوں میں کشمیریوں کے بعد سب سے زیادہ آبادی
 وں کی ہے۔ اور ہمارے دوست ڈاکٹر فضل کریم نے مجھے اس
 طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ گوجر عبید بن سلمان فارس کی اولاد میں
 ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کا خط درج ذیل کیا جاتا ہے۔
 حضرت احمد علیہ السلام کے حواری صادق جناب حضرت مفتی رضا
 اللہ مجدد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ماہ۔ مزاج شریف.....
 آپ ان دونوں ایک ایسے مقام اور کام پر ہیں جو سلسلہ کے لئے

محققانہ ہے۔ اور وہاں دو اقوام خاصہ ایسی آباد ہیں جن کا کہ حضرت
 مرسل زمان علیہ السلام سے خاص تعلق ہے (۱) کشتیری یعنی بنی اسرائیل
 (۲) گوجر یعنی بنی عیص۔ بنی اسرائیل تو بنی اسمعیل کے بھائیوں میں
 سے ہیں۔ اور بنی عیص خود خونی رشتہ کے سبب ہندوستان و ممالک
 دیگر کی تمام اقوام کی نسبت حضرت اقدس سے یہ سبب فارسی النسل
 ہونے کے قریب تر ہیں یعنی حضرت ابراہیم بن اسحاق بن عیص۔ بن
 سلمان فارسی (گوجر بھی خاص آل عیص ہیں۔ اگر خود الہام الہی میں حضرت
 مسیح موعود کو آل فارس نہ کہا جاتا۔ تو آپ کا آل عیص ہونا مشتبہ رہتا
 کیونکہ فصل عام طور پر ترکوں کی طرح آل یافت مشہور ہیں۔ آل یعقوب
 یعنی بنی اسرائیل میں انبیاء بکثرت ہوئے۔ اور صرف چند ایک سلاطین
 ہوئے۔ لیکن آل عیص میں سلاطین بکثرت ہوئے لیکن جیسا کہ بنی اسرائیل
 کے بھائیوں یعنی بنی اسمعیل میں سے ایک ہی ایسا گوسر تاپا ہوا جو
 تمام بنی آدم کا فخر اور سید الانبیاء قرار پایا۔ ایسا ہی بنی عیص میں سے
 بالآخر ایک ایسا شخص پیدا ہوا۔ جو کل ادیان کا موعود ہوا۔ صلے اللہ
 علیہ وسلم۔ گوجر قوم کا زمانہ، ماضی ایسا ہی شاندار ہے۔ جیسا کہ ان کا
 زمانہ حال پستی میں دکھائی دیتا ہے۔ اور بنی اسرائیل کا بھی ایسا ہی
 حال ہے۔ کہ ایک وقت وہ خدا کی خاص قوم تھی۔ اور اسے سب پر برتری
 اور فوقیت حاصل تھی۔ اور اب وہ در بدر خراب ہو رہی ہے۔ اور
 کوئی اسے قبول نہیں کرتا۔ لیکن آج نہ عبرانی رہی اور نہ گوجری عبرانی
 پر عربی غالب آئی۔ اور گوجری پر اردو۔ یہ دونوں اقوام موجودہ زمانہ
 میں اپنی پستی اور ذلت کا نمونہ نہیں رکھتیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مستشرقین

۱۵

(اسرار)



کے فارسی الاصل ہونے کے خیال سے اور آپ کی بخت سے میرا دل شاداً
مرگ کی سی کیفیت پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور ہر دم ایک امید دل کو ڈھارس
دیتی رہتی ہے۔ کہ یہ آپ ابو کریم اب ضرور صدیوں کے مردوں کو زندہ
کر دے گا۔

باب ہازم

سوانح مؤلف کتاب ہذا

اکثر شایقین علوم جب کوئی کتاب مطالعہ کرتے ہیں۔ تو انہیں یہ بھی
شوق پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کتاب کے لکھنے والے کے بھی کچھ حالات اور
سوانح انہیں معلوم ہوں۔ لہذا اپنے بعض مخلص دوستوں کی خواہش کو
پورا کرنے کے واسطے اپنے چند مختصر حالات لکھنا مناسب سمجھا ہے۔
عاجز کی پیدائش ۱۱ جنوری ۱۳۱۵ عیسوی بروز جمعرات صبح کے
وقت ہوئی۔ حضرت والد صاحب مرحوم کا اسم گرامی مفتی عنایت اللہ تھا۔
اور والدہ مرحومہ کا اسم گرامی مسماۃ فیض بی بی تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحم
سے ہر دو کو جنت نصیب کرے۔ حضرت والد مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے قبل وفات پا گئے تھے۔ والدہ مرحومہ حضرت
سیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل تھیں۔

میری پیدائش بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہوئی۔ جہاں مفتیوں کے چار پانچ گھر ایک ہی محلہ میں اب تک ہیں۔ جو مفتیوں کا محلہ کہلاتا ہے۔ اور یہ سب گھر ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں۔ جو شیخ بڈھا کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کا مقبرہ شہر بھیرہ کے شرقی جانب ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حضرت والد مرحوم بھیرہ کے ٹائی سکول میں لوئر پرائمری کے اول مدرس تھے۔ اور مجھے انہوں نے تین جماعتوں کی تعلیم اپنے طور پر دی۔ جب میں تیسری جماعت پاس کر کے چوتھی میں داخل ہوا۔ اس وقت میں اپنی جماعت میں سب سے چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ بلکہ انٹرنس پاس کرنے تک یہی حال رہا۔ ابتداء سے لیکر دسویں جماعت تک میں نے بھیرہ میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کے سبب میں ملازمت کرنے پر مجبور ہوا۔ پہلے بھیرہ اسکول میں تقریباً چھ ماہ مدرس رہا۔ اس کے بعد حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وساطت سے جموں ٹائی سکول میں انگلش ٹیچر مقرر ہوا۔ اور اسی جگہ پر ایجوکیٹ تعلیم سے امتحان ایف۔ اے پاس کیا۔ پانچ سال جموں رہنے کے بعد اسلامیہ اسکول لاہور میں چھ ماہ کے قریب ریاضی کا مدرس رہا۔ جہاں سے کونٹننٹ جنرل پنجاب لاہور کے دفتر میں کلرک ہو کر ۱۹۰۱ء تک وہاں رہا۔ اور پر ایجوکیٹ تعلیم سے امتحان بی۔ اے کی تیاری انگریزی عربی اور عبرانی مضامین میں کرتا رہا۔ اور وہاں سے مستعفی ہو کر قادیان ٹائی سکول میں پہلے سیکنڈ ماسٹر اور پھر ہیڈ ماسٹر مڈل۔ پھر ہیڈ ماسٹر ٹائی مقرر ہوا۔ ۱۹۰۵ء میں محمد افضل مرحوم ایڈیٹر البدر کی وفات پر اخبار البدر کا ایڈیٹر و مینجر مقرر ہوا۔ جس کام پر ۱۹۱۲ء تک متعین رہا۔ جبکہ بدریہ سبب

طلب ضمانت بند ہووا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بہہ العزیز کے حکم سے عاجز مبلغ ہو کر پہلے بنگال۔ اڑیسہ اور اس کے بعد ہندوستان کے دیگر مقامات مثلاً حیدرآباد وغیرہ بھیجا گیا۔ ۱۹۱۷ء میں مجھے تبلیغ کے واسطے انگلینڈ بھیجا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں انگلینڈ سے امریکہ جانے کا حکم ہوا۔ وہاں جا کر پہلا اسلامی مشن قائم کیا۔ ٹسکاگو میں مسجد اور دارالتبلیغ بنایا۔ ۱۹۲۳ء کے آخر میں امریکہ سے واپس ہندوستان آیا۔ اور صدر انجمن کا سیکرٹری مقرر ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں نظارتوں کے انتظام اور صد انجمن کے کاموں کے الحاق پر عاجز کو پہلے ناظر امور خارجہ اور بعد میں ناظر امور عامہ اور بعض دفعہ ہر دو کاموں پر لگایا جاتا رہا۔ ہمارا خاندانی شجرہ نسب جو خاندان میں پشت در پشت محفوظ چلا آتا ہے۔ ہمارے بزرگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ عرب سے ایران آئے۔ اور ایران سے سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں پنجاب آئے۔ پہلے پہلے ملتان اور پاک پٹن رہے۔ اور عموماً حکومت وقت کی طرف سے فانی مقرر ہوتے رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں ایک بزرگ بھیرہ کے مفتی مقرر ہوئے۔ اس کے بعد مفتی ایک خاندانی نام مشہور ہو گیا۔

باب وازدم

مہر شیلے مرحوم (اسد اللہ)

(تصویر ملاحظہ ہو فوٹو نمبر ۱۵ پر) یہ بزرگ ان ایام کی یادگار تھے۔

جبکہ عاجز راقم (مصنف) بہر اسی فاضل عبد اللہ صاحب لنڈن میں تبلیغ اسلام کی خدمت پر مامور تھا۔ اور اگرچہ اس کتاب کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ تاہم میں چاہتا ہوں۔ کہ میرے وقت کے ایک مخلص احمدی نو مسلم یورپین کا ذکر محفوظ ہو جائے۔ اس واسطے اس کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ مرحوم مسٹر شیلے فاضل صاحب کو پہلے پارک میں لے گئے پھر ہمارے ٹال مشن ہوس اسٹار سٹریٹ میں آئے رہے۔ اور ۱۹۱۵ء میں مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان کا اسلامی نام اسد اللہ رکھا گیا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں قریباً نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ اللہم اغضضہ وارحمہ وارفع درجاتہ فی جنت العلیٰ۔ یہ ایک نہایت ہی مخلص احمدی نو مسلم تھے۔ ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بفرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۳۷ء میں فرمایا۔

”سمجھدار اور دیانت دار نو مسلم تو اس بات کو کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ کہ نبوت کا دروازہ بند ماتا جائے جب میں ولایت گیا تو ایک نہایت ہی مخلص احمدی نو مسلم مسٹر شیلے جو بہت بوڑھے تھے۔ اور اب فوت ہو چکے ہیں۔ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ وہ مزدوری کیا کرتے تھے۔ اور ان کی عادت تھی۔ کہ جب بھی مسجد میں آتے جو نہ جائے وغیرہ پلائی جاتی تھی۔ اس لئے چھ آنے یا نو آنے کے قریب ہمیشہ چندہ دے جاتا یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ وہ مفت میں چائے پی رہے ہیں۔ نہایت مخلص اور اسلام سے محبت رکھنے والے تھے۔ مجھ سے جب ملنے کے لئے آئے۔ تو باتیں کرتے وقت محبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر مجھ سے کہنے لگے۔ آپ مجھے یہ بتائیں۔ کیا مرزا صاحب نبی تھے؟ میں نے کہا ناں نبی تھے۔ اس پر ان کا چہرہ

خوشی سے چمک اُٹھا۔ اور کہنے لگے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ پھر کہنے لگے۔
 آپ مجھے بتائیں۔ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بعد سالوں کے لئے نبوت کا دروازہ کھلا ہے؟ گو یہ علیحدہ بات ہے
 کہ اللہ تعالیٰ کی نظر انتخاب کسی خاص شخص پر پڑے۔ اور دوسروں پر نہ
 پڑے۔ میں نے کہا۔ یقیناً خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لئے باب نبوت
 کو کھلا رکھا ہے۔ اس پر ان کا چہرہ پھر دمک اُٹھا۔ اور کہنے لگے۔ مجھے بڑی
 خوشی ہوئی۔ پھر باوجود اس کے کہ انہیں معلوم تھا کہ میں جماعت احمدیہ
 کا خلیفہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔ مجھے کہنے لگے۔ آپ
 نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا ناں دیکھا ہے۔ اس پر
 پھر ان کا چہرہ روشن ہو گیا۔ اور کہنے لگے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اپنی ناخن
 پکڑا لیے۔ پھر انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور کہتے ہوئے کہ آج میں
 نے ایک نبی کے دیکھنے والے سے مصافحہ کیا ہے۔ غرض سمجھدار اور بے غرض
 یوروپین نو مسلم یہ عقیدہ کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ کہ کوئی ایسا نبی
 آئے۔ جو تمام ترقیات کے دروازے بنی نوع انسان کے لئے بند کر دے۔

۱۵ مہر شیلے اس امر میں بہت لذت محسوس کیا کرتے تھے۔ کہ وہ ایک
 نبی کے ملنے والے سے مل رہے ہیں۔ اور ہر ایک ہندوستانی جو انہیں مسجد
 میں ملتا تھا۔ اس کے ساتھ اس قسم کی گفتگو کیا کرتے تھے۔ جیسی کہ انہوں
 نے خلیفہ مسیح ایڈہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز سے کی۔ (صادق)

باب سیزدہم

BIBLIOGRAPHY.

فہرست کتب جن کا مطالعہ کشمیر کی تاریخ و جغرافیہ قدیمت وغیرہ پر روشنی ڈالتا ہے ان میں سے اکثر کتابیں میں نے مطالعہ کی ہیں۔ یا ان کی ورق گردانی کر کے مفید مطلب باتیں نکالی ہیں۔ اور ان کے حوالہ جات اس کتاب میں جگہ جگہ درج کئے گئے ہیں۔ یہ کتابیں مجھے زیادہ تر مفضلہ ذیل تین لائبریریوں سے مل سکیں۔

۱۔ سری پرنٹنگ سٹنگھ لائبریری سری نگر

۲۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری

۳۔ پبلک لائبریری لاہور

فہرست اسماء کتب درج ذیل ہے۔ انگریزی کتابوں کے نام صرف انگریزی میں لکھے گئے ہیں۔ اردو۔ فارسی۔ عربی کتب کے نام فارسی حروف میں۔ (نوٹ) انگریزی کتابوں میں پہلے مصنف کا نام لکھا گیا ہے۔ پھر کتاب کا نام۔ پھر طبع ہونے کا سال

۱۔ F. Bernier - Voyages - 1699

۲۔ G. T. Vigne - Travels 1842.

۳۔ A. Cunningham - an Essay on
The Arian order of Architecture

as exhibited in Temples of Kashmir
1848.

- 7- J. Biddulph. Tribes of Hindu Kush. 1880.
- 8- Drew - Jammun & Kashmir. 1875.
- 4- E. F. Knight. Where three Empires meet. 1893.
- 6- W. R. Lawrence - The valley of Kashmir. 1895.
- 8- Kalhana's Rajatrangni Translated by M. A. Stein 2 vol 1900.
- 9- Baron Charles Stuegel. Travels in Kashmir & the Punjab. London. 1845.
- 10- Forster's Letters - Journeys (10) from Bengal to St Petersburg
- 11- Rev. Jos. Wolff. Researches & Missionary Labour.
- 12- Victor Jacquemont - Correspondence during his Travels in India.

- 13- The Papers on Kashmir in
"Asiatic Researches."
- 14- The Papers on Kashmir in the
Journal of Asiatic Society of
Bengal.
- 15- Major Rennel's Geographical
Memoirs.
- 16- Ritter's Geography of Asia
- 17- Moorcroft's work.
- ۱۸- تاریخ فرشتہ -
۱۹- تاریخ کشمیر - مصنفہ پنڈت نارائن کول
۲۰- تاریخ کشمیر - مصنفہ لال حسن قاری -
۲۱- تاریخ کشمیر - مصنفہ حیدر ملک شاہ واریا -
۲۲- واقعات کشمیر - مصنفہ محمد عظیم اللہ بھٹائی
۲۳- نوادر الاکبر - مصنفہ محمد رفیع الدین
۲۴- نور نامہ - مصنفہ شیخ نور الدین -
۲۵- تاریخ کشمیر - مصنفہ مولوی خیر الدین -
۲۶- سیح ہندوستان میں - مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
27. Frederick Drew. Northern Barrier
of India London. 1877.
- 28- John martin Harbinger -

Thirty-five years in the East.
London - 1852.

- 29- Lieutt: col: Torrens - Travels
in Ladakh, Tartary & Kashmir
London. 1863.
- 30- J. C. Dutt Kalhana - Kings of
Kashmir 3 vols.
- 31- H. S. Boys - 700 Miles in
Kashmir.
- 32- Girdlestone - Memo on Kashmir
- 33- M. C. Morrison Lonely Summer
in Kashmir. London. 1904.
- 34- Neve - Picturesque Kashmir.
- 35- Neve - Beyond Pir Punjal.
- 36- Stein Memoirs Illustrating
Ancient Geography of Kashmir.
- 37- Swinburne - A Holiday in
the Happy Valley.
- 38- Mrs. C. G. Bruce - Travels.
- 39- Ram chand Kak. Kashmir
Antiquities.

(۴۰) تاریخ سید علی -

(۴۱) تاریخ رشیدی مصنفہ مرزا جیدر -

(۴۲) منتخبات التواریخ مصنفہ مرزا احسن یگیا -

(۴۳) رشتی نامہ - مصنفہ ملاں نصیر -

(۴۴) درجات السعادت - مصنفہ خواجہ اسحاق

(۴۵) اسرار الایرار - مصنفہ بابا داؤد -

(۴۶) تحفۃ الفقراء -

(۴۷) نوادر الاخبار -

48. Imperial Gazetteer of India -
(Kashmir province)

49. The Punjab, N. W. F. P. & Kashmir
Cambridge. 1916.

50. E. J. Rapoon - Ancient India.
Cambridge 1916.

51. Gulali ma. Handbook for visitors
to Kashmir. 1933.

52. C. E. Tyndale Biscoe - Kashmir
in Sunlight & Shade London. 1925

53. James milne - The Road to
Kashmir.

(۵۴) تاریخ انبیاء فارسی قلمی جو غلام نبی گلکار صاحب کے مکان پر ملی -

55. Lionell D. Barnett. *Antiquities of India*. London. 1913.
56. John Collet. *A guide for visitors to Kashmir*. 1898.
57. Ferguson *History of India & Eastern Architecture*.
58. Knowels *Kashmir Proverbs & Kashmir's Folk Tales*.
59. Knight *Diary of Travellings*
60. Bellow's *Kashmir & Yarkand* 1875.
61. Wakefield's. *Happy valley*.
62. Wilson. *The Abode of Snow*.
63. Ince. *Kashmir Hand-book*.
64. Sir Richard temple. *Travels in Kashmir Hyderabad & Sikkim*.
- (45) گلزار کشمیر - مصنف دیوان کرپارام
(44) تواریخ کشمیر - مصنف بیربل کچرود
67. *In the Land of Lala Rookh*
A. S. Wadia. London 1921.

- 68 Ernest F. Neve - A crusader in Kashmir - 1928.
- 69. Marion Doughty. A foot through Kashmir valley. London. 1902.
- (60) وجیز التوارخ -
- (61) تاریخ کبیر کشمیر - الموسوم تحائف الابرار فی ذکر اولیاء الاخیار
جلد اول مطبوعہ امر ۱۳۲۲ھ ہجری.
- 72. James Arbuthnot - A Trip to Kashmir. Calcutta - 1900.
- 73. Ptolemy - Ancient India.
- 74. R. C. Law Glimpses of Hidden India.
- 75. R. G. Bhandarker. Peep in to the early history of India.
- 76. Dowic - Punjab. N. W. F. & Kashmir.
- 77. Pundit Gwasha Lal. A short History of Kashmir.
- 78. Younghusland. Heart of a continent.
- 79. Wyman - Kashmir & its shawls.

80. A.E. Ward - Tourists & sportsman
guide to Kashmir & Ladakh.

81. Thacher - Kashmir & the Hills.

(۸۲) پرگنہ بندی کشمیر - قلمی
(۸۳) دقائق کشمیر (قلمی) فارسی نظم
(۸۴) تواریخ زین الدین بزبان کشمیری

85. G. R. Elsmie - 35 years in the
Punjab.

86. R. C. Kak. A Handbook of
Archaeology

(۸۶) سفینة الاولیاء

(۸۷) اسرار الاولیاء

(۸۹) انفاس الاکابر -

(۹۰) روضۃ الصفاء

91. John B. Ireland - From well
- st. to Kashmir. 1859.

92. Anand Kaul - Geography of
Jammun & Kashmir. 1925.

93. Anand Kaul - "Kashmiri Pundit"
1924.

94. A. Brinkman - Rifle in Kashmir.
1862.

95. A. Crump - Ride to Leh 1918.

96. O. Eckenstein - Karakoram & Kashmir 1896.
97. C. M. Enrigney - Realms of the Gods. 1915
98. D. Frazer. Marches of Hindustan 1907.
99. George Bell. Letters from India 1874.
100. Haney - Adventures of a Lady. 1854.
101. H. S. Merrick - In the world's Attic. 1931.
102. Sansar Chand. Holiday Trip in Kashmir 1926.
103. Mr. Rodgers (of Amritsar) coins of Kashmir.
104. Alexander David. Neel. My Journey to Lhasa.
105. Joshua. Duke. A Guide for visitors of Kashmir & Jammun. Calcutta. 1903.
106. Count Hans von Koenigsmarek. The Markhor sport in Kashmir London 1910.
107. Sansar Chand Kaul. Holiday Trip in Kashmir.

108. Mrs. Harvey - The Adventures of a Lady - London 1854.
109. S. Barrel - Rambles in Kashmir
110. George Bell - Letters from India 1874.
111. Major. E. A. Burrows - Kashmir en Femille. Calcutta. 1895.
112. Cowley Lambert - A Trip to Kashmir & Ladakh. London 1877.
113. H. Z. Darrah - Sports in the Highlands of Kashmir.
114. Brown - China's Eaves.
115. Bernalot - Through the heart of Asia.
- (114) محمد باقر مجلسی - عین الحیاة ۱۲۴۸ ھجری علی صاحبها التحیة والسلام
117. Cob. Ancient Buildings in Kashmir. Allen - 1869.
118. Cunningham - Ancient geography of India.
119. J. M. Horniberger. 35 years in the East.
120. Elias & Roses. تاریخ رشیدی

(Simpson, Law 1895)

221. Forrier - Caravan Journey & Wanderings.

Narrative of the

(۱۷۳) خزینہ اولیٰ

224. Sir Thomas Holdich - The gates of India

225. S. Hedin - Adventures in Tibet

226. M. Izzyetullah - Travels in Central Asia.

(۱۷۴) دقائع کشمیر - صفحہ جوت پرشاد۔

228. Lambert - Trip to Kashmir.

229. J. C. Mcdonnell - Hints on Hill travelling in Kashmir

230. O. Conner - charm of Kashmir.

231. Neve. Tourist's Guide -

Thirty years in Kashmir

and of

see

Bombay.

134. Petrockino - Three weeks in a house Boat.
135. F. Parbary & G. Zuccoli Emerald set with Pearls.
137. Tavernier - Travels in India London. 1889.
138. Pundit Tarachand - History of Kashmir

(۱۳) گلشنِ کشمیر - مصنف میر سعد اللہ

(۱۳۴) باغِ سلیمان - مصنف میر سعد اللہ صاحب

(۱۳۵) تاریخِ اعظمی -

(۱۳۶) قصہ یوز آصف و حکیم بلوہر - مؤلفہ ڈاکٹر صفدر علی صاحبہم

142. Nicholas Notovitch - Unknown Life of Jesus Christ.

تمت بالکتاب

تین مزید حوالے

(جو تک فضل حسین صاحب پبلشرز کے پروفادیاں کی نوٹ بک سے نقل کئے گئے)

سلطان محمود غزنوی کے عہد میں علامہ ابوریحان البیرونی ہندوستان میں آیا تھا جس نے یہاں کافی عرصہ قیام کیا۔ یہاں کے علوم و فنون سے واقفیت حاصل کی اسکے بعد ان علوم

پر ایک محرکہ الارا کتاب عربی زبان میں لکھی جیسا کہ نام کتاب العند ہے۔ اس کتاب میں علامہ غزنوی نے کثیر کے متعلق یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اہل کثیر اپنے ملک کے دروازوں اور راستوں پر ہمیشہ سختی سے رکھتے ہیں جس سے انکے ساتھ کسی قسم کی تجارت کرنا مشکل ہے۔ قدیم وقتوں میں وہ ایک وغیرہ ملکوں اور ضلعوں کے بیویوں کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دیتے تھے۔ ”کتاب العند کا ہندی ترجمہ جلد دوم ۲۷ مطبوعہ الآباء شہادت ہذا اس کا بین ثبوت ہے۔ کہ یہودیوں کا خطہ کثیر سے آغاز اسلام سے بھی کہیں پہلے سے قدیم اور گہرا تعلق رہا ہے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے سفر کثیر کے حالات لکھتے ہوئے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ ”عصر کے بعد روانگی ہوئی اور مغرب سے پہلے پہاڑ کے نیچے آگئے۔ راستہ میں ڈانڈی اٹھائے ہوئے

کثیر مسلمانوں کی خصائل کا بہت اچھی طرح مطالعہ کیا۔ اور پورا یقین ہو گیا۔ کہ اس ملک میں ہندوئی اور اہل آئے تھے اور یہ لوگ اسی نسل سے ہیں“ (رسالہ درویش دہلی جلد ۱۷ نمبر ۲۶ ص ۱۸)

مدرسہ ایت سٹوڈینٹس رٹائرڈ آئی۔ سی۔ ایس نے بھی اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ”کثیر مسلمانوں میں بہت سے خاندان اپنے آپ کو اسرائیل کی اولاد خیال کرتے ہیں اور ان

کی شکل و صورت بھی یہودیوں جیسی ہے۔ ان لوگوں میں یہ بھی روایت ہے۔ کہ جب مسیح کو زندہ صلیب آتا گیا تو وہ ان قوموں کی تلاش میں مشرق کی طرف چل پڑا۔ اور سر نیگرمین راکر فوت ہوا۔ یہاں یوسف عارف فریڈ آسنہ نام کی ایک قبر ہے۔ جسے مسیح کی قبر بیان کیا جاتا ہے۔“

(روزانہ اخبار ویر بھارت لاہور ۳۰ مارچ ۱۹۳۲ء ص ۱)

تک فضل حسین صاحب پبلشرز نے ایڈیشن سیم پریس قادیان میں باہتمام چھپواری ایڈیشن پر شائع